کل مسکر حرام "الحدیث" ہر نشہ آور چیز حرام ہے

منشیات کی تباہ کاریاں

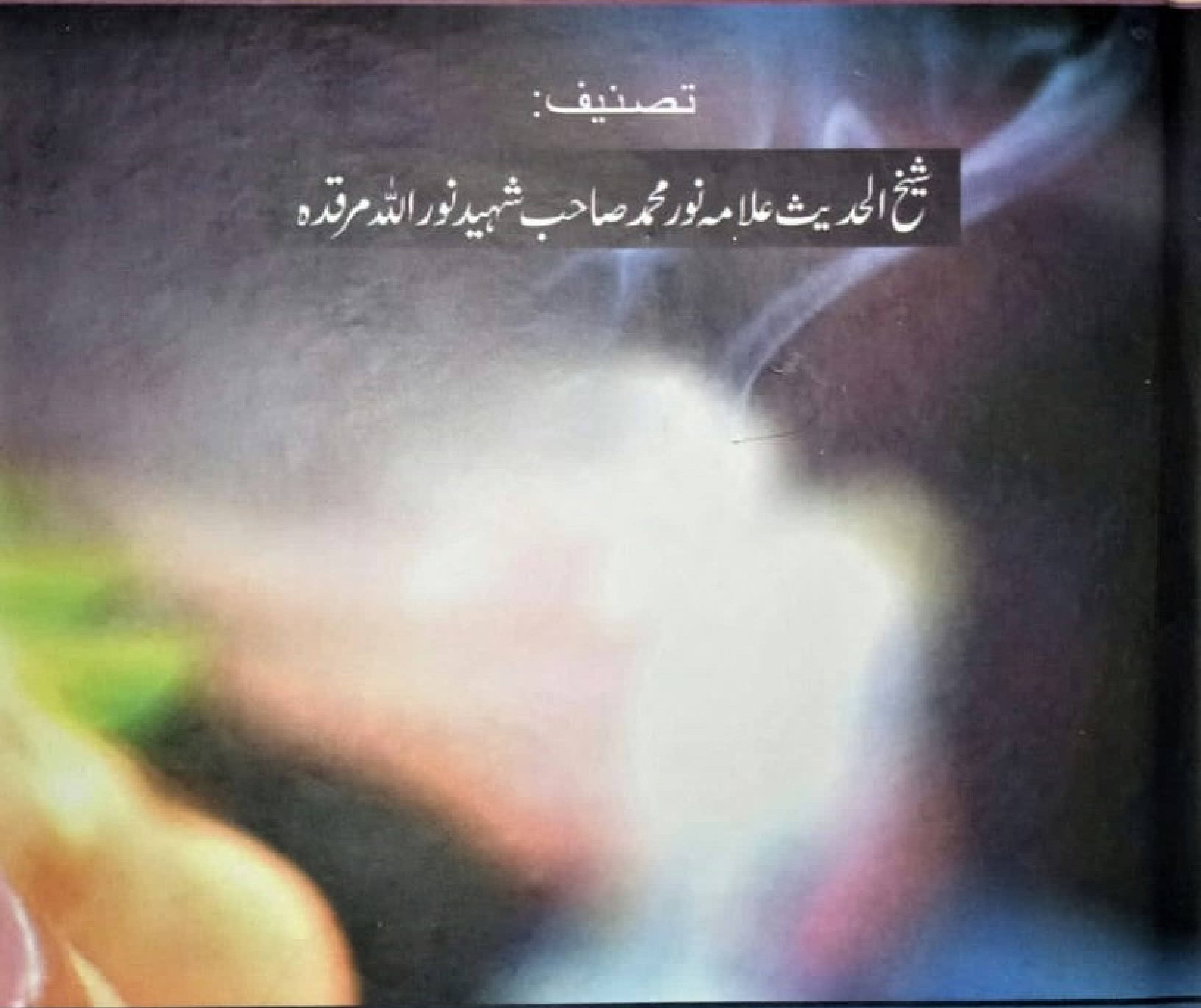

تصنیف:

شیخ الحدیث علامہ نور محمد صاحب شہید نور اللہ مرقدہ

ترتیب: مولانا ڈاکٹر تاج محمد حقانی

خطیب جامع مسجد و مہتمم جامعہ دار العلوم وزیرستان وانا

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۹	سخن ہائے گفتنی	۱
۱۴	مقدمہ	۲
۱۶	گناہ کے وسائل بھی گناہ ہیں	۳
۲۱	گناہ کیلئے ذریعہ بننے اور اس میں معاونت کی مزید وضاحت	۴
۲۴	ڈاکہ ڈالنے اور اس کیلئے وسیلہ بننے کا حکم ایک ہے	۵
۲۶	نشہ اور نشہ آور چیزوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات	۶
۲۷	انسانی جسم امانت خداوندی ہے، انسان کی ملکیت نہیں	۷
//	نشہ آور چیزوں کی تقسیم	۸
۲۹	مسکرات کی جدید اصطلاح	۹
//	گناہ کرنے والے، گناہ میں سبب بننے والے اور گناہ میں مدد کرنے والے کا حکم ایک ہے	۱۰
۳۱	ہر نشہ آور چیز شراب کا حکم رکھتی ہے	۱۱
۳۲	شراب کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق	۱۲
۳۳	شراب کے بارے میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی تحقیق	۱۳
۳۴	منشیات کا شرعی حکم	۱۴
۳۵	افیون، چرس اور بھنگ کی سزا تعزیراً قتل بھی ہے	۱۵
۳۸	افیون اور چرس میں ۱۲۰ سے زیادہ ضرر ہیں اور ان کو حلال کہنے والا زندیق ہے	۱۶
۳۹	افیون، چرس اور بھنگ حرام ہیں۔ علامہ شامیؒ کا فتویٰ	۱۷

۱۸	افیون اور بھنگ نشہ آور ہیں اور نشہ کیلئے اعتبار غیر عادی آدمی کا ہے (شامی)	۴۰
۱۹	افیون حرام ہے (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ)	۴۲
۲۰	ہر نشہ آور اور صحت کیلئے مضر چیز حرام ہے خواہ نشہ آور نہ بھی ہو (علامہ شامیؒ)	۴۳
۲۱	جن غشیات پر بد کردار لوگ جمع ہوتے ہیں وہ سب شراب کے حکم میں داخل ہیں	۴۴
۲۲	تمام غشیات کے استعمال اور خرید و فروخت کے بارے میں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ (ظفر احمد عثمانیؒ)	۴۵
۲۳	چرس اور افیون کو جائز کہنے والا مرتد او روا جب القتل ہے اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن نہ کیا جائے (ابن تیمیہؒ)	۴۹
۲۴	افیون کے دینی اور دنیاوی ضرر ۱۲۰ سے زیادہ ہیں (ابن البیطارؒ)	۵۱
۲۵	نشہ آور چیزوں کے متعلق مفتی مصر عبدالمجید سلیمؒ کا فتویٰ	۵۲
۲۶	افیون، بھنگ اور چرس کا لین دین اور اس کا ہر قسم کا استعمال حرام او رقابل سزا جرم ہے	۵۳
۲۷	افیون اور دیگر غشیات کی تجارت اور آمدنی حرام ہے	۵۶
۲۸	افیون اور بھنگ کی کاشت اور اس کی آمدنی حرام ہے (مفتی مصر)	۵۹
۲۹	افیون اور دیگر غشیات کی آمدنی حرام ہے اور اس کو راہ خدا میں خرچ کرنا مردود ہے	۶۳
۳۰	افیون، چرس، بھنگ اور شراب کا حکم اور گناہ ایک ہے (حافظ الحدیث ابن حجرؒ)	۶۹
۳۱	شراب اور دیگر غشیات کے استعمال پر جن لوگوں پر لعنت نازل ہوتی ہے وہ کون ہیں؟	۷۲
۳۲	حضرت عمرؓ کے خطبہ کے متعلق ایک ضروری وضاحت	۷۵
۳۳	علامہ ابن حجرؒ کی تحقیق کا خلاصہ	۷۶
۳۴	ہر نشہ آور چیز شراب ہے (سید سابقؒ)	۷۷
۳۵	چرس، بھنگ اور افیون کی عادت سے انسان میں ننگ انسانیت صفات پیدا ہو جاتی ہیں (ابن حجرؒ)	۸۰
۳۶	لفظ خمر اور سکر کی تحقیق	۸۱
۳۷	غشیات کی تجارت کا حکم (عبدالرحمن الجزیریؒ)	۸۳
۳۸	مباح کام جب حرام کیلئے وسیلہ او رذریعہ بنے تو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے (شاہ عبدالعزیزؒ)	۸۷

۳۹	صحت اور عدم جواز یکجا ہو سکتے ہیں	۸۸
۴۰	چرس اور افیون کو جلانا، فروخت کرنے والے کو کوڑے لگانا اور جائز کہنے والے کو زندیق قرار دینا	۹۰
۴۱	منشیات کی تجارت ان کے استعمال کی مانند حرام ہے	//
۴۲	افیون کے متعلق دارالعلوم وزیرستان وانا کا فتویٰ	۹۱
۴۳	استحسان کو قیاس پر ترجیح حاصل ہوتی ہے لہذا فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے	۹۳
۴۴	افیون کے بارے میں فتاویٰ حقانیہ اور احسن الفتاویٰ کا فتویٰ	۹۶
۴۵	مباحات میں اطاعت سلطان واجب ہے	۹۷
۴۶	افیون کے ستر نقصانات ہیں اور سب سے ادنیٰ یہ کہ مرتے وقت کلمۂ شہادت نصیب نہیں ہوتا	۹۸
۴۷	منشیات کی تجارت کی حرمت کے بارے میں فقہاء کرام کے اقوال کا خلاصہ	۹۹
۴۸	کن مجبوریوں کے تحت شریعت شراب، خنزیر کے گوشت اور افیون وغیرہ کی اجازت دیتی ہے	۱۰۱
۴۹	علاج کیلئے افیون اور دیگر حرام چیزوں کے استعمال کی کیا شرائط ہیں؟ (علامہ عبدالحیٔؒ)	//
۵۰	منشیات کی کاشت اور اس سے نشہ آور چیزوں کے حصول کا حکم	۱۰۵
۵۱	ہر کام کا گناہ اور ثواب اس نتیجے سے وابستہ ہوتا ہے	۱۰۶
۵۲	جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی تلاش بھی حرام ہے	۱۰۷
۵۳	جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے	۱۰۸
۵۴	حرام کام کے ذرائع اور وسائل بھی حرام ہیں	//
۵۵	نفع کے حصول سے فساد کا دفع کرنا بہتر ہے	۱۰۹
۵۶	عام لوگوں سے دفع ضرر کی خاطر خاص لوگوں کو نقصان پہنچانا جائز ہے	۱۱۰
۵۷	گناہ کے کام میں امداد اور تعاون کرنا بھی گناہ ہے	۱۱۱
۵۸	مذکورہ قواعد سے ثابت شدہ احکام	۱۱۲
۵۹	افیون اور بھنگ کی کاشت کی حرمت پر ائمہ کا اتفاق ہے (علامہ الجزیریؒ)	۱۱۴
۶۰	ایسے شخص کو زمین بیچنا حرام ہے جو اس میں انگور کے پودے لگا کر اس سے شراب بنانا چاہتا ہے (علامہ سرخسیؒ)	۱۱۶

۶۱	حرام چیز کے حصول کے وسائل اور ذرائع بھی حرام ہیں (ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ)	۱۱۸
۶۲	نسل انسانی کا اجماع	۱۲۰
۶۳	حرام مال کی اقسام اور ان کی کمائی	۱۲۱
۶۴	ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت کا شرعی حکم	۱۲۲
۶۵	علامہ الجزیریؒ کی طویل بحث کا خلاصہ	۱۲۶
۶۶	منشیات کی کاشت اور تجارت کے جواز کا فتویٰ دینے والوں کی مدلل تردید	۱۲۷
۶۷	مفتی اور فتویٰ کی شرعی حیثیت	۱۸۶
۶۸	مخصوص حالات میں علماء کرام کے مختلف فتاویٰ کی چند مثالیں	۱۹۰
۶۹	گناہ کیلئے سبب بننے اور اس میں مدد کرنے کے بارے میں مفتی اعظمؒ کی نایاب تحقیق	۱۹۷
۷۰	سبب کی اقسام اور احکام	۱۹۹
۷۱	تمباکو کا مختلف قسم کا استعمال قدیم اور جدید آراء کی روشنی میں	۲۰۸
۷۲	تمباکو کے استعمال کی ابتداء	۲۱۰
۷۳	مسلمانوں کو تمباکو نوشی کی لت میں کس نے مبتلا کیا؟	۲۱۱
۷۴	تمباکو کے استعمال کے اثرات	۲۱۳
۷۵	سگریٹ نوشی کے مضر اثرات	۲۱۵
۷۶	تمباکو کے استعمال کے بارے میں علماء کا اختلاف رائے	۲۱۷
۷۷	تمباکو نوشی کی شرعی حیثیت کے بارے میں علماء کے اختلاف کی اصل وجہ	۲۱۹
۷۸	تمباکو نوشی کو جائز کہنے والے علماء کرام کے دلائل	۲۲۲
۷۹	علامہ ابن عابدینؒ کے دلائل پر ایک طائرانہ نظر اور حلت کی دلیل اول	۲۳۲
۸۰	حلت کی دلیل دوم اور اس کی حقیقت	۲۳۴
۸۱	مضر چیزوں میں اصل حرمت ہے	۲۳۵
۸۲	حلت کی دلیل سوم اور اس کا ضعف	۲۳۶
۸۳	فلسفۂ اضداد	۲۳۷

۸۴	حلت کی دلیل چہارم اور اس کی تردید	۴۳۹
۸۵	حلت کی دلیل پنجم اور اس کی تردید	۴۴۲
۸۶	عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ	۴۴۳
۸۷	علامہ شامیؒ کے دلائل کا خلاصہ	۴۴۵
۸۸	حرمت اور حلت کے فتویٰ کیلئے دو اصول	۴۴۶
۸۹	تمباکو کا استعمال جائز کہنے والوں کے اقوال	۴۴۷
۹۰	تمباکو کے استعمال کے جواز کا فتویٰ دینے والوں کے اقوال کا تذکرہ	۴۵۱
۹۱	تمباکو کے استعمال کے مانعین اور ان کے دلائل	۴۵۳
۹۲	تمباکو کے شرعی حکم کے بارے میں علامہ عبدالحئی کی تحقیق کے حوالے	۴۶۰
۹۳	اکابرین مذاہب اربعہ کا تمباکو نوشی کے متعلق فتویٰ	۴۶۱
۹۴	تمباکو نوشی سے دور بھاگئے	۴۶۶
۹۵	اصول حکمت اور طب کی تحقیقات کی روشنی میں تمباکو نوشی کی جانی، مالی اور دینی بربادی	//
۹۶	تمباکو نوشی باعث نامردی ہے	۴۶۸
۹۷	تمباکو کے زہریلے اجزاء	۴۶۹
۹۸	جدید ترین سائنسی تحقیقات کی روشنی میں تمباکو نوشی کی تباہی	۴۷۲
۹۹	تمباکو نوشی کے متعلق آکسفورڈ یونیورسٹی کے سائنسدانوں کی تحقیق	۴۷۴
۱۰۰	تمباکو نوشی سے چہرے کی بے رونقی جھریاں اور سرخ و سیاہ دھبے	۴۷۵
۱۰۱	تمباکو نوشی کا مالی نقصان	//
۱۰۲	ہمارے بچپن کے چھوٹے بچوں کا مشغلہ اور تمباکو کے زہریلے اثرات	۴۷۷
۱۰۳	سگریٹ نوشی سے سالانہ ۴۰ لاکھ افراد لقمہ اجل بنتے ہیں	//
۱۰۴	سگریٹ کے دھوئیں سے سالانہ ۷ کروڑ افراد متاثر ہوتے ہیں	۴۷۸
۱۰۵	تمباکو کے ضرر کے ثبوت کے متعلق لاس اینجلس کا عدالتی فیصلہ	۴۷۹
۱۰۶	فریقین کے دلائل کا خلاصہ اور تنقیدی جائزہ	//

۱۰۷	تمباکو کے استعمال کے مانعین کے دلائل کا خلاصہ	۲۸۱
۱۰۸	مضر اشیاء کا استعمال حرام ہے (علامہ شامیؒ)	۲۸۴
۱۰۹	جدید تحقیقات کی رو سے تمباکو کھانے، منہ میں رکھنے اور سونگھنے کی مضرت زیادہ ہے	۲۸۶
۱۱۰	تمباکو نوشی کی کاشت کے متعلق بعض جدید فتووں کی تحریر	۲۸۸
۱۱۱	مؤلف کی گذارش	۲۸۹

التماس

قارئین حضرات! اپنی طرف سے حتی المقدور کوشش کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ بندہ سے اس عملی تحقیق میں کہیں کوتاہی ہوئی ہو، اس لئے گذارش ہے کہ ایسی صورت میں براہ راست مجھے مطلع فرمائیں تا کہ ایک طرف میری اصلاح ہو سکے اور دوسری طرف آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

آپ کی اطلاع کا منتظر

بندہ نور محمد

انتساب

فقیہ العصر، شیخ الحدیث اور میدان سیاست کے نامور شاہسوار حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے نام جن کی شفقتوں اور توجہات سے بندہ کو تفقہ فی الدین کا ادنیٰ حصہ ملا۔

نور محمد

esktop\bismillah
not found.

سخنہائے گفتنی

وزیرستان کے لئے مولانا صاحب کی خدمات کسی بیان کی محتاج نہیں، ۱۹۵۵ء سے آپ نے منبر کا ایسی خوبی کے ساتھ استعمال کیا کہ لوگ دینی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے بخوبی واقف ہونے لگے، غلط رسوم اور غیر شرعی عقائد کے خلاف آپ نے بہترین حکمت عملی کے ساتھ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جس میں اگرچہ آپ کی ذات کو وقتی طور پر حقیقی خطرہ درپیش ہوا لیکن کسی قسم کی فرقہ بندی پیدا ہوئے بغیر پورا وزیرستان آج غلط عقائد اور غیر شرعی روایات سے محفوظ ہے ۔آپ کے اصلاحی خطبات کی بدولت وزیرستان میں معاشرتی انقلاب آیا ،لوگوں کی معاشی حالت مستحکم ہوئی ،وانا کے بنجر میدان سبزیوں کے لہلہاتے کھیتوں اور میوہ جات کے باغات میں تبدیل ہوئے ،حلال رزق کے حصول کیلئے امارات اور خلیج کیلئے سفر کی شرعی نقطہ نگاہ سے حوصلہ افزائی فرمائی، نتیجۃً دیکھتے ہی دیکھتے احمد زئی وزیر قوم نے ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑے بڑے قطعات اراضی خریدیں اور ان کی آباد کاری کے وسائل مہیا کرکے ڈیرہ اسماعیل خان کی ترقی میں

بہت اہم کردار ادا کیااور آج ڈیرہ اسماعیل خان کی معاشی ترقی کے مختلف شعبہ جات میں اس بات کی عملی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔پھر وقت کے ساتھ ساتھ آپ نے حالات کے تقاضوں کے مطابق تقریر کے ساتھ ساتھ علمی تحقیق کے میدان میں بھی اہل علم حضرات کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس سلسلے میں جہاد افغانستان کے بارے میں مختلف حلقوں کی طرف سے شکوک شبہات کے مدلل جوابات دیکر وقت کی ایک اہم ضرورت پوری فرمائی ،پھر وزیرستان میں جنگلات کاٹنے کے معروضی حالات کو دیکھتے ہوئے آپ نے شجر کاری کی اہمیت پر شرعی اور سائنسی نقطۂ نگاہ سے ایک جامع کتاب تصنیف فرمائی۔قبائلی معاشرتی نظام کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے مشترکہ خاندانی نظام اوراس کے اقتصادی فوائد کے نام سے ایک تحقیقی کتاب لکھی کیونکہ بعض لوگوں کی طرف سے شرعی پردے کے بارے میں ایسا سخت موقف اختیار کیا گیا جس سے قبائلی معاشرتی نظام بکھرنے کا اندیشہ پیدا ہو چکا تھا جس کا بروقت سدباب کیا گیا۔علاوہ ازیں افغان مہاجرین کے جید علماء کی طرف سے انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنے کا فتویٰ دیا گیا جس سے لوگوں میں ایک ذہنی خلفشار پیدا ہوا چنانچہ آپ نے اس کے متعلق شرعی تعلیمات اور جدید طب کی روشنی میں ایک کتاب لکھ کر لوگوں کی ذہنی تشویش دور فرمائی۔

امت مسلمہ کی مجموعی زبوں حالی اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول سے غفلت اور اس کے ذلت آمیز نتائج دیکھ کر ہر حساس مسلمان افسردہ رہتا ہے چنانچہ آپ

نے علوم الانبیاء اور تسخیر کائنات کے نام سے ایک بہت وقیع کتاب لکھ ڈالی جس میں دینی نقطۂ نگاہ سے جدید علوم اور ٹیکنالوجی کا حصول مسلمانوں کا ایک اہم فریضہ قرار دیا گیا ہے۔عید کے موقع پر پورے صوبہ سرحد اور خصوصاً قبائلی علاقہ جات میں جس تشتت اور افتراق کا مظاہرہ کیا جاتا ہے وہ آپ کیلئے حد درجہ دل آزردگی کا باعث بنتا ہے چنانچہ آپ نے اس بارے میں خاص علمی انداز سے ''ایضاح المقال فی رؤیۃ الہلال'' کے نام سے ایک قابل قدر تصنیف فرمائی جس میں آپ نے ان تمام اقدامات پر علمی نقطۂ نگاہ سے ردکی جو اختلاف عیدین کا سبب بنتے ہیں۔

۱۹۹۷ء کے الیکشن میں آپ جنوبی وزیرستان کی طرف سے پہلی بار عام ووٹوں کے ذریعے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے لیکن آپ نے جو کچھ دیکھا اور اس کے نتیجے میں آپ نے خود اور اپنے خاندان کے کسی فرد کا موجودہ حالات میں الیکشن میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا، اس کے بارے میں جمہوریت اور اسلام کا تقابلی موازنہ کر کے آپ نے اس بارے میں اپنی سوچ کا واضح اور برملا اظہار فرمایا۔غرض یہ کہ آپ کی تصنیفات کی تعداد دس سے تجاوز کر چکی ہے اور ان میں سے ہر ایک مقتضی الحال کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔پھر بدقسمتی سے ۲۰۰۲ء میں جنوبی وزیرستان میں پہلی بار افیون کو بطور نقد آور فصل کاشت کرنے کے بارے میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔ہمیشہ کی طرح اس بار بھی آپ نے حالات کو سمجھا، اس کے دوررس نتائج آپ کے سامنے تھے چنانچہ آپ نے کاشت کے موسم سے بہت

پہلے جہاد باللسان کا آغاز فرمایا لیکن مغربی جمہوریت یعنی عام وخاص کے ووٹوں کے ذریعے سے حصول اقتدار نے یہاں بھی اپنا کرشمہ دکھایا اور ایک خالص مذہبی اور حد درجہ حساس معاشرتی مسئلہ کو انتہائی غیر ذمہ داری کے ساتھ سیاست کی بھینٹ چڑھادیا گیا، مقامی نوجوان علماء نے افیون کی کاشت کے جواز کے فتوے جاری کئے، جامعہ اشرفیہ لاہور اور دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بعض مفتیان کی طرف سے جواز کے ذاتی فتووں کے فوٹوسٹیٹ بڑی سرگرمی کے ساتھ تقسیم کئے جانے لگے۔ چنانچہ دنیا پرستی کے اس ماحول میں علماء کی سرپرستی میں وزیرستان میں پہلی مرتبہ افیون کی عمومی کاشت کیلئے فضاء کو بے حد سازگار بنایا گیا اور پھر بے دینی اور دینداری کا فرق کئے بغیر وہ شخص خوش قسمت سمجھا جانے لگا جس نے زیادہ سے زیادہ رقبے پر اس منحوس پودے کو کاشت کیا۔ پھر بعد میں جو کچھ ہوا وہ ایک طویل داستان ہے۔ کئی ہفتوں پورا وانا بازار ایف۔ سی۔ آر قانون کے تحت بند رہا بلکہ کچھ عرصہ تو کرفیو کا سماں رہا۔ کروڑوں روپے کا نقصان ہوا بلکہ ان حالات کے بعد وانا کے کاروبار میں مستقل طور پر مندی کا رجحان رہا ہے اور تجارت پیشہ لوگ پریشان ہیں چنانچہ ان حالات میں مولانا صاحب نے ایک مرتبہ پھر اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے قلم اٹھایا اور منشیات پر ایک بہت ہی جامع اور تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی جس میں مستند شرعی مآخذ اور جدید طبی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس بات کی قوی امید کی جاسکتی ہے کہ اپنے اپنے شعبوں میں ذمہ دار حضرات اس

کتاب سے استفادہ کر کے مستقبل میں نوجوان نسل کو منشیات کے مہلک اثرات سے بچانے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مولانا تاج محمد حقانی
نائب مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا

☆☆☆☆☆

مقدمہ

سبک زجائ نگیری کہ بس گران بہااست
متاع من کہ نصیبش مبا دا ارزانی

کسی باشعور انسان سے یہ بات مخفی نہیں کہ پوری کائنات میں تخلیق کے لحاظ سے اصل مقصود حضرت انسان ہے، کائنات محکوم انسان حاکم، کائنات خادم اور انسان مخدوم، کائنات تابع انسان متبوع ہے۔ انسان ہی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے زمین کی خلافت کا تاج سجایا (انی جاعل فی الارض خلیفة) مزید یہ کہ اسے حد درجہ مناسب اور خوبصورت انسانی جسم سے نوازا گیا (ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم) اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک مخصوص روح پھونک دی (و نفخت فیہ من روحی) پھر اس اشرف المخلوقات کے جان و مال ، دین و دنیا اور نسل و آبرو کے تحفظ کیلئے ہر دور میں انتظامات کئے گئے ، کتابیں نازل ہوئیں، الٰہی احکامات کی عملی تشریح و توضیح کیلئے پیغمبروں کا انتخاب کیا گیا ، یہاں تک کہ اس طویل سلسلے کی آخری کڑی کے طور پر حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا گیا اور قرآن کو آخری ہدایت نامے کے طور پر انسانی رہنمائی کیلئے نازل کیا گیا۔ انبیاء کے اس طویل سلسلے کی بعثت اور الہامات خداوندی کی آمد درحقیقت مذکورہ اہداف کے حصول ہی کے لئے ہے۔ پھر اگر غور وخوص کیا جائے تو یہ بات بھی شک وتردد سے بالاتر ہے کہ انسان کی

انسانیت کا دارومدار اس کی عقل پر ہے، جب تک وہ عقل سلیم کا حامل رہتا ہے نیابت خداوندی کا مستحق قرار پاتا ہے لیکن اگر وہ اس امتیازی وصف سے عاری ہو جائے تو پھر حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسانیت کی تاریخ میں اولاد سے محروم والدین نے بھی دیوانہ اور پاگل اولاد کی چاہت نہیں کی ہوگی اور نہ ہی کسی مرد یا عورت نے دیوانے شریک حیات کی خواہش کی ہوگی اور نہ ہی کسی یک وتنہا انسان نے کسی مجنون قرابت دار کی خواہش کا اظہار کیا ہوگا، بلکہ جو انسان حیوانوں کی وفا کے گن گاتے ہیں اور ان کی رفاقت کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھی دیوانوں کی دوستی سے دور بھاگتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اولاد آدم کا ہر عضو اپنی جگہ بے حد قیمتی اور کار آمد ہے لیکن اس قیمتی انسانی وجود کا سرتاج عقل انسانی ہے اور اس کے معیوب ہونے سے یہی وسیلۂ ظفر باعث ذلت اور ہلاکت بنتا ہے۔ اب اگر کوئی انسان اپنے بدن کا کوئی بھی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ بلا وجہ ضائع کرتا ہے یا قصداً کسی دوسرے بے گناہ انسان کے وجود کا کوئی پرزہ ناکارہ کرتا ہے یا اس کے ضائع کرنے کا قریبی ذریعہ بنتا ہے تو یہ عمل ازروئے شریعت بھی معصیت ہوگی اور قانون اور رسم ورواج میں بھی اس کی قباحت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور اس جرم کی شدت یا خفت بھی ضائع کردہ عضو کی مناسبت سے ہوتی ہے، اور ایک ایسا عمل جس کے نتیجے میں پورا انسانی وجود ضائع ہو جاتا ہے یا اپنی افادیت کھو دیتا ہے، یقیناً عند اللہ اور عند الناس ایک عظیم جرم تصور ہوگا۔ اب یہ بات تو پہلے واضح

ہو چکی ہے کہ انسانی شرافت کی بنیاد اس کا صاحب عقل ہونا ہے اور کسی بھی ایسے اقدام کا ارتکاب جو انسان کے اس امتیازی وصف میں خلل ڈالے ، درحقیقت انسان کے تمام اعضاء کا ضیاع اور ہلاکت ہے، اپنی ہلاکت تو درکنار دوسروں کیلئے بھی باعث ہلاکت ہے۔

گناہ کے وسائل بھی گناہ اور معصیت ہیں

پھر بھی یہ بات ذہن میں رہے کہ انسان جو بھی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے خواہ وہ مقصد نیک ہے یا نہیں، اس کے حصول کیلئے مختلف ذرائع اور وسائل اختیار کرنے پڑتے ہیں، محنت اور جدوجہد کرنا پڑتی ہے اور مال و دولت خرچ کرنا پڑتی ہے۔ اب اگر یہ مقصد نیک اور جائز ہے اور آگے چل کر اس کا مقام فرضیت، وجوب، سنت، استحباب اور اباحت کا ہے تو اس تک پہنچنے کے تمام ذرائع کا بھی وہی حکم ہوگا جو اصل مقصد کا ہے یعنی فرضیت، وجوب، سنت اور اباحت، اور اگر وہ مقصد ناجائز ہے اور عدم جواز میں حرمت یا کراہت کا جو بھی مرتبہ ہوگا، اس مقصد کے حصول کے ذرائع ، وسائل اور اسباب کا بھی شریعت کی رو سے وہی حکم ہوگا۔ اس بات کا ثبوت قرآن کریم کی صریح آیات، احادیث نبوی ﷺ ، ائمہ کرام اور فقہاء عظام کی تصریحات میں موجود ہے۔

قولہ تعالیٰ:

وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم

والعدوان .

''نیکی اور پرہیز گاری کے کام میں ایک دوسرے کا ساتھ دو اور گناہ اور ظلم کے کام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو''

(المائدۃ / آیت ۲)

قولہ تعالیٰ:

ینسآء النبی لستن کأحد من النسآء ان التقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض و قلن قولاً معروفاًo

''اے نبی کی بیویوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو (اجنبی مردوں سے) دبی زبان (پرکشش لہجہ) سے بات نہ کرو تا کہ منافقین کے دلوں میں لالچ پیدا نہ ہو اور سیدھی بات کیا کرو''

(احزاب / ایت ۳۲)

ضروری وضاحت:

حضور علیہ السلام کی بیویوں کا پس پردہ دبی زبان میں اجنبی مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں ان کی بری نیت کا معاذ اللہ تصور تک نہ تھا کیونکہ حضور علیہ وسلم ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وازواجہ امھاتھم ''اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''

(احزاب / آیت ٦)

اور کسی ماں کا اپنے بیٹے کے ساتھ دبے الفاظ میں بات کرنے کے نتیجے میں بیٹے کے دل میں بری لالچ پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اور اگر کسی کے دل میں حضور علیہ السلام کی بیویوں سے بات چیت کے دوران غلط خیالات پیدا ہونے کا احتمال تھا تو وہ صرف کفار اور منافقین ہی ہو سکتے تھے جن کا وجود مدینہ منورہ میں بہت معمولی تھا۔ اب نکتے کی بات یہ ہے کہ ازواج نبی علیہ السلام کے دلوں میں گندے خیالات کا شائبہ تک نہ تھا اور سننے والے اجنبی مردوں میں سے صرف کفار اور منافقین کے دلوں میں برے خیالات کے وجود کا شائبہ تھا لیکن پھر بھی معصیت کے ان بعید وسائل کو اللہ تعالیٰ نے حرام اور گناہ قرار دیا ہے، اسلئے ثابت ہوا کہ:

الف) وسائل گناہ کا ارتکاب گناہ ہے اگر چہ اس میں گناہ کی نیت نہ ہو۔

ب) ذرائع گناہ کا ارتکاب مسلمانوں کے لئے ہر حال میں گناہ ہے اگر چہ کفار اور منافقین کے حق میں وہ وسیلۂ گناہ نہ ہوں اور یہی وجہ ہے کہ کسی مسلمان کیلئے کافر کو شراب اور دیگر منشیات فراہم کرنا حرام ہے بلکہ حیوانات کو بھی دینا ناجائز ہے۔

قولہ تعالیٰ: ولا تبرجن تبرج الجاھلیّۃ الاولیٰ

” (اے پیغمبر کی بیویو!) گھروں سے نکلتے وقت بے پردہ نہ نکلو جیسے اسلام سے پہلے عورتیں ہار سنگھار دکھاتی پھرتی تھیں“

(سورۃ احزاب / آیت ۳۳)

دیکھئے یہاں بھی حضور ﷺ کی بیویوں اور مسلمانوں کی ماؤں کو حکم ہے کہ بے پردہ نہ نکلیں، اگرچہ بے پردہ نکلتے وقت ان پاک ہستیوں کے دلوں میں بری نیت کا شائبہ تک نہ تھا اور مدینہ منورہ میں عموماً دیکھنے والے بھی ان کے بیٹے ہی تھے مگر پھر بھی قرآن نے ان کیلئے بے پردہ نکلنا حرام قرار دیا اس لئے کہ ایسا نکلنا بدنظری وغیرہ کیلئے وسیلہ بن سکتا تھا۔

نوٹ: مذکورہ دو آیتوں میں جو حکم حضور ﷺ کی بیویوں کیلئے ہے وہی حکم تمام مسلمان عورتوں کیلئے بھی ہے۔

قولہ تعالیٰ:

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن .

"(گھر سے باہر حالت حجاب میں بھی) وہ اپنے پاؤں کو زمین پر زور سے نہ ماریں تاکہ ان کے مخفی زیورات آشکارا نہ ہو جائیں یعنی ان کے زیورات کی جھنکار کوئی نہ سنے۔"

(سورۃ النور / ایت ۳۱)

زمین پر زور سے قدم رکھنے میں کسی عورت کی بد نیتی نہ بھی ہو اور سننے والے مرد خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہر صورت میں عورت کیلئے مذکورہ رفتار حرام ہے اس لئے کہ یہ عمل دوسروں کیلئے گناہ میں مبتلا ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: ولا تسبّو الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ

عدوًا بغير علم .

’’مشرکین جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان بتوں کو برا بھلا نہ کہو ورنہ مشرکین بھی ناسمجھی میں زیادتی کرکے اللہ کو برا بھلا کہیں گے‘‘

(سورۃ انعام / آیت ۱۰۸)

دیکھئے بتوں کی مذمت بذات خود عبادت ہے مگر مشرکین کو عار دلانے کیلئے ان کے بتوں کو غلط الفاظ سے یاد کرنا چونکہ اللہ تعالیٰ کو ناشائستہ الفاظ کہنے کیلئے وسیلہ اور ذریعہ بن سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو غلط کہنا گناہ عظیم ہے لہذا اس کیلئے وسیلہ اور ذریعہ بننا بھی حرام اور گناہ ہے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ’’ من الكبائر شتم الرجل والديه قالوا يا رسول الله وهل يشتم الرجل والديه؟ قال نعم يسبّ أبا الرجل فيسبّ اباه و يسبّ امه فيسبّ امه‘‘ متفق عليه،و لفظ البخارى ان من اكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه قيل يا رسول الله كيف يلعن الرجل والديه قال يسبّ أبا الرجل فيسبّ أباه ويسبّ امه فيسبّ امه

’’حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ

یارسول اللہ کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، جب ایک آدمی دوسرے کی ماں یا باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں باپ کو گالی دے گا۔

(بخاری و مسلم)

اور صرف بخاری کے الفاظ یوں ہیں ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے اور برے الفاظ استعمال کرے'' الخ

(بحوالہ اعلام الموقعین جزء ۳ / ص ۱۲۲)

واضح بات ہے کہ دوسرے کے والدین کو گالیاں دینے والے کی نیت میں یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کے والدین کو گالی دے لیکن چونکہ یہ شخص اپنے والدین کو گالی دلوانے کا سبب بنا اسلئے حضور علیہ السلام نے وسیلہ کا وہی حکم بیان کیا جو اپنے والدین کو خود حقیقۃً گالیاں دینے کا ہے یعنی وسیلہ اور ذریعہ بننے والے نے تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑھ کر کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

گناہ کیلئے ذریعہ بننے اور اس میں معاونت کی مزید وضاحت

قولہ تعالیٰ: یَاایھا الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ۔

'' اے ایمان والو جس وقت تم احرام میں ہو تو شکار مت کیا کرو''

(سورۃ مائدہ / آیت ۹۵)

اس آیت کے پیش نظر مذہب حنفی کے مطابق محرم کیلئے خشکی کا شکار کرنا ،

مارنا، ذبح کرنا اور اس کا گوشت خود کھانا اور دوسرے کو کھلانا حرام ہے۔ اگر کسی محرم نے خود تو شکار کرنے سے پرہیز کیا لیکن دوسرے حلال آدمی کو شکار کرنے کا حکم کیا یا شکار کی طرف صرف اشارہ کر کے بتایا یا شکار کی طرف رہنمائی کی مثلاً اس کو بتایا کہ ایسے ایسے مقامات میں شکار ملتا ہے اور پھر حلال آدمی نے اس محرم کے حکم پر یا اس کے اشارہ پر یا اس کی رہنمائی پر جا کر شکار کیا تو ان تینوں صورتوں میں اس محرم کیلئے اس شکار کا گوشت حرام ہے اسلئے کہ اس محرم نے حرام کام میں تعاون کیا اور ازروئے شرع گویا اس محرم نے خود شکار کیا، بلکہ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی حلال شخص نے خود شکار دیکھ لیا اور شکار کو مارنے کیلئے اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد اس کے ہاتھ سے چھڑی یا چابک گر جائے اور کسی محرم آدمی نے وہ چابک اٹھا کر گھڑ سوار کو دے دی، تو اگر اس حلال آدمی نے شکار کیا تو بھی اس محرم کیلئے اس شکار کا گوشت حرام ہے اسلئے کہ اس نے شکار کرنے میں شکاری کی مدد کی، البتہ اگر محرم نے غیر محرم شکاری کی کسی قسم کی مدد نہیں کی تو ایسی صورت میں حلال شکاری کے شکار کا گوشت محرم کیلئے کھانا جائز ہے۔

ہدایہ کی عبارت ہے:

ولا يقتل صيدا لقوله تعالىٰ ولا تقتلو الصيد وانتم حرم ○ ولا يشير اليه ولا يدل عليه لحديث ابى قتادةؓ انه اصاب حمار وحش وهو حلال واصحابه محرمون فقال النبى عليه السلام

لاصحابہ ھل اشرتم ،ھل دللتم ،ھل اعنتم فقالوا لا ،فقال اذًا فکلوا.

’’محرم کیلئے شکار کرنا جائز نہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حالت احرام میں شکار مت کرو اور شکار کی طرف اشارہ یا اس کی طرف رہنمائی بھی نہ کرو اس لئے کہ حدیث ابی قتادہ ؓ میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ جب آپ ؓ نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا اور آپ ؓ حلال تھے مگر آپ کے دوسرے رفقاء حالت احرام میں تھے، ان سب نے شکار کا گوشت کھانے سے انکار کیا تاوقتیکہ حضور علیہ السلام سے نہ پوچھ لیا۔ جب حضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے احرام والوں سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ کیا رہنمائی کی تھی؟ کیا کسی قسم کی مدد کی تھی؟ انہوں نے تمام سوالات کے جوابات نفی میں دیئے تو حضور ﷺ نے انہیں گوشت کھانے کی اجازت دیدی۔‘‘

(ہدایہ ج ۱ / ص ۲۲۰)

معمولی غور وفکر سے یہ بات طشت ازبام ہو جاتی ہے کہ کسی ممنوع اور ناجائز کام میں معمولی اور خفیف سی ہمکاری کا بعینہ وہی حکم ہے جو منصوص طور پر حرام فعل کا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

ڈاکہ ڈالنے اور اس کے لئے وسیلہ بننے کا حکم ایک ہے

علامہ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں

(قوله وان باشر القتل احدهم) اى واحد منهم والباقون وقوف لم يقتلوا معه ولم يعينوا (اجرى الحد على جميعهم) فيقتلوا ولو كانوا مائة (لان القتل جزاء المحاربة) و قد تحققت المحاربة مع القتل فيشمل الجزاء الكل وهو قول مالك واحمد خلافا للشافعي قلنا انه حكم تعلق بالمحاربة فيستوى فيه المباشرة والردء. الخ

''اگر راہزنی کے دوران راہزنوں میں سے کسی ایک نے راہگیر کو قتل کیا اور باقی سب وہاں کھڑے رہے، نہ تو قتل میں حصہ لیا اور نہ ہی قاتل کی مدد کی تو بھی اس ایک قتل کے بدلے میں سب کو قتل کیا جائے گا اگر چہ ان کی تعداد سو (۱۰۰) بھی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ یہ قتل ''محاربہ'' کی جزاء ہے اور محاربہ یعنی ڈاکہ زنی بمعہ قتل ثابت ہو چکی ہے لہذا سزا سب کو ملے گی اور یہی قول امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔ امام شافعیؒ کا اس میں اختلاف ہے۔ احنافؒ کا مؤقف یہ ہے کہ اس حکم کا تعلق ڈاکہ زنی سے ہے اس لئے اس جرم میں عملاً حصہ لینا یا پشت پناہی کرنا دونوں فعل ایک جیسے حکم کے حامل ہیں''

(فتح القدیر ج ۴ / باب قطع الطریق ص ۲۷۱)

ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں ڈاکہ ڈالنے کے موقع پر جرم کا ارتکاب صرف ایک شخص کرتا ہے لیکن وہ چونکہ دوسرے موجود ساتھیوں کی قوت کے بل بوتے پر ایسا کرتا ہے اور اسے یقین ہے کہ اگر کوئی راہگیر میری مزاحمت پر اتر آیا تو دوسرے کھڑے ساتھی اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اسی لئے تو کھڑے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر وہ بھی راہزنی میں عملاً حصہ لیں، لہذا راہگیر کے قتل کیلئے ذریعہ اور وسیلہ بننے والے سب کا وہی حکم ہوگا جو عملاً قتل کا جرم کرنے والے کا ہے، واللہ اعلم

وسائل اور اسباب و ذرائع کے تفصیلی احکامات جاننے کے شائقین حضرات حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اعلام الموقعین جزء ۳ / ص ۱۱۹۔ تالیف ابن القیم الجوزیؒ

(۲) جواہر الفقہ ج ۲ / ص ۴۳۹۔ تالیف مفتی محمد شفیع صاحبؒ

حاصل بحث:

(الف) تمام منشیات مثلاً شراب، بھنگ، چرس، افیون، ہیروئین اور کوکین وغیرہ مشاہدۂ عقل کو ضائع کرتی ہیں۔

(ب) اس لئے ہر نشہ آور چیز کا خود استعمال کرنا یا اس کو دوسروں کیلئے فراہم کرنا عظیم گناہ اور جرم ہے۔

(ج) منشیات کا کھانا پینا اور استعمال کرنا چاروں اماموں کے نزدیک حرام ہے۔

(د) منشیات کی کاشت، تیاری اور تجارت حرام کام کیلئے وسیلہ اور ذریعہ ہے لہٰذا یہ جملہ وسائل حرام ہیں۔

نشہ اور نشہ آور چیزوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات

شرعی احکامات کے لازم ہونے میں حکمت اور فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحیم اور شفیق ہے، لہٰذا جو چیزیں انسان کی دینی یا دنیوی زندگی کیلئے مفید ہیں، انہیں مشروع اور مامور قرار دیکر عبادت کا درجہ دیا اور جو چیزیں اس کیلئے مضر ہیں، انہیں ناجائز کہہ کر گناہ اور معصیت قرار دیا۔ انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی کی تعمیر اور ترقی کی بنیاد اس کی صحت پر ہے اور صحت مند بدن صحت مند دماغ کا حامل بنتا ہے جو پورے جسم پر حکمرانی کرتا ہے اور جس نظام کے ذریعے دماغ پورے جسم کا حکمران بنتا ہے اس کا نام ''نظام اعصاب'' ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی جسم کے اس حکمران نظام میں اگر خلل واقع ہو جائے تو انسان انسانیت کا معیار برقرار نہیں رکھ سکتا، لہٰذا جو چیزیں انسان کے نظام عقل یا نظام اعصاب کو مفلوج اور بیکار کرنے والی ہوں خواہ ان کا کوئی بھی نام رکھا جائے، ایسی تمام چیزوں کا استعمال ازروئے شریعت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور ان کے استعمال میں کسی قسم کا تعاون ازروئے قرآن وحدیث معصیت شمار کی جائے گی۔ ارشاد خداوندی ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. '' گناہ کے کسی کام میں کسی قسم کا

تعاون نہ کرو۔"

انسانی جسم امانت خداوندی ہے، انسان کی ملکیت نہیں

جاننا چاہیے کہ انسان کا جسم اور اسکے جملہ پرزے اللہ تعالی کی ملکیت ہیں جو وقتی طور پر انسان کے پاس امانت ہیں، انسان کی اپنی ملکیت ہرگز نہیں کہ وہ اس میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرے یا ان کو ضائع کرے، یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص اگر اپنے آپ کو قتل کرے یا اپنا کوئی عضو ضائع کرے تو یہ اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا کسی دوسرے انسان کو بلاوجہ قتل کرنے یا اس کا کوئی عضو ضائع کرنے کا ہے۔

نشہ آور چیزوں کی تقسیم

قرآن اور احادیث صحیحہ میں منشیات کیلئے عموماً تین نام استعمال ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) خمر، تخمر : خمر کا معنی عربی لغت میں "مخامرۃ العقل" سے ماخوذ ہے یعنی وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے یا عقل کو ضائع کر دیتی ہے۔ اسی مناسبت سے لفظ "خمار" عربی لغت میں اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جس سے عورتیں سر کے بال چھپاتی ہیں۔

(المفردات للراغب اصفہانی ج ۱/ ص ۱۵۸)

علامہ وہبہ الزحیلیؒ تحریر فرماتے ہیں

الخمر والمخمر مایغطی العقل " خمر یا تخمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو

ڈھانپ لیتی ہے“

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ / ص ۵۵۱۳)

(۲) سُکرٌ۔ مُسکِرٌ   ”وہ چیز جو نشہ پیدا کرتی ہے“

وقال الصاحبان وباقی الأئمه السکران هو الذی یکون غالب کلامه الهذیان واختلاط الکلام لانه هو السکران فی عرف الناس وعادتهم ،فان السکران فی متعارف الناس لمن هذیٰ و خلط فی کلامه ولا یعرف ثوبه من ثوب غیره ولا نعله من نعل غیره.

”نشہ میں دھت آدمی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی بیشتر باتیں لغو اور غیر مربوط ہوتی ہیں اور اسکے حواس اتنے مفلوج ہوتے ہیں کہ جس کسی کی چادر کندھے پر ڈالی یا ٹوپی سر پر رکھی یا جس کسی کے جوتوں میں پاؤں ڈالے اسے محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ اپنے ہیں یا پرائے“۔

(ایضاً ج ۷ / ص ۵۴۸۷)

(۳) مُفْتِرٌ والمفتر کل ما یورث الفتور وارتخاء الأعضاء و تخدیر الأطراف.

”مفتر وہ چیز ہے جس سے نظام اعصاب متاثر ہو کر ڈھیلا پڑ جائے اور ہاتھ، پاؤں، چہرہ اور کان سن ہو جائیں۔“ (ایضاً ج ۷ / ص ۵۵۱۳)

مسکرات کی جدید اصطلاح

واضح رہے کہ ''خمر'' اور ''سکر'' کے ساتھ فتور لازم ہے یعنی جو چیز عقل کو مفلوج کرے اسکے نتیجے میں نظام اعصاب کا متاثر ہونا اور اعضاء کا ڈھیلا پڑنا لازم ہے۔ مگر مخدِّر (مفتر چیز) کیساتھ ضروری نہیں کہ عقل بھی زائل ہو اگرچہ وہ ایک حد تک اپنی کارکردگی سے قاصر ہو جاتی ہے، اس لئے فقہاء کے نزدیک جیسے مسکرات کا استعمال بلا ضرورت حرام اور کبیرہ گناہ ہے ویسے ہی مخدِّرات کا استعمال بھی بلاضرورت شرعیہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے، نیز جیسے مسکرات میں کسی قسم کا تعاون گناہ اور معصیت ہے ویسے ہی مخدِّرات میں بھی معصیّت اور گناہ کبیرہ ہوگی۔

گناہ کرنے والے، گناہ میں سبب بننے والے اور گناہ میں مدد کرنے والے کا حکم ایک ہے

حدیث شریف ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الخمر و شاربھا و ساقیھا و بائعھا و مبتاعھا و عاصرھا و معتصرھا و حاملھا و المحمولة الیہ و آکل ثمنھا فھؤلاء عشرة لعنوا فی الخمر و تناولھا.

وروی اصحاب السنن الاربعة ولإمام احمد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

أن النبی صلی الله علیه وسلم لعن آکل الربا ومؤکله وشاهدیه و کاتبه ملعونون علی لسان محمد صلی الله علیه وسلم یوم القیامة فهٰؤلاء اربعة لعنوا فی اکل الربا والمتبادر الی الذهن ان لا یکون ملعونا الا آکل الربا و شارب الخمر دون من ذکر معهما، ولکن الشرع حرم فعل ثلاثة آخرین فی الربا و تسعة آخرین فی الخمر، لانهم کانوا اسببا فی المعصیة، وعونا علی اقتراف الحرام فیکون المتسبب والمعین أو المساعد له حکم الفاعل تماما.

"ابو داؤد" اور حاکم" نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے شراب، اسکے پینے والے، پلانے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے، بنانے والے، محفوظ کرنے والے، لے جانے والے اور جسکے لئے لے جایا جاتا ہے اور اسکی آمدنی کھانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ یہ کل دس ہوگئے جن پر شراب کے سلسلے میں لعنت بھیجی گئی ہے۔"

"اور اصحاب سنن اربعہ اور امام احمدؒ نے ابن مسعودؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سودی کاروبار میں گواہ بننے والے اور اس سودے کے لکھنے والے کو ملعون قرار دیا ہے، پس کل چار آدمیوں پر سود کے سلسلے میں لعنت بھیجی گئی ہے۔ اب حق تو یہ تھا کہ صرف سود کھانے والا اور شراب پینے والا ملعون ہوتا، مگر شریعت نے سود کھانے والے کے ساتھ تین

دوسرے معاونین اور شراب پینے والے کے ساتھ نو دوسرے معاونین پر بھی لعنت کی ہے کیونکہ یہ لوگ اس گناہ میں تعاون کرنے والے ہیں اور حرام کاری کیلئے سبب بننے اور اعانت کرنے کا بھی وہی حکم ہے جو حرام کام کرنے والے کا ہے"۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ /ص ۵۵۱۸)

ہر نشہ آور چیز شراب کا حکم رکھتی ہے

حضور علیہ السلام کے زمانے سے لیکر ائمہ مذاہب کے بعد کے زمانہ تک سرزمین عرب میں بطور نشہ جو کچھ استعمال کیا جاتا تھا اسے عام طور پر خمر یعنی شراب کہا کرتے تھے، یہ شراب انگور، کھجور، کشمش، شہد، گندم اور جو وغیرہ کو خمیرہ کرکے بنائی جاتی تھی۔

اگرچہ اس بات پر تو تمام صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مذاہب اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے کہ ان مختلف قسم کی شرابوں کے پینے سے جب مقصد نشہ ہو تو دنیا اور آخرت کی سزا اور حرام ہونے کے لحاظ سے اس کی تمام اقسام برابر ہیں، خواہ اس کا نام جو بھی رکھا جائے اور پینے والے کو ۸۰ کوڑے لگائے جائینگے، البتہ امام اعظم ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک خمر کا حقیقی مصداق اول الذکر دو قسم یعنی انگور اور کھجور سے بنائی گئی شراب ہیں۔ لہذا ان سے خواہ نشہ کی کیفیت پیدا نہ ہو تب بھی حرام ہیں اور انہیں حلال سمجھنے والا کافر ہوگا اور باقی قسم کی شرابوں سے جب نشہ کی کیفیت پیدا ہو جائے یا نشہ کی غرض سے پیا جائے تب حرام

ہے، اوران اقسام سے نشہ حاصل کرنے والا اگرچہ فاسق اور مستحق حد بنتا ہے مگر انہیں حلال کہنے والے کو کافر اور مرتد نہیں گردانا جائے گا۔ اس لئے کہ ان دیگر نشہ آور چیزوں کو خمر کا نام دینا تغلیظاً اور مجازاً ہوگا۔

لیکن امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام محمد، امام بخاری اور امام مسلم رحمھم اللہ تعالی جیسے ائمہ کے نزدیک مذکورہ تمام قسم کی شراب حقیقۃً خمر ہیں اور جس شراب کی زیادہ مقدار پینے سے نشہ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اسکی قلیل مقدار بھی حرام ہے اگرچہ اس سے نشہ کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ متاخرین ائمہ احناف نے امام محمدؒ کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے، البتہ اشد ضرورت اور علاج معالجہ کیلئے بقدر ضرورت استعمال جائز قرار دیا ہے۔

شراب کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ محمد عبد الخالق رحمھما اللہ تعالی نے اس مسئلہ پر علمی تحقیق کرتے ہوئے امام محمدؒ کے مذہب کی تائید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ خمر کا جو معنی امام اعظمؒ لیتا ہے وہ بھی حقیقی معنی ہے اور جو معنی ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ بیان کرتے ہیں وہ بھی حقیقی معنی ہے البتہ ایک حقیقت خاصہ ہے اور ایک حقیقت عامہ ہے، تفصیل کیلئے دیکھئے

(فیض الباری علی صحیح البخاری ج ۴ / ص ۳۴۶ و ۳۵۱)

حدیث شریف میں بھی ہر نشہ آور چیز پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

وعن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :کل مُسکرٍ خمرو کل مسکر حرام و من شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو ید منھا لم یشربھا فی الاخرۃ. رواہ البخاری و مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی والبیھقی .

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز ''خمر'' یعنی شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس نے دنیا میں شراب پی لی اور بغیر توبہ کئے مرا وہ آخرت میں جنت کی شراب سے محروم ہوگا یعنی جنت میں نہیں جائیگا۔''

(الترغیب والترھیب ج ۳ / ص ۲۵۳)

شراب کے بارے میں ڈاکٹر وہبہ زخیلیؒ کی تحقیق

علامہ زخیلیؒ لکھتے ہیں:

لان ھذا کلہ خمر بنص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصحیح الصریح الذی لا مطعن فی سندہ ولا اجمال فی متنہ اذ صح عنہ قولہ ''کل مسکر خمر'' و صح عن اصحابہ رضی اللہ عنھم الذین ھم أعلم الأمۃ بخطابہ و مرادہ بأن الخمر ماخامر العقل.

’’تمام نشہ آور چیزیں شراب کا حکم رکھتی ہیں اسلئے کہ حضور ﷺ سے صحیح سند اور واضح متن کے ساتھ صراحتاً یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز خمر یعنی شراب ہے اور آپ ﷺ کے کلام اور اسکی مراد کو صحابہؓ سے بہتر سمجھنے والا پوری امت میں کوئی نہیں ہے اور صحابہؓ سے ثابت ہے کہ ہر وہ چیز خمر ہے جو عقل پر پردہ ڈالتی ہے یعنی متاثر کرتی ہے‘‘۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۷ /ص ۵۵۱۵)

ان مذکورہ احادیث اور محدثین کی تشریحات سے واضح ہوا کہ ہر نشہ آور چیز کا وہی حکم ہے جو شراب کا ہے، تاہم حکم کی یہ وحدت عملاً ہے اعتقاداً نہیں گویا ان کی مثال فرض اور واجب کی ہے۔

منشیات کا شرعی حکم

اگر چہ حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظامؒ کے زمانے میں شراب کی محدود اقسام کے علاوہ دیگر نشہ آور چیزوں کی دریافت نہیں ہوئی تھی بلکہ صدیوں بعد ان کی دریافت اور ایجاد کا عمل شروع ہوا جو تا قیامت جاری رہے گا، مگر قرآن کریم ایک معجز کلام ہے اور نبی علیہ السلام جامع الکلم پیغمبر ہیں۔ قرآن وسنت نے نشہ آور چیزوں اور جسم و دماغ کو گزند پہنچانے والی چیزوں کے سدباب کیلئے ایسے اصول اور کلیات وضع کئے ہیں کہ قیامت تک دریافت شدہ نشہ آور چیزیں انہی اصولوں کے دائرہ میں داخل رہیں گی۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

١. كل مسكر خمر (الحديث)

''ہر نشہ آور چیز شراب ہے''

٢. وكل خمر حرام (الحديث).

''اور ہر شراب حرام ہے''

٣. ما اسكر كثيره فقليله حرام (الحديث)

''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے''

٤. كل شراب اسكر فهو حرام (الحديث)

''جو چیز نشہ آور ہو وہ حرام ہے''

٥. ان من العنب خمرا، ومن العسل خمرا، ومن الزبيب خمرا، ومن الحنطة خمرا، ومن التمر خمرا، ومن الشعير خمرا (الحديث).

انگور سے شراب بنتی ہے اور شہد سے شراب بنتی ہے اور کشمش سے شراب بنتی ہے اور گندم سے شراب بنتی ہے اور جو سے شراب بنتی ہے''۔

افیون، چرس اور بھنگ کی سزا تعزیراً قتل بھی ہے

علامہ زحیلیؒ لکھتے ہیں

يحرم كل ما يزيل العقل من غير الاشربة المائعة كالبنج والحشيشة والأفيون لما فيه من ضرر محقق و لا ضرر

فی الاسلام ولکن لاحد فیها ....وانما فیها التعزیر لضررها ولما رواه أبوداؤد عن ام سلمة رضی الله عنها قالت نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کل مسکر و مفتر.

"نشہ آور چیزوں میں مشروبات کے علاوہ دیگر چیزیں بھی حرام ہیں جو عقل کو مفلوج کر دیتی ہیں جیسے بھنگ، چرس اور افیون وغیرہ، اسلئے کہ ان چیزوں میں انسانی جسم کیلئے یقینی ضرر اور نقصان موجود ہے، حالانکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے نقصان دہ اور مضر چیزوں کا استعمال حرام ہے، البتہ ان چیزوں کے استعمال پر حد نہیں بلکہ تعزیر ہے کیونکہ یہ چیزیں مضر ہیں اور اسلئے کہ ابو داوَدؒ نے ام سلمہؓ کی روایت سے حضور ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر نشہ آور اور سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا"

(فقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ /ص ۵۵۰۵)

علامہ مزید لکھتے ہیں:

واجاز فقهاء الحنفية والمالكية ان تكون عقوبة التعزير هی القتل ویسمونه القتل سیاسة أی اذا رأی الحاکم المصلحة فی ذالک الخ.

"حنفی اور مالکی فقہاء کرامؒ نے یہاں تک اجازت دی ہے کہ اگر

حکومت وقت مصلحت سمجھے تو تعزیری طور پر قتل تک کی سزا دے سکتی ہے۔"

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷/ص ۵۵۱۹)

علامہ زحیلیؒ کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو

و من اشهر انواع المخدرات الحشيشة والأفيون والكوكايين والمورفين والبنج والبرش(مركب من الأفيون والبنج).... فيؤدى الى تغييب العقل واضرار الصحةوافساد الأخلاق والحكم الشرعى للمخدرات انها حرام فى غير حالة التداوى للضرورة أوالحاجة.......و حرمتها كالمسكرات التى جاء ت النصوص التشريعية فى القرآن والسنة النبوية بتحريمها تحريما قطعيا.

"اور اہم منشیات میں سے چرس، افیون، کوکین، مارفین، بھنگ اور برش (جو افیون اور بھنگ کا مرکب ہوتا ہے) ہیں ان سے عقل پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور یہ بدن کیلئے بہت مضر اور اخلاق کیلئے حد درجہ تباہ کن ہیں، ان تمام منشیات کا شرعی حکم یہ ہے کہ بغیر سخت شرعی ضرورت مثلاً علاج معالجہ وغیرہ کے ان کا استعمال حرام ہے اور ان کی حرمت شراب کی طرح قطعی ہے جسکے بارے میں قرآن اور حدیث کی نصوص وارد ہیں"۔

(ایضاً ج ۷ /ص ۵۵۱۲)

افیون اور چرس میں ۱۲۰ سے زیادہ ضرر ہیں اور ان کو حلال کہنے والا زندیق ہے

علامہ مزید رقمطراز ہیں

وقال الصنعانی فی سبل السلام انه یحرم ماأسکر من أی شئی وان لم یکن مشروبا کالحشیشة وقال بعض علماء الحنفیة أن من قال بحل الحشیشة زندیق مبتدع وقال الحافظ ابن حجر أن من قال ان الحشیشة لاتسکروانما ھی مخدرمکابر فانها تحدث ما تحدثه الخمر من الطرب و النشوة و ذکر ابن البیطار أن قبائح خصالها کثیرة،و عد منها بعض العلماء مائة وعشرین مضرة دینیة و دنیویة وقال ان قبائح خصالها موجودة فی الأفیون وفیه زیادة مضار .

"علامہ صنعانی" لکھتے ہیں کہ جو چیز نشہ کی کیفیت پیدا کرتی ہے وہ حرام ہے اگر چہ وہ پینے کی چیز نہ بھی ہو جیسے چرس ،اور بعض فقہاء احناف" نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص چرس کے استعمال کو جائز سمجھتا ہے وہ زندیق ہے اور علامہ حافظ ابن حجر" نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ چرس پینے سے نشہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس سے صرف بدن سن ہو جاتا ہے یہ شخص ناحق اور ضدی

ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چرس وہی کیفیت پیدا کرتی ہے جو شراب پیدا کرتی ہے اور علامہ ابن بیطارؒ نے ذکر کیا ہے کہ چرس کی برائی بہت زیادہ ہے اور بعض علماء نے تو اس کی ایک سو بیس برائیاں شمار کیں ہیں نیز آپؒ نے مزید فرمایا کہ چرس کی تمام برائیاں افیون میں بھی موجود ہیں بلکہ افیون کی برائیاں چرس سے زیادہ ہیں“

(ایضاً ج ۷ / ص ۵۵۱۵)

افیون، بھنگ اور چرس حرام ہیں (علامہ شامیؒ کا فتویٰ)

علامہ ابن عابدینؒ تحریر فرماتے ہیں:

وفی التنویر الابصار (و یحرم اکل البنج والحشیشة والأفیون لأنه مفسد للعقل و یصد عن ذکر الله و عن الصلوٰة الخ). (قوله) والأفیون هو عصارة الخشخاش یکرب و یسقط الشهوتین اذا تمودی علیه و تقتل الی درهمین و متی زاد اکله علی اربعة ایام ولاءً اعتاده بحیث یفضی ترکه الی موته لانه یحرق الاغشیة حروقا ولا یسدها غیره کذا فی تذکرة داود .

”تنویر میں ہے کہ چرس، بھنگ اور افیون کا کھانا حرام ہے اسلئے کہ یہ عقل کو فاسد کرتے ہیں اور اللہ کی یاد اور نماز سے مانع ہیں اور افیون خشخاس کے ڈوڈوں سے اخذ کی جاتی ہے، جب عادت پڑ جاتی ہے تو جنسی شہوت اور کھانے پینے کی حس کو تباہ کر دیتی ہے اور دو شرعی درہم کی مقدار کھانے سے موت واقع ہو جاتی ہے اور

اگر متواتر چار روز سے زیادہ کھائی جائے تو ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ چھوڑنے پر موت واقع ہوسکتی ہے اسلئے کہ افیون بدن کے اندر باریک پردے جلا دیتی ہے جس کا بغیر افیون کے کوئی دوسرا متبادل نہیں"۔

(ج ۵ / ص ۳۲۵)

افیون اور بھنگ نشہ آور ہیں اور نشہ کیلئے اعتبار غیر عادی آدمی کا ہے (شامیؒ)

آپؒ اپنی طویل تحقیق کے آخر میں بطور خلاصہ تحریر فرماتے ہیں

و فی اول طلاق البحر من غاب عقله بالبنج و الأفيون يقع طلاقه اذا استعمله للهو وادخال الا فات قصدا لكونه معصية وان كان للتداوى فلا لعدمها كذا فى فتح القدير وهو صريح فى حرمة البنج والأفيون لا للدواء و فى البزازية والتعليل ينادى بحرمته لا للدواء اه كلام البحر ،و جعل فى النهر هذا التفصيل هوا الحق(الى ان قال)بقى هنا شئى انه اذا اعتاد اكل شئى منها حتى لا يسكره ،فهل يحرم عليه استعماله ؟ نعم صرح الشافعية بأن العبرة لما يغيب العقل بالنظر لغالب الناس بلا عادة .

"بحر الرائق میں ہے کہ جس کی عقل بھنگ اور افیون استعمال کرنے سے

زائل ہوگئی اور اس نے بیوی کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ اس نے شوق اورلہولعب کیلئے یعنی بغیر شرعی ضرورت کے کھائی ہو کیونکہ اس کا کھانا پینا گناہ اور حرام ہے اور اگر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق بطور علاج استعمال کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اسلئے کہ ایسی صورت میں استعمال حرام اور معصیت نہیں۔ فتح القدیر میں ایسا ہی لکھا ہے اور یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بغیر ضرورت اور علاج معالجہ کے بھنگ اور افیون کا استعمال حرام ہے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علاج معالجہ کے علاوہ بھنگ اور افیون کا استعمال حرام ہے۔ اور ''النہر'' میں اس تفصیل ہی کو حق بجانب قرار دیا گیا ہے (تا آنکہ فرمایا) یہاں ایک سوال حل طلب رہ گیا، وہ یہ کہ اگر ایک شخص چرس، بھنگ اور افیون کا عادی ہے اور وہ اسکے استعمال سے اس پر نشہ کی کیفیت طاری نہیں ہوتی تو کیا اسکے لئے ان چیزوں کا استعمال ناجائز ہے؟

شوافع نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس بارے میں اعتبار ان لوگوں کی اکثریت کا ہے جو ان کے عادی نہیں۔ (یعنی چونکہ اکثر غیر عادی لوگ ان چیزوں سے نشہ ہوجاتے ہیں اسلئے ان کا استعمال جائز نہیں)''

(شامی ج ۵ / ص ۳۲۵)

☆☆☆☆☆☆

افیون حرام ہے (شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ)

علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

حکم الافیون انہ محرم اما لانہ سمٌّ یضر ضررا بینا فی البدن کما ھو مشروح فی الطب واما لانہ مفتر مخدر وروی احمد فی مسندہ و ابوداؤد فی سننہ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر ،قال القسطلانی فی المواھب قال العلماء المفتر کل ما یورث الفتور و الخدر فی الاطراف،وھذا الحدیث ادل دلیل علی تحریم الحشیش و غیرھا من المخدرات فانھا ان لم تکن مسکرۃ کانت مفترۃ مخدرۃ الخ.

’’افیون کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے،اس لئے کہ یہ زہر ہے اور جسم کے لئے اس قدر مضر ہے کہ محتاج بیان نہیں جیسا کہ طب کی کتابوں میں اسکی تفصیل موجود ہے اور اسلئے بھی کہ یہ بدن میں فتور پیدا کرتی ہے اور بدن کے اطراف سن کر دیتی ہے۔امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابوداودؒ نے اپنی سنن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ہر نشہ آور اور مفتر چیز سے منع فرمایا ہے۔علامہ قسطلانیؒ مواہب میں لکھتے ہیں کہ علماء نے کہا ہے کہ مفتر ہر وہ چیز ہے جو بدن میں فتور پیدا کرتی ہے اور بدن کو سن کر دیتی ہے اور

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بھنگ اور دیگر مخدرات حرام ہیں اسلئے کہ ان کا استعمال اگر مسکر نہ بھی ہو، مفتر اور مخدر تو یقیناً ہے“

(فتاویٰ عزیزیہ کامل ص ۱۲۰)

ہر نشہ آور اور صحت کیلئے مضر چیز حرام ہے خواہ نشہ آور نہ بھی ہو

(علامہ شامیؒ)

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں

والثانی ان الاصل فی المضار التحریم والمنع لقوله علیه السلام لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام و ایضا ضبط اهل الفقه حرمة التناول اما بالاسکار کالبنج أو بالاضرار بالبدن کالتراب والتریاق (افیون)

”اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ جسم کیلئے جن چیزوں کا استعمال مضر اور نقصان دہ ہے وہ حرام اور ممنوع ہیں اسلئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے آپ کو یا دوسروں کو نقصان پہنچانا دین اسلام میں جائز نہیں، نیز فقہاء کرام کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ شریعت میں ان چیزوں کا استعمال حرام ہے جو نشہ آور ہیں جیسے بھنگ اور وہ چیزیں بھی حرام ہیں جو بدن کیلئے مضر ہیں جیسے مٹی یا افیون کھانا۔“

(مسائل شتیٰ من الحظر والاباحۃ، تنقیح حامدیہ ج ۲ ص ۳۳۴)

نیز علامہ محمد قطب الدینؒ لکھتے ہیں:

''نشہ آور چیزوں میں ایک قسم افیون ہے کہ اس کا کھانا پینا حرام ہے''۔

(مظاہر حق ج ۳ / ص ۶۴۶)

جن منشیات پر بدکردار لوگ جمع ہوتے ہیں وہ سب شراب کے حکم میں داخل ہیں

واضح رہے کہ ۶۰۰ھ سے پہلے ائمہ مذاہب کے زمانے میں موجودہ دور کی مہلک نشہ آور چیزوں کا تصور تک نہ تھا جنہوں نے شراب کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے کیونکہ شراب کی نسبت یہ بہت زیادہ مفسد ہیں اور معاشرے کی تمام تر تباہ کاریاں انہی منشیات کی پیداوار ہیں جن کا ہم آئے دن مشاہدہ کررہے ہیں۔ جن علاقوں میں افیون کی کاشت کیلئے فضاء سازگار ہوچکی ہے وہاں جدید مشینوں کی بدولت گھر گھر ہروئین، کوکین وغیرہ بنانے کی فیکٹریاں قائم ہیں اور نوجوان طبقہ بلاروک ٹوک اس زہر کا عادی بنتا جارہا ہے جس کی وجہ سے ہر طرف بدامنی، قتل وغارت گری اور بداخلاقیوں کا بازار گرم ہے۔ یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر پندرھویں صدی ہجری میں آج وہ فقہاءؒ زندہ ہوتے جنہوں نے بطور علاج افیون وغیرہ کے استعمال کی اجازت دی تھی، آج اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے، اسلئے کہ اسکی تباہ کاری شراب کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ ہے اور

موجودہ دور میں معاشرتی زندگی کو اس زہر کے نتیجے میں جن مفاسد کا سامنا ہے، وہ شراب کی برائیوں کی نسبت بڑھ کر ہیں۔

تمام منشیات کے استعمال اور خرید و فروخت کے بارے میں فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے (ظفر احمد عثمانیؒ)

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

ترجیح الافتاء بقول محمد فی سائر الاشربه المسکرة، وھو مروی عن الکل ایضا وافتی المتأخرون بقول محمد فی سائر الاشربة وذکر ابن وھبان انه مروی عن الکل وھو راجح روایة و درایة، ففی الصحیحین انه صلی الله علیه وسلم سئل عن النقیع وھو نبیذ العسل فقال کل شراب اسکر فھو حرام وروی ابوداؤد نھی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کل مسکر و مفتر و صح ماأسکر کثیره فقلیله حرام. وفی حدیث آخر "ما اسکر الفرق منه فملاء الکف منه حرام" والأحادیث متظافرة علی ذالک ولعمری ان اجتماع الفساق علی شرب المسکرات ماعدا الخمر و رغبتھم فیھا فوق اجتماعھم علی شرب الخمر و رغبتھم فیه بکثیر، و قد وضعو لھا اسماء

كالعنبريه،والاكسير و نحوهما ،ظنا منهم ان هذه الاسماء تخرجها من الحرمة و تبيح شربها للأمة و هيهات! ألأمرووراء ما يظنون ،فانا لله وانا اليه راجعون فالحق الذى لاينبغى العدول عنه أن الشراب المتخذة مما عدا العنب كيف كان و بأى اسم سمى متى كان بحيث يسكر من لم يتعوده حرام وقليله ككثيره و يحد شاربه و يقع طلاقه و يحرم بيعه نعم حرمة هذه الاشربة دون حرمة الخمر (لكونها ملحقة بها بالسنة)حتى لا يكفر مستحلها كما قدمنالأنها ظنية ولو ذهب ذاهب الى القول بالتكفير لم يبق فى يده من الناس اليوم الاقليل .وفى الفتاوى النسفية شراب البنج حرام ويقع طلاق السكران منه و من استحله قتل و يحد شاربه كما يحد شارب الخمر .

”تمام نشہ آور چیزوں کی حرمت میں امام محمدؒ کے قول پرفتویٰ دینا راجح ہے۔ یہی سب ائمہ سے بھی منقول ہے اور احناف کے متاخرین نے تمام نشہ آور چیزوں کی حرمت میں امام محمدؒ کے قول پرفتویٰ دیا ہے، اور ابن وہبانؒ نے کہا ہے کہ یہی فتویٰ سب سے منقول ہے اور یہی فتویٰ ازروئے عقل ونقل قوی تر ہے۔
صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ السلام سے شہد سے بنائی گئی شراب کے بارے میں سوال کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جوشراب نشہ پیدا کرے وہ حرام

ہے اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ہر نشہ اور فتور پیدا کرنے والی اشیاء سے ممانعت فرمائی ہے اور صحیح حدیث ہے کہ جس مشروب کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہو اس کی تھوڑی مقدار کا استعمال بھی حرام ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس چیز کی تقریباً پچاس لیٹر مقدار پینا نشہ پیدا کرتا ہے اس کا ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے اور اس بارے میں بکثرت احادیث وارد ہیں، بخدا کہ فاسق لوگوں کا جمگھٹا شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور چیزوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے، نیز ان کی رغبت بھی جدید نشہ آور چیزوں کی طرف بہت زیادہ ہے اور ان جدید نشہ آور چیزوں کے لئے نت نئے نام رکھے ہیں اس گمان پر کہ اس نام سے اس کا گناہ شراب سے کم ہو جائے گا یا ان نئے ناموں سے ان کا پینا حلال ہو جائے گا، افسوس صد افسوس کہ اصل حقیقت ان کے گمان کے برخلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انگوری شراب کے علاوہ دیگر تمام نت نئی مشروبات اور نشہ آور اشیاء جن چیزوں سے بھی بنائی جائیں اور انہیں جو بھی نام دیا جائے، یہ سب حرام ہیں اور ان کے استعمال کرنے والے کو سزا دی جائے گی، اس کی طلاق واقع ہو گی اور ان کی خرید وفروخت ناجائز ہے البتہ ان منشیات اور خمر کے درمیان اتنا فرق ہے کہ خمر کی حرمت آیت سے اور دیگر مسکرات کی حرمت حدیث سے ثابت ہے اور یہی وجہ ہے کہ خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور چیزوں کو حلال سمجھنے والے پر مرتد کا حکم نہیں لگایا جائے گا تاہم بھنگ وغیرہ پینے والے کو حد لگائی جائے گی اور شراب کی طرح ان نشہ آور چیزوں کو جائز

قرار دینے والا تعزیراً قتل کیا جائے گا“۔

(تفسیر احکام القرآن ج ۱ / ص ۳۸۸)

فَرَق کی وضاحت:

علامہ وہبہ زحیلیؒ لکھتے ہیں

والفرق باسکان الراء مائة و عشرون رطلاو بفتحهاستة عشر رطلا.

” فرق کو اگر را کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ ۱۲۰ رطل کو کہتے ہیں اور اگر را کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر ۱۶ رطل کو کہتے ہیں“۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ / ص ۵۴۹۶)

اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ نے منشیات پر تفصیلی اور مدلل بحث کی ہے جس کی تلخیص پیش خدمت ہے

لقدزعم بعض الفساق.....أن هذه المشروبات و غيرها من المخدرات حلال شربه لحجة أن هذه المشروبات لم تكن فى عصرالرسول صلى الله عليه وسلم ولم يرد نص بتحريمها و قد اجتمعت كلمة العلماء على تحريم هذه المشروبات و غيرها من المخدرات المحدثة مثل الحشيش ولأفيون و غيرهما.

”بعض فاسق لوگوں کا خیال ہے کہ جدید نشہ آور چیزوں کا نشہ کیلئے

استعمال جائز ہے کیونکہ یہ مشروبات حضور علیہ السلام کے زمانہ میں موجود نہ تھے اور ان کے بارے میں ممانعت کی کوئی آیت اور حدیث بھی موجود نہیں، حالانکہ علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام نشہ آور چیزیں خواہ مشروبات ہوں یا چرس اور افیون وغیرہ سب حرام ہیں"

(کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ج ۵ اص ۳۲)

چرس اور افیون کو جائز کہنے والا مرتد اور واجب القتل ہے اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن نہ کیا جائے۔ (ابن تیمیہؒ)

علامہ ابن تیمیہؒ نے اس بارے میں بہت وقیع بحث کی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

هذه الحشيشة الملعونة هي و اكلوها ومستحلوها الموجبة لسخط الله تعالىٰ و سخط رسوله وسخط عباده المؤمنين المعرضة صاحبها لعقوبة الله تشتمل على ضرر في دين المرء و عقله وخلقه و طبعه و تفسد الأمزجة حتى جعلت خلقا كثيرًا مجانين و تورث من مهانة آكلها ودناءة نفسه وغير ذالک مالا تورث الخمر ففيها المفاسد ما ليس في الخمر فهي بتحريم اولى وقد اجمع المسلمون على ان السكر منها حرام و من استحل ذالک و زعم انه حلال فانه يستتاب فان تاب والا قتل

مرتدًا لایصلی علیه ولا یدفن فی مقابر المسلمین و ان القلیل منها حرام ایضا بالنصوص الدالة علی تحریم الخمروتحریم کل مسکر(الی ان قال) واذا قد تبین ان الکتاب والسنة تتناول الحشیش فهی تتناول ایضًا الأفیون الذی بین العلماء انه اکثر ضررًا و یترتب علیه من المفاسد ما یزید علی مفاسد الحشیش''الخ.

''یہ بھنگ اور چرس حد درجہ ملعون چیز ہے اور اس کے استعمال کرنے والے اوراس کو جائز سمجھنے والے بھی ملعون ہیں،اس کا استعمال اللہ اوراس کے رسول کے قہر اور مؤمنین کی ناراضگی کا سبب ہےاوران کا استعمال کرنے والا اللہ کے عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔یہ بہت مضر چیز ہے،اس میں انسان کے دین،عقل اور بدن کی بربادی ہے،اس نے بہت سے لوگوں کو دیوانہ بنادیا،یہ انسان کو ذلیل کرتا ہے،خالص شراب کے استعمال میں اتنی تباہ کاریاں موجودنہیں جواس میں ہیں۔مسلمانوں کااس پراجماع ہے کہ یہ نشہ حرام ہےاورجس نے اس کوحلال سمجھا اس سے دوبارہ کلمہ پڑھوایا جائے گااوراگر کلمہ نہ پڑھاتواس کاسر مرتد ہونے کی وجہ سے قلم کیا جائے گا،اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن نہیں کیا جائیگا اور یہ بھی واضح رہے کہ چرس کی معمولی مقدار کی حرمت بھی دلالۃ النص کی وجہ سے ثابت ہے۔

اور جب خوب واضح ہوا کہ قرآن وسنت سے ثابت حرمت میں بھنگ اور چرس داخل ہیں تو اس حرمت میں افیون بھی داخل ہے، علماء نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ افیون کا ضرر اور تباہ کاریاں بھنگ اور چرس سے کہیں زیادہ ہیں''

(کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ج ۵/ ص ۳۳ تا ۳۴)

افیون کے دینی اور دنیاوی ضرر ۱۲۰ سے زیادہ ہیں

(ابن البیطارؒ)

وقال ابن البیطارؒ و قبائح خصال الحشیش کثیرۃ وقد عدمنها بعض العلماء مائة و عشرین مضرة دینیة و دنیویة وقبائح خصالها موجودة فی الافیون و فیه زیادة مضار.

''بھنگ اور چرس کے دینی اور دنیاوی نقصانات بعض علماء نے ۱۲۰ شمار کئے ہیں اور یہ تمام خرابیاں افیون میں موجود ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں''

(ایضاً ج ۵ / ص ۳۴)

شراب کے علاوہ دوسری منشیات کے متعلق السید سابق لکھتا ہے۔

اما مایزیل العقل من غیر الاشربه............مثل البنج وغیرهما من المخدّرات فانه حرام، لانه مسکر ففی حدیث مسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال................ کل

مسکر خمر و کل خمر حرام"

''شراب کے علاوہ جو نشہ عقل کو مفلوج کرے جیسے بھنگ، چرس وغیرہ سب حرام ہیں اس لئے کہ یہ بھی نشہ آور ہیں اور مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''ہر نشہ آور چیز خمر یعنی شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے"

(فقہ السنۃ ج ۲ ص ۳۴۴، تالیف السیّد سابق)

نشہ آور چیزوں کے متعلق مفتیٔ مصر عبدالمجید سلیمؒ کا فتویٰ

قد سئل مفتي الديار المصرية الشيخ عبد المجيد سليمؒ عن حكم الشرع فى المواد المخدرة، واشتمل السوال على المسائل الأتية:

(۱) تعاطى المواد المخدّرة.

(۲) الاتجار بالمواد المخدّرة، واتخاذها وسيلة للربح التجاري.

(۳) زراعة الخشخاش والحشيش بقصد البيع أو استخراج المادة المخدّرة منهما للتعاطى أو للتجارة.

(۴) الربح الناجم من هذا السبيل ،أهو ربح حلال أم حرام؟

(فقه السنة ج ۲ ص ۳۴۴)

سوال:

مفتیٔ مصر جناب علامہ عبدالمجید سلیمؒ سے نشہ آور چیزوں کے متعلق حسب ذیل سوالات کا شرعی حکم پوچھا گیا۔

(۱) افیون اور بھنگ جیسی نشہ آور چیزوں کا لین دین جائز ہے یا نہیں؟

(۲) منشیات کی تجارت اور اس کے ذریعے مال کمانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) افیون اور بھنگ کی کاشت اس لئے کرنا کہ ان سے نشہ آور مواد حاصل کیا جائے تا کہ اس کی تجارت اور لین دین سے منافع حاصل کیا جائے جائز ہے یا نہیں؟

(۴) منشیات کی کاشت اور خرید وفروخت سے حاصل شدہ مال ودولت حلال ہے یا حرام؟

(فقہ السنۃ ج ۲ / ص ۳۴۴)

افیون، بھنگ اور چرس کا لین دین اور اس کا ہر قسم کا استعمال حرام اور قابل سزا جرم ہے (مفتیٔ مصر)

جواب جزء اوّل: انه لا يشك شاک ولا يرتاب مرتاب فی ان تعاطی هذه المواد حرام، لانها تؤدی الی مضار جسمية ومفاسد كثيرة ،فهی تفسد العقل وتفتک بالبدن الی غير ذالک من

المضار و المفاسد....ولذا قال بعض علماء الحنفية: ''ان من قال بحل الحشيش زنديق مبتدع''

قال شيخ الاسلام ابن تيميةؒ: '' ان الحشيشة حرام، يحدّ متناولها كما يحد شارب الخمر وهى اخبث من الخمر من جهة انها تفسد العقل والمزاج حتى يصير فى الرجل تخنث و دياثة وغيره ذالك من الفساد الخ.

وقال الامام المحقق ابن القيمؒ فى زاد المعاد خلاصته:

'' ان الخمر يدخل فيها كل مسكر مائعًا كان أو جامدا عصيرا أو مطبوخا فيدخل فيها لقمة الفسق والفجور(اى الحشيشة)لان هذا كله خمر بنص رسول الله تعالى صلى الله عليه وسلم الصحيح صريح الذى لامطعن فى سنده ولا اجمال فى متنه اذ صح عنه صلى الله عليه وسلم .

قوله (كل مسكر خمر) وصح عن اصحابه رضى الله عنهم الذين هم اعلم الأمة بخطابه و مراده بأن الخمر ما خامر العقل الخ

واذ قد تبين أن النصوص من الكتاب والسنة تتناول الحشيش فهى تتناول ايضا الافيون الذى بين العلماء انه اكثر

ضررا ویترتب علیہ من المفاسد ما یزید علی مفاسد الحشیش وتتناول ایضا سائر المخدّرات التی حدثت ولم تکن معروفة من قبل اذ ھی کالخمر من العنب مثلا فی انھا تخامر العقل و تغطیہ فتعاطی ھذہ المخدّرات علی أی وجہ من وجوہ التعاطی من أکل أو شرب أو شمّ أو احتقان حرام، والأمر فی ذالک ظاھر جَلِیٌّ (ملخصًا)

''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ افیون ، بھنگ اور چرس جیسی نشہ آور چیزوں کا لین دین اور کسی بھی قسم کا استعمال بطور نشہ حرام ہے اوران کے استعمال میں جانی ، مالی اور صحت وعقل کے لئے بے شمار مضرتیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بعض علماء احنافؒ نے فرمایا ہے کہ ''جس نے ان نشہ آور چیزوں کو حلال کہا وہ زندیق اور مبتدع ہے''

نوٹ: زندیق وہ دشمن خدا ہوتا ہے جس کی توبہ اور کلمہ قبول نہیں ہوتا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ چرس ستعمال کرنے والے کو شراب پینے والے کی طرح کوڑے لگائے جائیں گے اور چرس تو شراب سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ یہ عقل اور انسانی طبیعت کو اس حد تک برباد کر دیتی ہے کہ مرد میں خناثت یعنی نامردی اور دیوثت یعنی بہن بیوی پر غیرت نہ کرنے کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابن القیم الجوزیؒ لکھتے ہیں کہ تمام نشہ آور چیزیں خواہ وہ مائع یعنی پانی کی شکل میں ہوں یا ٹھوس شکل میں ہوں اور خواہ وہ فسق وفجور کا نوالہ یعنی چرس ہو، حضور علیہ السلام کے صریح فرمان کی روشنی میں سب شراب کے حکم میں داخل ہیں۔ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک کا صحیح اور واضح فرمان ہے کہ ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے'' اس حدیث کی سند میں کوئی ضعف اور عیب نہیں اور اس کا متن بالکل واضح اور غیر مبہم ہے۔ نیز پوری امت میں سے حضور علیہ السلام کے کلام کو بہتر سمجھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہی ہیں اور صحابہ کرامؓ سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر وہ نشہ جو عقل کو ڈھانپ لیتا ہے ''خمر'' یعنی شراب ہے تو جب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ چرس، افیون اور دیگر ہر قسم کی جدید ترین نشہ آور چیزیں قرآن وسنت کی ممانعت میں داخل ہیں کیونکہ یہ جملہ نشہ آور چیزیں بالکل اسی طرح عقل کو ڈھانپ لیتی ہیں جیسے انگور کی شراب۔ پس ثابت ہوا کہ ان تمام منشیات کا لین دین، کھانا، کھلانا، سونگھنا، پچکاری کرنا یا کروانا، پینا اور پلانا اور دیگر ہر قسم کا استعمال حرام ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔''

(فقہ السنۃ ج ۲ / ص ۳۴۸)

افیون اور دیگر منشیات کی تجارت اور آمدنی حرام ہے

۲۔ الاتجار بالمواد المخدّرۃ، واتخاذھا وسلیۃ للربح التجاری:

انہ قد ورد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احادیث کثیرۃ فی

تحریم بیع الخمر ،منها ما روی البخاری و مسلم عن جابر رضی الله عنهم ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: ''ان الله حرم بیع الخمر، والمیتة، والخنزیر ،والأصنام''. وورد عنه ایضا احادیث کثیرة موادها أن ما حرم الله الانتفاع به یحرم بیعه و أکل ثمنه.

و قد علم من الجواب عن السوال الاول ان اسم الخمر یتناول هذه المخدرات شرعًا. فیکون النهی عن بیع الخمر متناولًا لتحریم بیع هذه المخدّرات. کما ان ما ورد من تحریم بیع کل ما حرمه الله یدل ایضًا علی تحریم بیع هذه المخدرات .وحینئذ یتبین جلیا حرمة الاتجار فی هذه المواد المخدرات واتخاذها حرفة تدر الربح .فضلا عما فی ذالک من الاعانة علی المعصیة التی لا شبهة فی حرمتها لدلالة القرآن علی تحریمها بقوله تعالیٰ.

(وتعاونو علی البر والتقویٰ ولا تعاونو علی الاثم والعدوان)

ولاجل ذالک کان الحق ما ذهب الیه جمهور الفقهاء من تحریم بیع عصیر لمن یتخذه خمرًا و بطلان هذالبیع لانه اعانة علی المعصیة.

(فقه السنة،حوالۂ سابق)

جواب از سوال نمبر۲:

بکثرت صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے شراب کی خرید وفروخت کی ممانعت فرمائی ہے چنانچہ بخاری اور مسلم شریف میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار جانور، سور (خنزیر) اور بتوں کی خرید وفروخت کی ممانعت فرمائی ہے۔نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت ایسی احادیث ثابت ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ جن اشیاء سے عام حالات میں شریعت نے نفع حاصل کرنا حرام قرار دیا ہے ان چیزوں کی خرید وفروخت اور ان کی آمدنی بھی حرام ہے اور سوال اوّل کے جواب سے روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ افیون، بھنگ، چرس وغیرہ از روئے شریعت شراب ہی ہیں تو جس طرح کسی مسلمان کیلئے شراب کی خرید وفروخت حرام ہے اسی طرح مذکورہ نشہ آور چیزوں کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔پس ثابت ہوا کہ مذکورہ نشہ آور چیزوں کی تجارت اور اس کو ذریعۂ آمدن بنانا حرام ہے۔اس پر مزید یہ کہ ان نشہ آور چیزوں کی تجارت درحقیقت اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کی معصیت میں امداد اور تعاون کرنا ہے جو بلا شک وشبہ صریح قرآنی ایت کی رو سے حرام اور گناہ کبیرہ ہے،لہذا مذکورہ دلائل کی روشنی میں جمہور فقہاء کرام کا قول برحق ہے کہ:

''انگور یا انگور کا شیرہ بھی ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کرنا حرام اور باطل

ہے جو اس سے شراب بنانا چاہتا ہے اس لئے کہ یہ گناہ اور حرام کام میں امداد اور تعاون ہے جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔''

پس ثابت ہوا کہ افیون وغیرہ جو کہ بذات خود حرام ہیں ان کی تجارت بطریق اولیٰ ناجائز ہے۔

افیون اور بھنگ کی کاشت اور اس کی آمدنی حرام ہے

(مفتیٔ مصر)

زراعة الخشخاش والأفيون لاستخراج المادة المخدّرة منهما لتعاطيها أو الاتجار فيها حرام بلا شك لوجوه:

(اولًا) ما ورد في الحديث الذى رواه ابوداؤد وغيره عن ابن عباس رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''ان من حبس العنب ايام القطاف حتى يبيعه ممن يتخذه خمرا فقد تقحم النار فان هذا يدل على حرمة زراعة الحشيش والأفيون للغرض المذكور بدلالة النص.

(ثانيا) ان ذالک اعانة على المعصية، والاعانة على المعصية معصية بنص القرآن.

(ثالثا) ان زراعتها لهذا الغرض رضا بالمعصية، والرضا بالمعصية

معصية .

بل ورد في صحيح مسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم:

" ان من لم ينكر المنكر بقلبه ليس عنده من الايمان حبة خردل".

على ان زراعة الحشيش والأفيون معصية من جهة اخرىٰ، بعد نهي ولي الأمر عنها بالقوانين التي وضعت لذالك لوجوب طاعة ولي الامر فيما ليس بمعصية لله ولرسوله باجماع المسلمين كما ذكر ذالك الامام النووي في شرح مسلم في باب طاعة الامراء.

(فقه السنة حوالۂ سابق ص ٣٤٩)

جواب از سوال ۳:

افیون، بھنگ اور چرس کی کاشت حرام ہے خواہ وہ نشہ آور مادہ کے حصول کیلئے ہو یا خرید وفروخت اور تجارت کیلئے ہو یا ذاتی استعمال اور دوسروں کو مفت دینے کے لئے کاشت کی ہو، ہر صورت میں یہ کاشت حسب ذیل وجوہات کی بناء پر حرام ہے۔

وجہ اول:

ابو داؤد میں حضرت ابن عباسؓ سے صحیح حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے

فرمایا کہ: ''جس شخص نے انگور پکنے کے موسم میں اپنے باغ کے انگور اس لئے محفوظ رکھے تاکہ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرے جو اس سے شراب بنانا چاہتا ہو تو بیشک یہ انگور بیچنے والا جہنم میں داخل ہوا۔

وضاحت:

دیکھئے انگور کا کھانا حلال ہے، اس کا شربت اور شیرہ بھی حلال ہے اور اسکی خرید وفروخت بھی حلال ہے مگر جب انگور کے مالک کو معلوم ہے کہ خریدار اس انگور سے شراب بناتا ہے جو کہ حرام ہے، اب اگرچہ خریدار آزاد اور اپنی مرضی کا مالک انسان ہے اور اپنے مستقل اور الگ عمل سے خریدے ہوئے انگور سے شراب بناتا ہے، باوجود اس کے انگور کے مالک کیلئے اس شخص پر انگور کی فروخت حرام ہے، اس لئے کہ انگور فروخت کرنے والے نے حرام کام میں مدد کی ہے۔ اگر مسلمان باغبان شراب بنانے والے کو انگور فروخت نہیں کرے گا تو کم از کم اس علاقہ میں انگور سے اصلی شراب بنانا اور پینا معدوم ہو جائے گا۔

پس اس حدیث سے بطور دلالۃ النص ثابت ہوا کہ افیون اور بھنگ اس لئے کاشت کرنا کہ اس سے براہ راست حاصل ہونے والا نشہ آور مواد خود استعمال کرے گا، دوسروں کو کھانے پینے کیلئے مہیا کرے گا یا اس کی آمدنی کھائے گا وغیرہ بطریق اولیٰ حرام ہو گا اسلئے کہ افیون اور چرس وغیرہ کی ذات کے ساتھ معصیت اور گناہ متصل ہے۔ انگور اور شیرۂ انگور تو پاک وحلال ہے تاوقتیکہ اس میں تخمیر پیدا نہ

کی جائے۔

وجہ دوم:

حرام چیز حرام کاروں کیلئے مہیا کرنا گناہ اور حرام کاری میں معاونت اور امداد ہے جو کہ از روئے آیت قرآنی بذات خود حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔پس افیون اور بھنگ کی زراعت اور پیداوار بھی حرام اور معصیت ہے۔

وجہ سوم:

مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ”جس مسلمان نے گناہ کے کام سے دل میں نفرت، بیزاری اور ناراضگی کا اظہار نہ کیا اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان نہیں ہے“۔

اور یہ ہر ایک کا مشاہدہ ہے کہ افیون وغیرہ کاشت کرنے والا اپنی اس حرام کاشت پر خوشی سے پھولے نہیں سماتا، اور گناہ کے کام پر خوش اور راضی ہونا مذکورہ حدیث کی رو سے کتنا عظیم گناہ ہے۔

اس پر مزید مذکورہ نشہ آور چیزوں کی کاشت اس لئے بھی گناہ ہے کہ حکومت وقت کے قوانین کی رو سے مذکورہ نشہ آور چیزوں کی کاشت، تجارت اور سمگلنگ ممنوع اور قابل سزا جرم ہے۔

علامہ نوویؒ شارح مسلم نے ”باب طاعة الامراء“ کے تحت لکھا ہے کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ ”حاکم وقت اگر کسی مباح امر کے کرنے

یا نہ کرنے کا حکم کرے تو زیر اطاعت مسلمانوں پر اس کی اطاعت واجب ہے"

اور علامہ شامیؒ نے ایسا ہی لکھا ہے، نیز علامہ انور شاہؒ نے بھی عرف الشذی میں یہی قول لکھا ہے۔اب جب امر مباح میں اولوالامر کا حکم ماننا واجب ہے تو اگر حکومت وقت افیون اور بھنگ جیسے حرام مواد کے پیدا کرنے اور فراہم کرنے سے ممانعت کا حکم صادر کرے تو اس کی اطاعت مسلمانوں پر بطریق اولیٰ فرض ہوگی۔

افیون اور دیگر منشیات کی آمدنی حرام ہے اور اس کو راہ خدا میں خرچ کرنا مردود ہے

۴.الربح الناجم من هذالسبيل .

قد علم مما سبق أن بيع هذه المخدّرات حرام فيكون الثمن حرامًا.

(اولا)لقوله تعالىٰ: (ولا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل) وأخذالمال بالباطل على وجهين.

١ .اخذه على وجه الظلم والسرقة والخيانة والغصب وما جرىٰ مجرى ذالك.

٢ .اخذه من جهة محظورة كأخذه بالقمار او بطريق المحرمة كما فى الربا وبيع ما حرم الله الانتفاع به كالخمر المتناولة

للمخدّرات المذكورة كما بينا آنفا.

فان هذا كله حرام وان كان بطيبة نفسٍ من مالكه.

(ثانيًا) للاحاديث الواردة فى تحريم ثمن ما حرم الله الانتفاع به كقوله عليه السلام " ان الله اذا حرم شيئًا حرم ثمنه" رواه ابن ابى شيبة عن ابن عباس رضى الله عنهه.

وقد جاء فى زاد المعاد ما نصه:

قال جمهور الفقهاء: انه اذا بيع العنب لمن يعصره خمرًا حرم أكل ثمنه بخلاف ما اذا بيع لمن يأكله.

وكذالک السلاح اذا بيع لمن يقاتل به مسلمًا حرم أكل ثمنه، واذا بيع لمن يغزو به فى سبيل الله فثمنه من الطيبات.

وكذالک ثياب الحرير اذا بيعت لمن يلبسها ممن يحرم عليه لبسها حرم أكل ثمنها بخلاف بيعها ممن يحل له لبسها. اه.

واذا كان ثمن هذه المخدّرات حراما كان خبيثًا وكان انفاقه فى القربات كالصدقات والحج غير مقبول أى لا يثاب المنفق عليه.

فقد روى مسلم عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " ان الله تعالىٰ طيّب لا يقبل الا

طیّبا وان الله تعالیٰ امر المؤمنین بما امر به المرسلین .فقال تعالیٰ:

(یأیّھاالذین امنوا کلوا من طیّبات ما رزقناکم)

وجاء فی شرح ملا علی القاری للاربعین النوویة عن النبی علیه السلام انه اذا خرج الحاج بالنفقة الخبیثة فوضع رجله فی الغرزای الرکاب وقال لبّیک ناداه ملک من السماء لا لبّیک ولا سعدیک وحجک مردود علیک.

خلاصہ بحث:

علامہ سید سابقؒ اپنے طویل بیان کے آخر میں لکھتے ہیں

وخلاصة ما قلناه :

(اولًا) تحریم تعاطی الحشیش والأفیون والکوکایین و نحوھما من المخدّرات:

(ثانیًا) تحریم الاتجار فیھا واتخاذھا حرفة تدر الربح.

(ثالثًا) حرمة زراعة الأفیون والحشیش لاستخلاص المادة المخدّرة لتعاطیھا أو الإتجار فیھا .

(رابعًا) ان الربح الناتج من الإتجار فی ھذه المواد حرام خبیث وان انفاقه فی القربات غیر مقبول و حرام.

ویقول السیّد سابق:

”قد اطلت القول اطالةً لیزول ما قد عرض من شبهة عند الجاهلین ولیعلم أن القول بحل هذه المخدّرات من اباطیل المبطلین واضالیل الضالین المضلین الخ.

(فقه السنة ج ۲ ص ۳۴۴ تا ۳۵۳. تالیف السیّد سابق)

جواب از سوال نمبر۴:

گذشتہ تفصیلات سے معلوم ہو چکا ہے کہ مذکورہ نشہ آور چیزیں حرام ہیں لہذا ان سے حاصل شدہ آمدنی بھی حرام ہوگی۔

(اوّل) تو اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے مسلمانو! تم ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقوں سے مت کھایا کرو۔

ایک دوسرے کا مال حرام باطل طریقوں سے لینا دو طرح کا ہے

۱۔کسی کا مال ظلم، چوری، خیانت اور ڈاکہ ڈال کر چھین لینا۔

۲۔ازروئے شریعت حرام طریقے سے مال کمانا جیسے جوا، سود اور شراب وغیرہ نشہ آور چیزوں کی تجارت سے مال کمانا۔ یہ تمام طریقے باطل اور حرام ہیں اگرچہ فریقین کی رضامندی سے کیوں نہ ہوں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نشہ آور چیزوں سے حاصل کی ہوئی آمدنی کے حرام ہونے کی دوسری دلیل وہ جملہ احادیث ہیں جن میں حضور علیہ السلام نے فرمایا

ہے کہ:

”جن چیزوں سے نفع حاصل کرنا شریعت نے حرام قرار دیا ہے اسی طرح ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت لینا بھی حرام ہے۔“

اور زاد المعاد میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ:

”جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کسی نے انگور ایسے شخص کو فروخت کیے جو انگور سے شراب بناتا ہے تو فروخت کرنے والے کیلئے قیمت فروخت لینا حرام ہے اور اگر خریدار نے کھانے کیلئے انگور خریدے تو یہ قیمت فروخت لینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے اسلحہ کسی ایسے شخص کو فروخت کیا جو اس اسلحہ سے قتل ناحق کرنا چاہتا ہے تو فروخت کرنے والے کیلئے قیمت فروخت لینا حرام ہے اور اگر ایسے شخص کو فروخت کیا جو اس اسلحہ سے جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے تو فروخت کرنے والے کیلئے اسلحہ کی قیمت لینا جائز اور حلال ہے۔ اسی طرح اگر ریشم کا کپڑا کسی ایسے شخص کو فروخت کیا جو اس کپڑے کو خود پہننا چاہتا تھا اور از روئے شریعت اس کیلئے ریشمی کپڑا پہننا جائز نہ تھا مثلاً مسلمان مرد تھا تو فروخت کرنے والے کو اس کپڑے کی قیمت فروخت لینا حرام ہے اور اگر خریدار کیلئے اس کپڑے کا پہننا جائز تھا تو فروخت کرنے والے کیلئے اس کپڑے کی قیمت لینا جائز ہے اور جب مذکورہ نشہ آور چیزوں کی قیمت فروخت لینا حرام ہوا تو اس کے ذریعہ سے حاصل کردہ مال از روئے شریعت مسلمان کیلئے ”مال خبیث“ ہوا اور یہ مال کسی ثواب کے کام میں

خرچ کرنا ازروئے شریعت باعث ثواب اور قابل قبول نہ ہوگا خواہ اس مال خبیث کو صدقہ، حج، مجاہدین اور مدارس پر خرچ کیوں نہ کرے۔

مسلم شریف میں بروایت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ صحیح حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک مال قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی وہی حکم کیا ہے جو اپنے رسولوں کو کیا ہے کہ:

(اے ایمان والو! وہی پاک چیزیں کھاؤ پیو جو میں نے تمہیں بطور رزق حلال دی ہیں)

اور اربعین نووی کی شرح میں ملا علی قاریؒ لکھتا ہے کہ:

''حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب حاجی مال خبیث کے ذریعہ حج کیلئے گھر سے نکلتا اور سواری پر سوار ہو کر ''اللھم لبیک'' کا اعلان کرتا ہے تو آسمان سے فرشتہ جواب دیتا ہے کہ: ''تیرے لئے نہ تو لبیک اور نہ سعدیک ہے بلکہ تیرا حج بھی مردود ہے''۔

حاصل تحقیق:

۱: افیون، بھنگ، چرس، کوکین اور ہیروئین وغیرہ جملہ منشیات کا لین دین اور کسی بھی طرح کا کاروبار حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۲: مذکورہ منشیات کی تجارت اور ان کو ذریعۂ آمدن بنانا حرام ہے۔

۳: افیون، بھنگ اور چرس کی کاشت اور ان سے نشہ آور مادہ حاصل کرنا حرام ہے۔

۴: منشیات کی کاشت اور خرید وفروخت سے جو بھی آمدنی حاصل ہوگی وہ حرام اور مال خبیث ہے، اس مال کو کسی بھی کار خیر میں خرچ کرنا اللہ کے ہاں باعث ثواب اور قابل قبول نہیں ہے۔

علامہ السّیّد سابقؒ فرماتا ہے کہ:

''میں نے اس مسئلہ کی تحقیق میں ضرورت سے زیادہ طوالت سے اس لئے کام لیا تا کہ جن جاہل لوگوں نے مذکورہ نشہ آور چیزوں کی کاشت، ان سے نشہ آور مواد حاصل کرنے اور ان کی خرید وفروخت کو جائز قرار دینے کے جو اعلانات کئے ہیں جن سے عام مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ:

''مذکورہ نشہ آور چیزوں کے حصول، استعمال اور کاروبار کو حلال کہنے والے ''باطل اور مبطلین اور ضال المضلّین کی ضلالتیں ہیں۔''

(فقہ السنۃ ج ۲ / ص ۳۵۳، تالیف سیّد سابق)

افیون، چرس، بھنگ اور شراب کا حکم اور گناہ ایک ہے

(حافظ الحدیث ابن حجرؒ)

امام المحدثین حافظ الحدیث علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک جملہ نشہ آور چیزیں

خواہ قدیم ہوں یا جدید ترین ان سب کا حکم، سزا اور وعید وہی ہے جو شراب کی ہے بلکہ چرس اور افیون تو شراب سے بھی بدتر ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ نے اپنی شاہکار تالیف (الزواجر عن اقتراف الکبائر) میں افیون، بھنگ اور چرس اور دیگر منشیات پر قابل قدر بحث وتحقیق کی ہے۔

حافظ الحدیث

حافظ الحدیثؒ کی تحریرات کے بعض اقتباسات پیش خدمت ہیں:

چنانچہ علامہ لکھتے ہیں:

" الکبیرۃ سبعون بعد المائة:أكل السكر الطاهر كالحشيشة والأفيون والشيكران وهو البنج الخ .....

واذا ثبت أن هذه كلها مسكرة أو مخدّرة، فاستعمالها كبيرة و فسق كالخمر ، فكل ما جاء فی وعيد شاربها يأتی فی مستعمل شئی من هذه المذكورات لا شتراكهما فی ازالة العقل المقصود للشارع بقائه ، لانه الآلة للفهم عن الله تعالیٰ وعن رسوله والمتميز به الانسان عن الحيوان والوسيلة الی ايثار الكمالات عن النقائص فكان فی تعاطی ما يزيله وعيد الخمر الآتی فی بابها.

(الزواجر ،لابن حجر، ج ا / ص ۳۵۴)

’’ جو مسکرات اور نشہ آور چیزیں نجس نہ بھی ہوں تو بھی ان کا استعمال گناہ کبیرہ ہے جیسے چرس، افیون اور بھنگ وغیرہ اور جب یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ تمام چیزیں نشہ آور ہیں تو ان کا استعمال ایسا ہی گناہ کبیرہ اور فسق ہے جیسا کہ شراب کا استعمال۔ پس شریعت میں جو عذاب، سزائیں اور لعنتیں شراب کے استعمال پر وارد ہو چکی ہیں وہ تمام سزائیں اور لعنتیں افیون، چرس اور بھنگ جیسی منشیات کا کاروبار اور استعمال کرنے والوں کیلئے بھی ہیں، اس لئے کہ مذکورہ منشیات اور شراب دونوں عقل انسانی کو مفلوج اور زائل کرنے میں ایک جیسا اثر رکھتی ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک انسان میں اصل مقصود اس کی عقل کا تحفظ اور بقاء ہے اس لئے کہ انسان کے اندر عقل ہی وہ قوت ہے جس کے طفیل انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات اور ہدایات سمجھ سکتا ہے اور عقل ہی اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم عطیہ ہے جس کے نتیجہ میں انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا اور عقل ہی کے طفیل انسان نقائص اور عیوب کے مقابلے میں کمالات اور صفات عالیہ اپنانا پسند کرتا ہے۔ لہذا عقل انسانی کو زائل کرنے والی جملہ نشہ آور چیزوں کیلئے وہی سزائیں اور لعنتیں ثابت ہیں جو شراب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔‘‘

☆☆☆☆☆☆

شراب اور دیگر منشیات کے استعمال پر جن لوگوں پر لعنت نازل ہوتی ہے وہ کون ہیں؟

شـرب الخمر مطلقا والمسكر من غيرها ولو قطرةً وانواع الملعونين فيهما

(الزواجر لابن حجرؒ)

١. وروى الشيـخـان وابـوداؤد والترمذى والنسائى: كل مسكر خمر وكل مسكر حرام

٢. وروى ابـو داؤد: نزل تـحـريم الخمر يوم نزل وهى من خمسة مـن الـعـنـب والتـمـر والـحنطة والشعير والذرة. والخمر ما خامر العقل.

٣. و حـديـث الـصـحـيـحـيـن عن عمر رضى الله عنه انه قال على مـنـبـر رسـول الـلـه صلى الله عليه وسلم: ألا ان الخمر قد حرمت وهـى مـن خـمـسـة مـن الـعـنـب والتمر والعسل والحنطة والشعير والخمر ما خامر العقل.

قـال الـخـطـابـى: و تخصيص الخمر بهذه الخمس ليس الا لأجل أنهـا الـمـعـهـودة فى ذالك الزمان لا تخاذ الخمر منها فكل ما فى

معناها كذالك ،كما ان تخصيص الاشياء الستة بالذكر فی خبر ربا لا يمنع من ثبوت حكم الربا فی غيرها.

۴.وفی الحديث : ما اسكر كثيره فقليله حرام وفی حديث آخر.

۵. ما اسكر الفرق أی بفتح الراء. كيل يسع ستة عشر رطلا منه فملأ الكف منه حرام

۶. وروی ابوداؤد:لعن الله الخمرو شاربهاوساقيهاومبتاعها وبائعها وعاصرهاومعتصرهاو حاملها والمحمولة اليه وفی رواية و آكل ثمنها

(الزواجر لابن حجرؒ، ج ۲ ص ۲۴۲ تا ۲۴۸)

مفہوم:

حافظ الحدیثؒ نے اپنے قائم کردہ عنوان میں جملہ مسکرات اور نشہ آور چیزوں کیلئے شراب کے احکامات ثابت کردیئے ہیں۔

حدیث نمبر۱:

امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اورنسائی کی روایت کردہ صحیح حدیث ہے کہ:

’’ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے‘‘

حدیث نمبر ۲:

ابو داؤد کی روایت ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم آیا تو اس وقت لوگ پانچ چیزوں انگور، کھجور، گندم، جو اور مکئی سے شراب بناتے تھے اور خمر یعنی شراب ہر وہ نشہ آور چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔

حدیث نمبر ۳:

بخاری اور مسلم شریف میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے منبر پر خطاب کرتے ہوئے بھرے مجمع میں فرمایا:

"واضح رہے کہ خمر (شراب) حرام ہو چکی ہے اور شراب (تاہنوز) پانچ چیزوں انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے بنائی جاتی ہے، اور ہر وہ نشہ جو عقل کو ڈھانپ لیتا ہے وہ خمر یعنی شراب ہے۔"

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں:

مذکور پانچ چیزوں سے شراب بنانے کا ذکر اس لئے کیا گیا کیونکہ اس وقت اہل عرب میں صرف ان چیزوں سے شراب بنانے کا رواج تھا۔ پس شراب کیلئے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ:

جس نشہ آور چیز میں شراب کی خاصیت ہو یعنی عقل کو مفلوج کرتی ہو وہ شراب کے حکم میں ہے۔ یہ حکم ایسا ہی ہے جیسے حضور علیہ السلام نے "ربا" کی

حرمت کیلئے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے جس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مذکورہ چھ چیزوں کے سوا باقی اشیاء پر ربا کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

حضرت عمرؓ کے خطبہ کے متعلق ایک ضروری وضاحت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ میں منبر رسول علیہ السلام پر بھرے مجمع میں اعلان کیا کہ :(الخمر ما خامر العقل) ہر وہ چیز خمر ہے جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے یعنی عقل پر پردہ ڈالتی ہے اور عقل بیکار کرتی ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس تشریح کا کسی صحابی اور تابعی نے انکار نہیں کیا۔لہذا اصحابہ کرامؓ کا یہ اجماع ہوا کہ ہر نشہ آور چیز جو عقل کو بیکار کرتی ہے، وہ خمر (شراب کا حکم رکھتی) ہے۔

حدیث نمبر۴:

جس نشہ آور چیز کی زیادہ مقدار کا استعمال نشہ کی کیفیت پیدا کرتی ہو اس کی تھوڑی مقدار کا استعمال بھی حرام ہے۔

حدیث نمبر۵:

اگر کسی نشہ آور چیز کی ۱۶ رطل مقدار پینے سے نشہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا ایک گھونٹ پینا بھی از روئے شریعت حرام ہے۔

حدیث نمبر۶:

ابو داؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے شراب استعمال

کرنے والے کے ساتھ ساتھ دوسرے معاونین کو بھی ملعون قرار دیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) بذات خود شراب (۲) شراب استعمال کرنے والا (۳) پلانے اور مہیا کرنیوالا (۴) خریدنے والا (۵) فروخت کرنے والا (۶) بنانے والا (۷) جس کیلئے تیار کی جاتی ہے (۸) لے جانے والا (۹) جس کیلئے لائی جائے (۱۰) شراب کی آمدنی کھانے والا۔

(الزواجر لابن حجرؒ ج ۲ / ص ۲۴۸)

علامہ ابن حجرؒ کی تحقیق کا خلاصہ

۱۔ ہر نشہ آور چیز جو عقل کو مفلوج اور بیکار کرتی ہے شراب کے حکم میں ہے اور شراب کی ہمکاری میں جن لوگوں پر عذاب اور لعنت کا نزول ہوتا ہے افیون، بھنگ اور چرس کے بارے میں ان سب معاونین پر لعنت نازل ہوتی رہے گی۔

۲۔ صحاح ستہ کی احادیث صحیحہ کی رو سے افیون، بھنگ اور چرس اور دیگر نشہ آور چیزیں شراب کا حکم رکھتی ہیں۔

۳۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اجماع ہے کہ ہر نشہ آور چیز شراب کے حکم میں ہے۔

۴۔ جس نشہ آور چیز کی کثیر مقدار نشہ کی کیفیت پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار کا استعمال بھی حرام ہے۔

۵۔ چونکہ افیون، بھنگ اور چرس نشہ آور ہیں لہذا یہ چیزیں شراب کی طرح ہیں اور

ان کے دس مذکورہ معاونین ملعون ہیں۔

ہر نشہ آور چیز شراب ہے (سید سابقؒ)

علامہؒ لکھتے ہیں

تعریف الخمر:

وقد سميت خمرًا لانها تخمر العقل و تستره أى تغطيه و تفسد ادراكه ، هذا هو تعريف الطب للخمر.

وكل ما من شانه أن يسكر يعتبر خمرًا، ولا عبرة بالمادة التى أخذت منه ، فما كان مسكرا من أى نوع من الانواع فهو خمر شرعا و يأخذ حكمه .....وقد جاء ت النصوص صريحة صحيحة لا تحتمل التاويل ولاالتشكيك:

١. روى احمدوابوداؤد عن ابن عمر ان النبى صلى الله عليه وسلم قال:

"كل مسكر خمرو كل خمر حرام"

٢. وروى البخارى ومسلم أن عمر بن الخطاب رضى الله عنه خطب على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال:

" أما بعد أيها الناس : انه نزل تحريم الخمر وهى من خمسة أشياء : من العنب والتمر والعسل والحنطة والشعير

والخمر ماخامر العقل "

هـذالذی قاله أمير المؤمنين وهو القول الفصل وهو أعرف بـالـلغة وأعلم بالشرع ولم ينقل أن أحدًا من الصحابة خالفه فيما ذهب اليه.

۳.وعـن عـائشة رضـی الـلـه عـنهـا قالت : " کل مسکر حرام وما اسکر الفرق منه فملأ الکف منه حرام "

(الفرق: مکیال یسع ستة عشر رطلًا)

هـذا هـو رأی جـمهـور الـفـقهـاء مـن الصحابة والتابعين و فقهاء الامصار و مذهب أهل الفتویٰ ومذهب محمد من اصحاب أبی حنيفة وعليه الفتویٰ.

(فقه السنة ج ۲ / ص ۳۳۶. السید سابق)

" شراب کو خمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ عقل پر پردہ ڈالتی ہے اور عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور عقل کو بے کار کرکے اس کی سمجھ کے جملہ راستے بند کردیتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر نشہ آور چیز از روئے شریعت خمر یعنی شراب ہے اور یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ نشہ آور چیز کس چیز کا مرکب ہے۔ پس جو بھی چیز نشہ آور ہو خواہ اس کی ترکیب اور بناوٹ کچھ بھی ہو وہ از روئے شریعت خمر ہے اور اس کے احکامات اور سزائیں بھی خمر کی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ منشیات کے بارے میں ایسی صحیح اور واضح احادیث وارد ہیں کہ جس میں کسی تاویل اور شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

۱۔ چنانچہ امام احمدؒ اور ابو داؤدؒ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ”ہر نشہ آور خمر یعنی شراب ہے اور ہر خمر حرام ہے“

۲۔ امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ شراب حرام ہو چکی ہے اور شراب پانچ چیزوں انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے بنائی جاتی ہے اور ہر وہ نشہ آور چیز جو عقل کو بے کار کرتی ہے، خمر ہے۔

یہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منشیات کے بارے میں وہ فیصلہ کن تقریر تھی جو آپ نے صحابہ کرامؓ کے بھرے مجمع میں فرمائی۔ آپؓ چونکہ عربی لغت کے سب سے زیادہ ماہر اور شریعت کے سب سے زیادہ عالم تھے، لہٰذا آپؓ نے خمر کے بارے میں جو قاعدہ کلیہ بیان کیا کہ: ”والخمر ما خامر العقل“ اس کی حاضرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”ہر مسکر حرام ہے اور جس نشہ آور چیز کا ایک فرق (۱۶ رطل) مقدار پینے سے نشہ کی کیفیت پیدا ہو جائے اس کا ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے۔

حاصل بحث:

یہ جمہور فقہاء صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی رائے ہے، یہی رائے مسلمان شہروں کے فقہاء کی بھی ہے، مذاہب ثلاثہ کے اہل فتویٰ اور احناف میں سے امام محمدؒ کا بھی یہی قول ہے اور فقہاء احناف کے متاخرین کے نزدیک امام محمدؒ کا مذہب مفتیٰ بہ ہے۔

(فقہ السنۃ، ج ۲ تالیف سید سابق ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۳۷)

چرس، بھنگ اور افیون کی عادت سے انسان میں ننگ انسانیت صفات پیدا ہو جاتی ہیں (ابن حجرؒ)

” واعلم ان الحشيشة المعروفة حرام كالخمر يحد آكلها أى على قول قال به جماعة من العلماء كما يحد شارب الخمر وهى أخبث من الخمر من جهة انه تفسد العقل والمزاج أى إفساد عجيبًا حتى يصير فى متعاطيها تخنث قبيح و ديا ثة عجيبة وغير ذالك من المفاسد فلا يصير له من المرؤ ة شئى البتة ويشاهد من احواله خنوثة الطبع وفساده وانقلابه الى أشرّ من طبع النساء و من الدياثة على زوجته واهله فضلا عن الأجانب ما يقضى العاقل منه بالعجب العجاب وكذا متعاطى نحوا لبنج والأفيون وغيرهما

وسئل رسول ﷺ فما الدیوث قال الذی لا یبالی من دخل علی اھلہ.

”واضح رہے کہ چرس شراب کی طرح حرام ہے، بعض علماء کے قول کے مطابق اس کے استعمال کرنے والے پر حد جاری کی جائے گی جیسا کہ شراب پینے والے پر حد جاری کی جاتی ہے، اور چرس شراب سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ یہ انسانی طبیعت اور عقل کو تباہ کر دیتی ہے، اس کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تباہی بھی عجیب ہے کہ اس کے عادی لوگوں میں دو صفات پیدا ہو جاتی ہیں، بدترین مخنث ہونا اور دیوث بننا، گویا اس میں ذرّہ بھر مردانگی باقی نہیں رہتی ،اور اسمیں عورت سے بھی بدتر مفعولیت کی صفت کے ساتھ ساتھ دیوثی صفت اس حد تک سرایت کر جاتی ہے کہ اسے اپنے اہل وعیال پر بھی حمیت نہیں آتی چہ جائے کہ غیر خویش واقارب پر۔ جس پر ایک عقلمند انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے اور بھنگ اور افیون کے عادی لوگ بھی مذکورہ صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ دیوث کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو یہ پرواہ نہ ہو کہ اس کی بیوی کے ساتھ کس نے تعلقات قائم کیے ہیں۔“

(الزواجر لابن حجرؒ ج ۲ /ص ۲۵۱ ۔اور۔ ۲۶۳)

لفظ خمر اور سکر کی تحقیق

امام لغۃ القرآن علامہ راغب اصفہانیؒ لفظ ”خمر“ اور ”سکر“ کی تحقیق

کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''خَمْرٌ'': اصل الخمر ستر الشئی و یقال لما یستر به خمار لکن الخمار صار فی التعارف اسما لما تغطی به المرأة رأسها وروی ''خمّروا آنیتکم'' والخمر سُمّیت لکونها خامرة لمقرّ العقل الخ.

''سَکْرٌ'': السُکر حالة تعرض بین المرء و عقله و منه سکرات الموت ،قال الله:و جاء ت سکرة الموت .و السکر موضع المسدود.

''لفظ خمر کا اصل معنی ہے ''چھپانا'' اور جو چیز کسی دوسری چیز کو ڈھانپ لیتی ہے اس ڈھانپنے یعنی چھپانے والی چیز کو ازروئے لغت ''خمار'' کہا جاتا ہے لیکن عرف عام میں اس چادر کو ''خمار'' کہا جاتا ہے جس سے عورت سر چھپاتی ہے اور برتن کے ڈھکنے پر بھی اس کا طلاق ہوتا ہے۔ شراب اور نشہ آور چیزوں کو اسلئے ''خمر'' کہا جاتا ہے کہ یہ عقل کو ڈھانپ کر مفلوج کر دیتی ہے۔

(مفردات راغب ص ۱۵۸)

'' لفظ سکر کا معنی ہے عقل کا بیکار ہونا اور اسی لئے حالت نزع کو سکرات الموت کہا جاتا ہے، ارشاد خداوندی ہے ''اور موت کی گھڑی آ پہنچی'' اور سکر بند جگہ کو بھی کہتے ہیں'' (مفردات راغب ص ۲۳۵)

خلاصہ بحث:

۱۔ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے اور جس چیز کی زیادہ مقدار کھانے پینے سے نشہ کی کیفیت پیدا ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

(احادیث نبوی علیہ ﷺ)

۲۔ بھنگ، چرس اور افیون حرام ہے اور اس کی سزا تعزیر ہے۔ احنافؒ اور موالکؒ کے نزدیک تعزیراً قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ (دکتور وہبہؒ)

۳۔ بھنگ چرس اور افیون کو حلال سمجھنے والا شخص بعض احنافؒ کے نزدیک زندیق ہے اور زندیق کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ (رسائل ابن عابدینؒ)

۴۔ بعض علماء نے چرس کے ۱۲۰ دینی اور دنیوی نقصانات اور مضرات شمار کئے ہیں اور یہ تمام نقصانات افیون میں بھی موجود ہیں بلکہ افیون میں اس سے زیادہ ہیں۔ (علامہ ابن بیطارؒ)

۵۔ بھنگ، چرس اور افیون حرام ہیں اور افیون کا ضرر اور نقصان سب سے زیادہ ہے۔ (صاحب درمختارؒ)

۶۔ افیون از روئے شریعت حرام ہے۔ (شاہ عبدالعزیزؒ)

۷۔ بھنگ اور افیون حرام ہیں کیونکہ ایک تو اس میں نشہ ہے اور دوسرے صحت کیلئے مضر ہیں۔ (تنقیح حامدیہ)

۸۔ متاخرین کے نزدیک نشہ آور چیزوں کے بارے میں امام محمدؒ کا قول مفتیٰ بہ

ہے اور منشیات کی جملہ انواع حرام ہیں اور فساق کا جھکٹا اور رغبت شراب کی نسبت دوسرے نئے نشوں میں زیادہ ہے اور ان سب پر حد جاری کی جائے گی اور سب کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اور جس نے بھنگ وغیرہ کو حلال سمجھا اسے قتل کیا جائیگا۔ (شیخ الحدیث علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

۹۔ چرس، افیون اور دیگر نشہ آور چیزوں کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ)

۱۰۔ چرس اور افیون کی حرمت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور انہیں حلال کہنے والا مرتد ہے، اسے قتل کیا جائیگا۔ نیز افیون اور چرس کو حلال سمجھنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن نہیں کیا جائے گا اور مزید یہ کہ افیون چرس سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ (امام ابن تیمیہؒ)

۱۱۔ ''خمر'' اور ''سکر'' کا معنی ہے عقل پر پردہ ڈالنا، عقل کا ڈھانپنا اور عقل کی کارکردگی کے دروازے اور راستے بند ہو جانا۔ (امام لغت الراغب اصفہانیؒ)

منشیات کی تجارت کا حکم (عبدالرحمٰن الجزیریؒ)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ لکھتے ہیں:

لقد اشتغل بعض المسلمين بتجارة المخدرات من الخمور والحشيش و الأفيون و الكوكايين ماتدرّ عليهم تجارة هذه الاشياء من الربح الطائل من اسهل الطرق

ويصلون الى الغنى الفاحش فى أقرب وقت مع أن الشريعة الاسلامية تحرم هذه الارباح و تعتبر ان عيشة اصحابها من الحرام . وقد ورد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم احاديث كثيرة فى تحريم بيع الخمور منها ما روى البخارى و مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ أن النبى صلى الله عليه وسلم قال ''ان الله حرم بيع الخمر والميتة و الخنزير و الأصنام'' و وردت عنه احاديث كثيرة تفيد ان ما حرم الله الانتفاع به يحرم بيعه وأكل ثمنه فيتناول التحريم بيع هذه المخدرات لما يترتب على ترويجها من المفاسد و المضار بين افراد الأمة فهو كا لمتسبب فى هلاكها و دمارها بل انه يقتل الأنفس و يضيع الاموال فهى وان كانت تجارة فى ظاهرها كما يظن بعض الناس لكنها تجارة بأرواح الناس و فساد الشباب و ضياع الأخلاق وهلاك الأمة ، فلا شك فى حرمة الا تجاربها و لانها تعين على معصية، والله تعالى قد نهانا التعاون على الاثم والعدوان فقال الله تعالى (و تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونو ا على الاثم والعدوان) فا التجارة فى هذه الاشياء لاشبهة فى حرمتها لدلالة القرآن الكريم على تحريمها وقد روى عن النبى عليه السلام انه

قال :(ان الذی حرم شربھا ،حرم بیعھا و أکل ثمنھا).

"بعض تجارت پیشہ مسلمانوں نے منشیات یعنی شراب، بھنگ،افیون اور کوکین کی تجارت شروع کر رکھی ہے تا کہ آسانی سے بڑی دولت کما کر راتوں رات امیر بن جائیں۔حالانکہ شریعت اسلامی نے اس کمائی کو حرام قرار دیا ہے اور حضور ﷺ سے ان منشیات کی تجارت کی حرمت کے بارے میں بکثرت احادیث ثابت ہیں۔صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے شراب ،مردار،خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام کیا ہے اور حضور ﷺ سے بکثرت روایات ثابت ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے نفع اٹھانا حرام کیا ہے اس کی تجارت بھی حرام ہے اور اس سے وصول شدہ رقم بھی مال حرام ہے۔پس ان احادیث سے مذکورہ منشیات کی خرید وفروخت حرام ہوئی کیونکہ اس سے بہت تباہ کاریاں اور نقصانات لوگوں میں پھیلتے ہیں،اس لئے ان منشیات کا کاروبار کرنے والا امت کی ہلاکت، بربادی، نسل انسانی کے قتل اور لوگوں کے مال ضائع کرنے کا مجرم ہے،بظاہر تو یہ مال کی تجارت ہے لیکن درحقیقت یہ انسانوں کے قتل،نوجوانوں کی بربادی، اخلاقی تباہی اور امت کی ہلاکت کی تجارت ہے،لہذا اس تجارت کی حرمت میں کوئی شک نہیں اس لئے کہ یہ گناہ میں تعاون کرنا ہے جس سے اللہ نے ہمیں منع کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے "اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو" اس لئے

اس تجارت کی حرمت یقینی ہے کیونکہ قرآن کی دلالت النص سے یہ حرمت ثابت ہے اور حضور علیہ وسلم صلی اللہ سے روایت ہے کہ جس ذات نے نشہ آور چیزوں کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا اور اس کی آمدنی بھی حرام کی ہے۔''

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵ / ص ۳۵)

(وهكذا في الفقه الاسلامي و ادلته. ج٧ص ١٢ ٥٥ .للعلامة وهبة الزحيلي)

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

ويحد شاربه و يقع طلاقه و يحرم بيعه الخ.

''افیون استعمال کرنے والے کو حد لگائی جائے گی اور اس کی طلاق واقع ہوگی اور اس کی تجارت حرام ہے''

(احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۸)

مباح کام جب حرام کیلئے وسیلہ اور ذریعہ بنے تو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے (شاہ عبدالعزیزؒ)

علامہ شاہ عبدالعزیزؒ تحریر فرماتے ہیں

(مسئله) امر مباح حرام می گردد هر گاه که وسیله فعل حرام میشود و قول الخطابی كل امر يتذرع به امر محظور فهو

محظور معناہ ان المباح اذا جعله وسیلة الی امر محرم صار حراما.... لان للوسائل حکم المقاصد فی الحرمة.

''مباح کام بھی حرام ہو جاتا ہے اگر وہ حرام فعل کیلئے ذریعہ بنے اور علامہ خطابیؒ کہتے ہیں کہ جس کام کا نتیجہ حرام ہوتا ہے وہ کام بھی حرام ہوتا ہے اس لئے کہ ذرائع اور وسائل کا وہی حکم ہوتا ہے جو اس کے نتیجہ اور مقصد کا ہوتا ہے۔''

(فتاویٰ عزیزی کامل ج ۲ / ص ۲۱)

صحت اور عدم جواز یکجا ہو سکتے ہیں

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

وصح بیع غیر الخمر لمامرّو مفادہ صحة بیع الحشیشة والأفیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیش هل یجوز فکتب لایجوز فیحمل علی ان مرادہ بعدم الجواز عدم الحل(در)(قوله عدم الحل)ای لقیام المعصیة بعینها وذکر ابن شحنه انه یؤدب بائعها وسیاتی.

اعلم ان الصحة هنا بمعنی النفاذ وعدم الجواز بمعنی عدم الحل کما أن الطلاق فی ایام الحیض یصح أی ینفذ و یقع لکن لایجوز ای لا یحل فیجب علی الزوج أن یرجعها ثم یطلقها فی

الطهر كما صرح به الفقهاء فلا يغرنك قول الماتن(وصح بيع غير الخمر)انه يجوز بيع الحشيش والأفيون فتيقظ ولا تكن من الغافلين.

''فتاویٰ شامی میں ہے کہ گذشتہ دلیل کی وجہ سے خمر کے غیر کی بیع نافذ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چرس اور افیون کی بیع صحیح ہے (میں کہتا ہوں) کہ ابن نجیمؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا حشیش کی بیع جائز ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ جائز نہیں ہے، پس ابن نجیمؒ کی مراد عدم جواز سے یہ ہے کہ یہ بیع اگرچہ قضاءً صحیح یعنی نافذ ہے مگر شرعاً حلال نہیں اسلئے کہ ان اشیاء کی ذات کے ساتھ گناہ قائم ہے۔ ابن شحنہؒ نے کہا ہے کہ افیون اور دیگر منشیات بیچنے والے کو تعزیراً کوڑے مارے جائیں گے۔

واضح رہے کہ شامی کی عبارت میں صحت کا معنیٰ قضاءً نافذ ہونے کے ہے اور عدم جواز کا مطلب یہ ہے کہ شرعاً افیون وغیرہ کی بیع حلال اور جائز نہیں جیسے حیض کے دوران طلاق دینا صحیح یعنی نافذ تو ہے لیکن جائز نہیں، اسلئے خاوند پر لازم ہے کہ بیوی کو رجوع کرے اور پھر طہر میں طلاق دے۔ ہوشیار باش ''صحت'' اور ''عدم جواز'' کا فرق خوب سمجھ لو۔''

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۳)

☆☆☆☆☆☆

چرس اور افیون کو جلانا، فروخت کرنے والے کو کوڑے لگانا اور جائز کہنے والے کو زندیق قرار دینا۔ (علامہ شامیؒ)

درمختار کی عبارت ہے

ومن جزم بحرمة الحشيش شارح الوهبانية فى الحظر والاباحة و نظمه فقال

وافتوا بتحريم الحشيش وحرقه و تطليق محتش لزجرو قرروا
لبايعه التاديب و الفسق اثبتوا وزندقة للمستحل وحررو ا

''اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے چرس کی حرمت کو یقینی کہا ہے شارح وہبانیہ بھی ہیں۔ آپؒ کہتے ہیں کہ علماء نے چرس کے حرام ہونے اور اس کے جلانے اور چرس پینے والے کی زجراً طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ کہ اس کے بیچنے والے کو کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ فاسق ہے اور یہ کہ اس کو جائز سمجھنے والا زندیق ہے''۔ (ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۷)

منشیات کی تجارت ان کے استعمال کی مانند حرام ہے

علامہ زحیلیؒ لکھتے ہیں

ان الاتجار بالمخدرات بيعا و شراء و تهريبا و تسويقاأمر حرام كحرمة تناول المخدرات لأن الوسائل فى الشريعة

تـأخذحكم المقاصد و يجب سدالذرائع الى المحرمات بمختلف الامـكـانـات والـطـاقـات لأن الـتـاجـر يسهـل رواج المخدرات و تـعـاطيها فيكون الثمن حراماوالعمل ضلالًاوالاتـجـاربها اعانة على الـمعصية والبيع باطل ،قال الله تعالى:(وتعاونو على البر والتقوى ولا تعاونو على الاثم والعدوان)

''منشیات کی تجارت، سمگلنگ اور منڈی تک پہنچانا اور ہر قسم کا کاروبار ایسا ہی حرام ہے جیسے ان کا کھانا پینا حرام ہے اسلئے کہ ذرائع کا حکم مقاصد جیسا ہوتا ہے اور حرام چیزوں کے تمام ذرائع کا ختم کرنا فرض ہے اور منشیات کی تجارت تو درحقیقت نشہ آور چیزوں کو فروغ دینا اور اسے عام کرنا ہے اسلئے اس کی تجارت گمراہی ،کمائی حرام اور گناہ کے کاموں میں اعانت ہے اور یہ خرید وفروخت باطل ہے''

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ / ص۵۵۱۶)

افیون کے متعلق دارالعلوم وزیرستان وانا کا فتویٰ

افیون کی حرمت کے بارے میں دارالعلوم وزیرستان وانا کے مفتی عبدالمجید صاحب بھی ایک فتویٰ جاری کرچکے ہیں جسکے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

وقـال الـعلامه شمس الدين السرخسیؒ فی كتابه المبسوط

الاتری ان بیع الکرم ممن یتخذ الخمر من عینہٖ جائز لاباس بہ و کذالک بیع الارض ممن یغرس فیھا کرما یتخذ من عینہ الخمر وھذا قول ابی حنیفةؒ وھو القیاس و کرہ ابو یوسفؒ و محمدؒ استحسانا لان بیع العصیر والعنب ممن یتخذہ خمرا اعانة علی المعصیة وتمکین منھا وذالک حرام واذا امتنع البائع من البیع یتعذر علی المشتری اتخاذ الخمر فکان البیع منہ تھییج الفتنة و فی الامتناع تسکینھا.

''صاحب مبسوط لکھتے ہیں کہ انگور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جو اس سے شراب بناتا ہے جائز ہے اور ایسے شخص کو زمین بیچ دینا جو شراب بنانے کیلئے اس میں انگور کے درخت لگاتا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق جائز ہے اور اسکی دلیل قیاس پر مبنی ہے لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے اس بیع کو مکروہ (تحریمی) قرار دیا ہے، اس لئے کہ یہ سودا حرام کام میں تعاون کرنا ہے جو ازروئے قرآن حرام ہے اور جب ایسی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا جائے تو خریدار شراب نہیں بنا سکے گا اور فتنہ وفساد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔''

نوٹ: یاد رہے کہ منشیات کے تمام مسائل میں متاخرین احنافؒ کا فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

(مبسوط ج ۲۴ / ص ۲۶)

(وکذا فی البحر الرائق ج۸ ص ۲۰۲ و قاضی خان علی هامش الهندیه ج۳ / ص ۲۲۴)

مگرامام ابوحنیفہؒ کے قیاس کی علت فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ خانیہ نے یہ ذکر کی ہے

و قیل علی قول ابی حنیفةؒ لا یکره اذا باعه من ذمی لا یشتریه المسلم بذالک ،اما اذا وجد مسلما یشتریه بذالک الثمن یکره اذا باعه ممن یتخذه خمرا.

''اور کہا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر یہ خرید وفروخت اس وقت مکروہ (تحریمی) نہیں جب ذمی کو ایسی قیمت پر فروخت کرے جس پر مسلمان لینے کو تیار نہ ہو، ہاں اگر مسلمان خریدار بھی اتنی ہی زیادہ قیمت دینے پر تیار ہو اتب ذمی کو فروخت کرنا ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی مکروہ تحریمی ہے۔''

(فتاویٰ ہندیہ ج ۵ / ص ۴۱۶ وفتاویٰ خانیہ ج ۳ / ص ۲۲۴)

استحسان کوقیاس پرترجیح حاصل ہوتی ہے لہذا فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے

ضروری وضاحت:

علامہ سرخسیؒ کے مبسوط کی مذکورہ عبارت میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ''قیاس'' کہا گیا ہے اور صاحبینؒ کے قول کو ''استحسان'' قرار دیا گیا ہے اور

اصول فقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ عموماً استحسان کو قیاس پر ترجیح اور فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ علامہ السرخسیؒ لکھتے ہیں:

والقياس والا ستحسان في الحقيقة قياسان احدهما جلي ضعيف اثره فسمي قياسا والآخر خفي، قوي اثره فسمي استحسانا اي قياسا مستحسنا فالترجيح بالأثر لا بالخفاء والظهور كالدنيا مع العقبى فان الدنيا ظاهرة والعقبى باطنة الخ.

"قیاس اور استحسان درحقیقت دو قیاس ہیں۔ایک ظاہر ہے مگر ضعیف ہے اس کو "قیاس" کہا جاتا ہے دوسرا خفی ہے مگر قوی ہے اس کا نام "استحسان" ہے اور اس کا نام استحسان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں عمدگی ہے اور اس میں کسی چیز کو ترجیح اثر اور قوت کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہے، پوشیدہ اور ظاہر ہونے کی وجہ سے نہیں ،اس کی مثال دنیا اور آخرت کی ہے کہ دنیا ظاہر اور آخرت پوشیدہ ہے لیکن آخرت کو دنیا پر ترجیح حاصل ہے"۔

(مبسوط سرخسی ج ۱۰ / ص ۱۴۵)

وايضا قال العلامه السرخسيؒ :وظن بعض المتأخرين من اصحابنا ان العمل بالاستحسان اولى مع جواز العمل بالقياس في موضع القياس.....قال رضي الله عنه هذا وهم عندي فان اللفظ

المذكور في الكتب في اكثر المسائل :الا انا تركنا هذا القياس ، والمتروك لايجوز العمل به .(الى ان قال)وبه تبين ان العمل بالاستحسان يكون مع قيام المعارضة ولكن باعتبار سقوط الأضعف بالأقوى اصلا.

''آپ مزید لکھتے ہیں کہ بعض احنافؒ نے جو یہ لکھا ہے کہ اگرچہ استحسان پر عمل کرنا اولیٰ ہے لیکن پھر بھی قیاس پر عمل کرنا بمقابلہ استحسان کے جائز ہے،میرے نزدیک یہ قول درست نہیں اسلئے کہ اکثر کتابوں میں یہ ذکر ہے ''لیکن ہم نے قیاس ترک کیا'' اور جو چیز ترک کی جاتی ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہوتا (یہاں تک کہ آپؒ ہی نے فرمایا) اوراس سے واضح ہوا کہ معارض کی موجودگی کے باوجود عمل استحسان پر ہوگا مگراس اعتبار سے کہ ضعیف دلیل قوی تر کے مقابلے میں ساقط اورمتروک ہوگی۔''

(اصول السرخسی ج ۲ / ص ۲۰۱)

پس ثابت ہوا کہ ازروئے اصول فقہ مذکورہ مسئلہ میں صاحبینؒ کا قول راجح اور اقویٰ ہے۔نیز مسکرات اور مخدرات کے بارے میں متاخرین نے بالاتفاق امام محمدؒ کے مسلک کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔

حضرت مفتی عبدالمجید صاحب اپنے تحریری فتویٰ میں مزید لکھتے ہیں۔

''اس سے معلوم ہوا کہ متفقہ طور پر عندالاحناف انکی بیع مکروہ تحریمی ہے

اور مکروہ تحریمی گناہ میں حرام کے برابر ہے۔''

(احسن الفتاویٰ ج ۱ / ص ۱۹۹)

وکذا فی فتاوی کبریٰ لابن تیمیہ "مسئلہ" ھل یجوز بیع الکرم ممن یعصرہ خمرا اذا اضطر صاحبہ الی ذالک الجواب: لایجوز بیع العنب لمن یتخذہ خمرًا بل قد لعن اللہ من یعصرہ العنب لمن یتخذہ خمرًا فکیف بالبائع لہ الذی ھو اعظم معاونۃ ولاضرورۃ الی ذالک.

''علامہ ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔سوال: اگر ایک انسان مجبوری کے سبب اپنے انگور ایسے شخص کو فروخت کرے جو اس سے شراب بناتا ہے تو کیا یہ بیع جائز ہے؟ جواب: یہ بیع جائز نہیں بلکہ اللہ نے اس شخص پر بھی لعنت بھیجی ہے جو شراب بنانے والے کیلئے محض انگور کے دانے نچوڑتا ہے جبکہ انگور شراب بنانے والے کی اپنی ملکیت ہے تو پھر شراب بنانے والے کے ہاتھ انگور فروخت کرنا کیونکر جائز ہوگا جبکہ یہ فروخت شراب بنانے میں بہت بڑی معاونت اور ہمکاری ہے''

(فتاویٰ کبریٰ ج ۴ / ص ۲۱۶)

افیون کے بارے میں فتاویٰ حقانیہ اور احسن الفتاویٰ کا فتویٰ

سوال: افیون، بھنگ، چرس اور ہیروئین کی تجارت کا شریعت مقدسہ میں کیا حکم ہے؟

جواب: افیون، چرس، بھنگ اور ہیروئین نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔لہذا احرام شئی کی قیمت اور گناہ پر اعانت کی وجہ سے انکی خرید وفروخت سے اجتناب کرنا چاہیے۔کما قال الشامیہ الخ

(فتاوی حقانیہ ج ٦ / ص ۴۵)

جناب مفتی رشید احمد صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جس شخص کے بارے میں ظن غالب ہو کہ وہ تلہی کے طور پر استعمال کریگا تو اسکے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔

(احسن الفتاوی ج ٦ / ص ۴۹۵)

مباحات میں اطاعت سلطان واجب ہے

مفتی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں

حرمت کی تیسری وجہ حکومت وقت کی پابندی ہے جس کی اطاعت ایسی چیزوں میں فرض ہوتی ہے جس کی تصریح آیت "واولوالامر منکم" کے تحت سب مفسرین نے کی ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۲ / ص ۱۵۳۔روح المعانی ج ۴ / ص ۹۷)

اسی طرح فقہاء نے بھی تصریح کی ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

تجب اطاعته فيما اباحه الشرع.... حتى ان قال.... كالدخان المبتدع لا سيما بعدصدور منع السلطان.

"مباحات میں حکومت وقت کا حکم ماننا لازمی ہے۔۔۔۔جیسے جدید دور

کی نشہ آور چیزوں کی سگریٹ نوشی اور خاص کر جب حکومت وقت کی جانب سے پابندی کا حکم ہو"

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۷)

اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں

اذا امر بشئی مباح یصیر ذالک واجبا واذا نھی عنہ صار حراما.

"جب حکومت وقت کسی مباح کام کرنے کا حکم کرے تو اس کا کرنا فرض ہو جاتا ہے اور جب اس کام سے ممانعت کرے تو اس کا کرنا حرام ہو جاتا ہے"

(عرف الشذی شرح ترمذی ج ۱ / ص ۲۰۵)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں

ان الشئی المباح یصیر حراما بمنع الخلیفۃ وامام.

"مباح چیز حکمران وقت کی ممانعت سے حرام ہو جاتی ہے"

(ایضاً ج ۲ / ص ۶)

افیون کے ستر نقصانات ہیں اور سب سے ادنیٰ یہ کہ مرتے وقت کلمۂ شہادت نصیب نہیں ہوتا

اور علامہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں

و فی الافیون سبعون مضرۃ اقلھا نسیان الشھادۃ،نسأل

الله العافية.

"افیون کے ۷۰ گناہ اور نقصانات ہیں، ان میں سے سب سے کم نقصان یہ ہے کہ مرتے وقت افیونی کو کلمہ شہادت نصیب نہ ہوگا"

(مرقاۃ شرح مشکوۃ باب السواک، فصل اول ج ۲ / ص ۸۹)

نوٹ: فتوے کی تفصیلی نقل دار الافتاء دار العلوم وزیرستان وانا سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

منشیات کی تجارت کی حرمت کے بارے میں فقہاء کرامؒ کے اقوال کا خلاصہ

۱۔ ہر مسکر چیز از روئے احادیث خمر ہے اور ہر مسکر چیز حرام ہے اور جس چیز پر شریعت نے کسی قسم کا نفع حاصل کرنے کی ممانعت کی ہو، اسکی قیمت لینا بھی حرام ہے نیز شراب اور تمام منشیات کی تجارت درحقیقت معصیت میں تعاون کرنا ہے جو از روئے قرآن حرام ہے اور اسکی جملہ آمدنی بھی حرام ہے اور یہ کہ افیون کا کاروبار اور خرید فروخت کی مضرت بہ نسبت شراب کے کہیں زیادہ ہے۔ (عبد الرحمان الجزیریؒ)

۲۔ افیون اور دیگر نشہ آور اشیاء کی خرید وفروخت حرام ہے اور اس کے بیچنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

۳۔ اگر کوئی جائز کام ناجائز کام کیلئے وسیلہ بنتا ہے تو جائز کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے، لیکن افیون تو بذات خود نشہ آور ہے اور تباہ کن نشوں کا ماخذ بھی ہے لہذا اس کی

تجارت بطریق اولیٰ نا جائز ہے۔ (شاہ عبدالعزیزؒ)

۴۔ افیون کی خرید وفروخت نا جائز ہے اور اسکی تجارت کرنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی۔ (علامہ شامیؒ)

۵۔ افیون اور دیگر منشیات کی تجارت، اسمگلنگ اور کاروبار تعاون علی المعصیة ہے جو ازروئے قرآن واحادیث حرام ہے۔

(علامہ وہبہ الزحیلیؒ)

۶۔ افیون وغیرہ کی تجارت ازروئے دلیل استحسان حرام ہے اور استحسان قیاس سے قوی اور راجح ہے۔

(علامہ سرخسیؒ۔قاضی خانؒ، عالمگیری)

۷۔ منشیات کے بارے میں احنافؒ کے متاخرین نے امام محمدؒ کے مسلک کو مفتی بہ قرار دیا ہے۔ اسلئے افیون وغیرہ کی خرید وفروخت بغیر شرعی ضرورت کے نا جائز اور اس کی آمدنی حرام ہے اور خاص کر جب حکومت وقت نے افیون کی کاشت اور تجارت ممنوع قرار دی ہے تو اسکی کاشت اور تجارت شرعاً بھی حرام ہوئی اور اس کی آمدنی بھی نا جائز ہوگی۔

(فتاویٰ حقانیہ، فتویٰ دارالعلوم وزیرستان وانا)

۸۔ افیونی مرتے وقت کلمہ شہادت سے محروم رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے پناہ دے۔ امین

(ملا علی قاریؒ)

کن مجبوریوں کے تحت شریعت شراب، خنزیر کے گوشت اور افیون وغیرہ کی اجازت دیتی ہے

ایک ضروری وضاحت:

قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں میں شدید ضرورت کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب بھوک، پیاس یا بیماری کی وجہ سے ہلاکت سے بچاؤ کا کوئی طریقہ باقی نہ رہے اور صرف خنزیر کا گوشت کھانا یا شراب اور پیشاب پینا ہی زندگی بچانے کا واحد ذریعہ ہو یا حاذق طبیب بطور علاج ان چیزوں کے استعمال کا حکم دے جبکہ ان کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو ایسی ضرورت کے تحت ان چیزوں کا کھانا، پینا، خرید وفروخت اور استعمال بقدر ضرورت جائز ہو جاتا ہے۔

علاج کے لئے افیون اور دیگر حرام چیزوں کے استعمال کی کیا شرائط ہیں؟ (علامہ عبدالحیؒ)

اس ضمن میں علامہ عبدالحیؒ لکھتے ہیں۔

سوال:

بعذر مرض خوردن افیون درست است یا نہ؟

"بیماری سے علاج کیلئے افیون کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:

اگر علم شفا نباشد خوردن آں جائز نیست واگر علم شفا باشد وسوائے افیون از ادویہ مباحہ کدامی دواء شفا نمی بخشد، جائز است بلا کراہت واگر دیگر دوا ہم شفا می بخشد مکروہ است۔

''اگر بیماری سے شفاء یاب ہونے کا یقین نہ ہو تو افیون کھانا جائز نہیں اور اگر علاج یقینی ہو اور افیون کے علاوہ کوئی حلال شفا بخش دوائی موجود نہ ہو تو بلا کراہت کھانا جائز ہے اور اگر کوئی دوسری شفا بخش دوائی موجود ہو تو افیون مکروہ (تحریمی) ہے۔''

آپؒ مزید لکھتے ہیں

در نصاب الاحتساب مے آرد

التداوی بالخمر او بحرام آخر ان لم تیقن فیہ بالشفاء لایجوز بلا خلاف لان الحرمۃ متیقن لا تترک بالشک و ان تیقن بالشفاء فیہ ولہ دواء سواہ ایضًالایجوز ایضًا لعدم تحقق الضرورۃ وان تیقن بالشفاء فیہ ولا دواء لہ سواہ، قیل لایجوز لقول ابن مسعودؓ ان اللہ تعالی ما جعل شفاء کم فیما حرم علیکم و قیل یجوز قیاسا علی شرب الخمر حالۃ العطش، والجواب عن الاثر

انه لم یبق محرما فلا یکون الشفاء فی الحرام انتهی.

"شراب یا کسی دیگر حرام چیز کے استعمال سے اگر شفاء یقینی نہ ہوتو بلاخلاف ان کا استعمال جائز نہیں کیونکہ حرمت یقینی ہے جس کو شک کی وجہ سے ترک نہیں کیا جا سکتا اور اگر شفاء یقینی ہو اور اس حرام چیز کے علاوہ دوسری دوائی موجود ہو تو بھی حرام کا استعمال جائز نہیں کیونکہ ضرورت نہیں اور اگر شفاء یقینی ہو اور علاوہ اس حرام کے اور کوئی دوائی نہیں، پھر بھی بعض کہتے ہیں کہ استعمال جائز نہیں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے قول کی وجہ سے کہ "اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی ہے" اور بعض نے سخت پیاس کی حالت میں شراب پینے کے جواز کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے دوائی کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے اور عبداللہ ابن مسعودؓ کے اثر کا یہ جواب دیا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے یہ اب شرعاً حرام باقی نہیں رہا لہٰذا یہ حرام میں شفاء نہیں رہی"

(مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ / ص ۱۲۲)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ واضح ہوا کہ علاج کے لئے شراب اور دیگر حرام چیزوں کے استعمال کا جواز دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۔ حرام چیز کے استعمال سے مرض کا علاج یقینی ہو، مشکوک نہ ہو، اسلئے کہ یقینی حرام چیزوں کا استعمال شک کے ساتھ جائز نہیں ہوسکتا۔

۲۔ حرام چیز کے علاوہ بیماری کے علاج کیلئے کوئی اور دواء موجود نہ ہو۔ ایسی

صورت میں ''قیل'' لفظ کے ساتھ کہا گیا ہے کہ جائز ہے لیکن اگر بیماری کے علاج کیلئے کوئی اور دواء ہے تو حرام چیزوں کا استعمال قطعاً جائز نہیں۔

مجمع البرکات کی عبارت ہے

ولا یجوز اکل البنج والحشیش والافیون و ذالک کله حرام لانه یفسد العقل لکن تحریم ذالک دون تحریم الخمر فان اکل شیئا من ذالک لاحد علیه وان سکر منه کما اذا شرب البول او أکل الغائط فانه حرام ولا حد علیه فی ذالک بل یعزر بمادون الحد کذا فی الجوهرة النیرة انتهیٰ.

''بھنگ، افیون اور چرس کا کھانا پینا جائز نہیں اور یہ تمام منشیات حرام ہیں کیونکہ یہ عقل کو خراب کرتی ہیں تاہم ان کی حرمت شراب سے کم ہے اسلئے ان منشیات کے استعمال پر شرعی حد لازم نہیں جیسا کہ انسانی پیشاب پینے اور اسکی گندگی کھانے پر باوجود حرام ہونے کے حد واجب نہیں، تاہم ان منشیات کے استعمال پر تعزیراً کوڑے مارے جائیں گے۔''

(ایضاً)

علامہ عبدالحیؒ مزید لکھتے ہیں

وملا علی قاری در شرح مشکوٰۃ در بحث سواک حدیث آوردہ

ان فی الافیون سبعین مضرۃ اقلها نسیان الشهادۃ

عند الموت انتهى.

''افیون کے استعمال میں ۷۰ نقصانات ہیں اور سب سے کمتر نقصان یہ ہے کہ موت کے وقت افیونی کو کلمۂ شہادت بھول جاتا ہے''

(مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ / ص ۱۲۲)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ حقیقت سے آنکھیں چرا کر ناعاقبت اندیش حضرات ۱۰۰ھ سے قبل کی شدید ضرورت کو آج پندرھویں صدی ھجری کی انسان دشمن قوتوں کی پشت پناہی کیلئے استعمال کررہے ہیں، نہ جانے وہ کونسا مرض ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی اسکے علاج کیلئے افیون اور چرس کے علاوہ کوئی دوسرا علاج باقی نہیں رہا؟ اگر افیون علاج معالجہ کیلئے اتنا اہم ہے تو پھر بین الاقوامی طور پر اسکی کاشت، پیداوار اور خرید وفروخت پر اتنی کڑی پابندی اور سخت سزائیں کیوں مقرر کی گئی ہیں؟ کیا یہ تمام ممالک نسل انسانی کے خاتمے پر متفق ہوچکے ہیں جو اتنی اہم چیز کی کاشت پر پابندی لگا رہے ہیں؟

منشیات کی کاشت اور اس سے نشہ آور چیزوں کے حصول کا حکم

ایک ضروری تمہید:

اسلامی تعلیمات کی رو سے قیامت تک پیش آنے والے لاتعداد نئے مسائل اور واقعات کے شرعی احکامات معلوم کرنے کیلئے اصول اور کلیات وضع کئے گئے ہیں جن میں ہر ایک قاعدہ اور کلیہ سے بے شمار پیش آمدہ مسائل کا شرعی حکم بڑی

آسانی کے ساتھ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کچھ وضاحت ملاحظہ ہو۔

ہر کام کا گناہ اور ثواب اس کے نتیجہ سے وابستہ ہوتا ہے

پہلا قاعدہ: " الامور بمقاصدها "

یعنی ان الحکم الذی یترتب علی امر یکون علی مقتضی ما ھو المقصود من ذالک الامرای ان الحکم الذی یترتب علی فعل المکلف ینظر فیه الی مقصده فعلی حسبه یترتب الحکم تملکا و عدمه ثوابا و عدمه ،عقابا و عدمه مو آخذة و عدمه ضمانا و عدمه، فھذہ قاعدة جامعةمستنبطة من الحدیث المشھور اخرجه الائمة الستة وھو قوله صلی الله علیه وسلم انما الاعمال بالنیات الخ(الی ان قال)وبحسب النیة یأثم فی وطئی زوجته علی ظن انھا اجنبیة وفی شرب الماء علی ظن انه خمر وفی قتل قاتل مورثه یظن انه معصوم الدم فیفسّق بقصده الزنا والقتل ولا یحد الخ.

”جو کام انسان جس مقصد کے حصول کیلئے کرے یعنی جس نیت اور ارادہ سے کرے اس کام کا مقصد اور نتیجہ اگر جائز اور ثواب ہے تو اوّل سے آخر تک پورا عمل، محنت، جدوجہد، اخراجات اور منصوبہ بندی سب کچھ باعث ثواب اور جائز

ہے اور اگر مقصد اور نتیجہ گناہ اور معصیت ہے تو اس کی ابتداء سے آخر تک جملہ متعلقہ امور اور اعمال گناہ اور معصیت شمار ہونگے۔ یہ ایک جامع قاعدہ ہے جو صحاح ستہ کی روایت کردہ احادیث انما الاعمال بالنیات الخ سے ماخوذ ہے،اور نیت ہی کی بنیاد پر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتا ہے اگر اس کا خیال یہ ہو کہ وہ اجنبی عورت ہے اور پانی کو اس خیال سے پیا کہ یہ شراب ہے اور اپنے مقتول رشتہ دار کے قاتل کو معصوم سمجھ کر قتل کرنا یہ تمام کام ایسے ہیں کہ نیت کی وجہ سے انسان گناہ گار اور فاسق بنتا ہے اگر چہ اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔''

(شرح المجلہ للا تاسی ج ۱ ص ۱۳ تا ۱۵)

جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی تلاش بھی حرام ہے

دوسرا قاعدہ: ''ما حرم فعله حرم طلبه''

فكل شئی لايجوز فعله لايجوز طلب ايجاده من الغير سواء كان بالقول او بالفعل بان يكون واسطة او آلة لايجاده.

''جس کام کا کرنا حرام ہوتا ہے کسی دوسرے سے اس فعل کی طلب بھی ناجائز ہے خواہ یہ طلب قولاً ہو یا فعلاً یعنی اس حرام فعل کے حصول اور ایجاد کیلئے کسی بھی شکل میں وسیلہ اور واسطہ بننا جائز نہیں''

(شرح المجلۃ آتاسی ج ۱ ص ۷۸)

تطبیق: چونکہ افیون کھانا حرام ہے لہذا اس کی کاشت، زمین میں مشقت و مزدوری اور اس سے متعلقہ تمام امور بھی حرام ہیں۔

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے

تیسرا قاعدہ: "ما حرم اخذه حرم اعطاءه"

و كما حرم الاخذ والاعطاء فعلا حرم الامر بالأخذ اذا الحرام لا يجوز فعله ولا الامر بفعله.

"جس چیز کو خود لینا حرام ہوتا ہے اس کا دوسرے کو فراہم کرنا بھی حرام ہوتا ہے"

تطبیق: چونکہ افیون کا خود کھانا حرام ہے اسلئے دوسروں کو کھلانا یا فراہم کرنا بھی حرام ہے جیسا کہ رشوت خود لینا حرام ہے، کسی کو دینا اور دلانا بھی حرام ہے اور جس چیز کا عملی طور پر لین دین حرام ہو، اس کا حکم کرنا بھی حرام ہے اسلئے کہ حرام فعل جس طرح خود نا جائز ہوتا ہے اسی طرح اس کا حکم دینا بھی نا جائز ہوتا ہے"

(شرح المجلۃ للاتاسی ج ۱ ص ۷۷)

حرام کام کے ذرائع اور وسائل بھی حرام ہیں

چوتھا قاعدہ: "للوسائل حكم المقاصد فى الحرمة"

لان الوسائل فى الشريعة تاخذ حكم المقاصد

" مقصد اور نتیجہ کا جو حکم ہوتا ہے اس تک پہنچنے کے تمام ذرائع اور وسائل

کا بھی وہی حکم ہوتا ہے"

(فتاوی عزیزی کامل ج ۲ / ص ۲۱۔الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ / ص ۵۵۱۶)

تطبیق: افیون چونکہ حرام ہے لہذا افیون حاصل کرنے کیلئے اس کی زراعت کا پورا عمل حرام ہے جیسے قتل ناحق، زنا اور شراب پینا حرام ہے تو اس حرام مقصد کے حصول کے جملہ ذرائع بھی حرام ہیں۔

نفع کے حصول سے فساد کا دفع کرنا بہتر ہے

پانچواں قاعدہ: "درء المفاسد اولی من جلب المنافع"

ای رفعها و ازالتها فاذا تعارضت مفسدة و مصلحة فدفع المفسدة مقدم فی الغالب لان اعتناء الشرع بالمنهیات اشد من اعتنائه بالمامورات لما یترتب علیها من الضرر المنافی لحکمة الشارع فی النهی .(و فی الکشف حدیث ترک ذرة مما نهی الله عنه خیر من عبادة الثقلین .

"حصول نفع سے فساد کی بیخ کنی مقدم ہے اسلئے کہ شریعت میں عبادت کرنے کی اتنی اہمیت نہیں جتنی گناہ کے روکنے کی ہے۔حدیث میں ہے کہ ذرّہ برابر گناہ چھوڑنا جن اور انس کی عبادت سے افضل ہے"

تطبیق: چونکہ افیون کے نفع کی نسبت اس کے مفاسد بہت زیادہ ہیں لہذا افیون

کی بیخ کنی شریعت کی رو سے لازم ہے۔

(شرح المجلۃ آتاسی ج ۱ / ص ۷۰)

عام لوگوں سے دفع ضرر کی خاطر خاص لوگوں کو نقصان پہنچانا جائز ہے

چھٹا قاعدہ: ''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام''

وھذہ قاعدۃ مھمۃ من قواعد الشرع ،مبینۃ علی المقاصد الشرعیۃ فی مصالح العباد استخرجھا المجتھدون من الاجماع و معقول النصوص .فقد ذکر حجۃ الاسلام الامام الغزالی فی المستصفی ماملخصہ ان الشرع انما جاء لیحفظ علی الناس دینھم وانفسھم وعقولھم و انسابھم و اموالھم ،فکل مایکون بعکس ھذا فھو مضرۃ یجب ازالتھا ما امکن .

''ضرر عام کو ختم کرنے کیلئے ضرر خاص قابل برداشت ہے یعنی عام لوگوں کو ضرر اور نقصان سے بچانے کے لئے بعض لوگوں کو ضرر پہنچایا جائے گا۔ امام غزالی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ شریعت اسی لئے آئی کہ لوگوں کی جان ومال، عقل وصحت اور نسب کو تحفظ دے، پس جو بھی عمل ان پانچ محفوظات کیلئے باعث نقصان ہو وہ ضرر عام ہے لہذا ایسے فعل وعمل کی بیخ کنی شرعاً واجب ہے اگرچہ اس

میں کسی کیلئے شخصی ضرر کیوں نہ ہو'' یہی فلسفہ حدود اور قصاص میں کارفرما ہے۔

تطبیق: افیون اور دیگر منشیات چونکہ عقل، صحت اور جان ومال کیلئے مضر ہیں اس لئے ان کی بیخ کنی شرعاً فرض ہے۔

(شرح المجلۃ الاتاسی ج ۱/ ص ۶۶)

گناہ کے کام میں امداد اور تعاون کرنا بھی گناہ ہے

ساتواں قاعدہ: ''الاعانة على المعصية معصية''

''گناہ کے کام میں ہر قسم کی امداد، تعاون اور ہمکاری بھی گناہ ہے''

مثال کے طور پر ڈاکہ ڈالنے، چوری، قتل، زنا، رشوت، سود اور شراب میں تعاون اور ہمکاری گناہ ہے اور چونکہ افیون اور دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال بھی گناہ ہے لہذا اس میں تعاون، تجارت اور کاشتکاری نشہ کرنے والوں کی معاونت اور امداد ہے تو یہ تمام امور گناہ اور حرام ہیں۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷/ ص ۵۵۱۷۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵/ ص ۳۵)

بھنگ اور افیون کی کاشت کو اگر مذکورہ تناظر میں دیکھا جائے تو واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انکی کاشت اور کاشت کے جملہ اعمال مثلاً ٹریکٹر چلانا، زمین سیراب کرنا، تخم ریزی کرنا، کھاد ڈالنا اور حفاظت کرنا وغیرہ معصیت اور باعث لعنت ہیں۔

مذکورہ قواعد سے ثابت شدہ احکام

قاعدہ نمبر ۱ سے ثابت ہوا کہ ہر کام کے ثواب اور گناہ کا دارومدار کام کرنے والے کی نیت اور ارادے پر منحصر ہے۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی کی اپنی بیوی ہے مگر اندھیرے میں اس نے اسے اجنبی عورت سمجھ کر زنا کی نیت سے اس سے جماع کیا تو از روئے شریعت وہ زنا اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، اسی طرح ایک آدمی خالص پانی کو جو مثلاً قدرے کڑوا اور بدبودار ہے، شراب سمجھ کر شراب کی نیت سے پیتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہوگا لہذا اگر کوئی شخص افیون کی پیداوار کرنے کیلئے اس کی کاشت کرتا ہے تو اس کاشتکاری کیلئے ہر قسم کی محنت کا بھی وہی گناہ ہوگا جو افیون، ہیروئین اور کوکین بنانے والے، کھانے اور کھلانے والے اور خرید وفروخت کرنے والے کا ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حرام کام کی ایجاد کے تمام وسائل اور ذرائع بھی حرام ہیں۔

قاعدہ نمبر ۳ بھی اس بات کی توثیق کرتا ہے کہ جس کام کا کرنا حرام ہے اس کا دوسروں سے کروانا بھی حرام ہے۔

قاعدہ نمبر ۴ بھی اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ حرام کام کے جملہ وسائل اور ذرائع حرام ہیں۔

قاعدہ نمبر ۵ سے ثابت ہوا کہ جب کسی کام میں ضرر اور نفع دونوں پہلو موجود ہوں تو از روئے شریعت ضرر کا اعتبار ہوگا اور نفع کو نظر انداز کیا جائیگا جیسے شراب میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی، مگر ضرر کے پیش نظر اسے حرام قرار دیا گیا، اسی طرح اگر افیون کی کاشت میں کسی کو بظاہر فائدہ نظر آتا ہو مگر واضح نقصان کے پیش نظر شرعاً ممنوع ہوگی۔

قاعدہ نمبر ۶ کے تحت یہ بات سامنے آئی کہ جس کام میں بعض لوگوں کا فائدہ ہو لیکن بہت سے لوگوں کو ضرر ہو تو اکثریت کے پیش نظر وہ کام حرام ہوگا اسلئے نشہ آور چیزوں کے پیدا کرنے سے اگرچہ کچھ لوگوں کو فائدہ ہے مگر بعض لوگوں کیلئے یہ مضر اور نقصان دہ بھی ہے، لہذا ان کا قلع قمع کرنا حکومت کا انتظامی اور علماء کا شرعی فریضہ ہے اور افیون کی بھی یہی نوعیت ہے، چنانچہ اسکی کاشت اور تجارت از روئے شرع ممنوع اور حرام ہوگی۔

قاعدہ نمبر ۷ سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ منشیات کی کاشت اور فروخت میں کسی بھی طرح کا حصہ لینا معصیت اور قرآن کریم کی صریح آیت کی خلاف ورزی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

افیون اور بھنگ کی کاشت کی حرمت پر ائمہ کا اتفاق ہے

(علامہ الجزیریؒ)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ لکھتے ہیں

اتفق الأئمة على تحريم زراعة الحشيش والخشخاش لاستخراج المادة المخدرة منهما لتعاطيها او الاتجار فيها وحرمة زراعتهما من وجوه.

اولًا: ما روى عن ابن عباسؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من حبس العنب ايام القطاف حتى يبيعه ممن يتخذه خمرًا فقد تقحم النار، فهذا دليل على حرمة زراعتهما بطريق دلالة النص.

ثانيًا: ان زراعة هذه المخدرات اعانة على المعصية، وهى تعاطى المخدرات والاتجار فيها، والاعانة على المعصية معصية.

ثالثًا: ان زراعتهما لهذا الغرض رضًا من الزارع بتعاطى الناس لها واتجارهم فيها، والرضا بالمعصية معصية، و ذالک لان انكار المنكر بالقلب الذى هو عبارة عن كراهية القلب و بغضه المنكر فرض على كل مسلم فى كل حال بل ورد فى صحيح

مسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من لم ينكر المنكر بقلبه بالمعنى الذى بيناليس عنده من الايمان حبة خردل وفيه مخالفة لأولى الامر الذى نهى عنهما بالقوانين التى وضعت لذالک لوجوب طاعة ولى الامر فيما ليس بمعصية لله ولرسوله باجماع المسلمين.

'' تمام اُئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بھنگ اور افیون کی اس غرض سے کاشت کرنا کہ اس سے چرس بنائے یا افیون نکالے تا کہ خود کھائے یا دوسروں کو کھلائے یا اس کو فروخت کرے تو یہ کاشت بالاتفاق حرام ہے، اس کاشت کی حرمت کئی دلائل سے ثابت ہے۔

۱۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس آدمی نے اپنا انگور عام خریداروں سے اس لئے روکے رکھا تا کہ کسی ایسے شخص کو فروخت کرے جو اس انگور سے شراب بنائے تو یہ شخص جہنم میں داخل ہوا۔ اس حدیث سے بطور دلالۃ النص ثابت ہوا کہ جو شخص خشخاش اس لئے کاشت کرتا ہے کہ اس سے افیون نکالے، یہ حرام ہے اور کاشت کرنے والا جہنم میں داخل ہوگا۔

۲۔ منشیات کی کاشت گناہ کے عمل میں معاونت ہے اور یہ از روئے قرآن وحدیث معصیت ہے۔

۳۔ افیون اور بھنگ کی کاشت اور تجارت منکر پر رضامندی ہے اور منکر پر

رضامندی بذات خود گناہ ہے اس لئے کہ از روئے حدیث گناہ کے کام سے دل میں نفرت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے بلکہ حدیث ہے کہ جس شخص نے گناہ کا کام دل میں برا نہیں جانا اور اس سے دل میں بھی نفرت تک نہیں کی، اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان نہیں، نیز افیون کی کاشت میں حکومت اور اس کے قوانین کی مخالفت ہے حالانکہ حکومت کے جائز قوانین ماننا ہر مسلمان پر بالاجماع لازم ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۵ ا ص ۳۵)

ایسے شخص کو زمین بیچنا حرام ہے جو اس میں انگور کے پودے لگا کر اس سے شراب بنانا چاہتا ہے (علامہ سرخسیؒ)

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

ان بیع الکرم ممن یتخذ الخمر من عینہ جائز لا باس بہ و کذالک بیع الارض ممن یغرس فیھا کرم لیتخذ من عینہ الخمر و ھذا عند ابی حنیفۃؒ وھو القیاس و کرہ ابو یوسف و محمد رحمھما اللہ استحسانا لان بیع العصیر و العنب ممن یتخذہ خمرا اعانۃ علی المعصیۃ و تمکین منھا و ذلک حرام الخ

”انگور کا ایسے شخص کو بیچنا جو اس سے شراب بناتا ہے یا زمین ایسے شخص کو فروخت کرنا جو اس میں انگور لگا کر اس سے پیدا شدہ انگور سے شراب بناتا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بوجہ قیاس کے جائز ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے

نزدیک ایسی بیع مکروہ ہے اور یہی استحسان ہے۔"

(مبسوط سرخسی ج ۲۴ / ص ۲۶)

مبسوط کی ایک دوسری جگہ عبارت ہے

وانت تعلم ان الاستحسان اقوی وارجح من القیاس.

"اور تمہیں معلوم ہے کہ استحسان بہ نسبت قیاس کے قوی دلیل ہے"

(ایضاً ج ۱۰ / ص ۱۴۵)

جس کی تصریح صاحب مبسوط نے کی ہے

نیز علماء اصول اور فقہاء کرام نے تصریح کی ہے

ان المکروہ اذا اطلق فھو حرام عند محمدؒ وعندھماؒ الی الحرام اقرب.

"مکروہ جب مطلق ذکر ہو تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے"

ردالمحتار کی عبارت ہے

کل مکروہ حرام عند محمدؒ و عندھما الی الحرام اقرب نسبتہ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض.

"ہر مکروہ امام محمدؒ کے نزدیک حرام ہوتا ہے اور شیخینؒ کے نزدیک حرام کے قریب ہوتا ہے۔"

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۲۳۷)

قاضی خانؒ لکھتے ہیں

واغراس الکرم علی ھذا اذا کان یغرس بنیة تحصیل الخمر یکرہ الخ.

"زمین میں انگور کے پودے اس نیت سے لگانا کہ اس سے شراب بنائے گا مکروہ تحریمی ہے"

(خانیہ علی حامش الہندیہ ج ۳ / ص ۲۲۴)

فتاوئ ہندیہ کی عبارت ملاحظہ ہو

و غراسة الکرم علی ھذا اذا کان یغرس الکرم بنیة تحصیل الخمر یکرہ

"زمین میں انگور کی کاشت شراب بنانے کی نیت سے مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے" (ہندیہ ج ۵ / ص ۴۱۶)

حرام چیز کے حصول کے وسائل اور ذرائع بھی حرام ہیں (ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ)

آپؒ لکھتے ہیں:

ان کل ما یؤدی الی الحرام فھو حرام و کل ما یعین علی المعصیة فھو معصیة، فتکون زراعة الحشیش و غیرھا واستخراج المواد المخدرة والعنایة بھا حفظاً و تعلیباً و تھریباً و نقلا من مکان

الی آخر امرًا حرامًا فی شرع الله و دینه لاسباب التالیة.

١. ان زراعة ما یؤدی الی الحرام یعد رضًا صریحًامن الزارع بتعاطی الناس له و اتجارهم فیه والرضا بالمنکر أو المعصیة یعد منکرا و عصیانا.

٢. تبین مما ذکرنا أن کل ما فیه اعانة علی المعصیة یعد معصیة کما أن الزراعة لوسائل المخدرات معصیة.

(الفقه الاسلامی وادلته ج ٧ / ص ٧ ١ ٥٥)

''جو عمل حرام کا ذریعہ ہو وہ حرام ہے اور گناہ کے کام میں تعاون معصیت ہے، پس ثابت ہوا کہ چرس افیون کی کاشت اور اس سے منشیات کا حصول، حفاظت، کٹائی اور چنائی، سمگلنگ، تجارت اور نقل وحمل اللہ کی شریعت اور اسلام میں حرام ہیں۔ اس حکم کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

١۔ جس چیز کی زراعت حرام کا ذریعہ بنتی ہے، اس کی کاشت کرنا، اسے لوگوں کیلئے تیار کرنا اور اس کی تجارت کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کاشت کار اس حرام کاری پر خوش اور راضی ہے اور حدیث کی رو سے گناہ پر رضامندی اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کے دل میں ذرّہ برابر ایمان نہیں۔

٢۔ گناہ کے کام میں مدد کرنا معصیت ہے اور منشیات چونکہ حرام ہیں لہذا ان کی کاشت کیلئے کسی طور پر وسیلہ بننا حرام کاری ہے۔ علامہ آخر میں تحریر فرماتے ہیں

وبناء عليه يكون تاجر المخدرات و المهرب والناقل و كل من ساعد في تعاطيها اثماً إثماً عظيمًا و مرتكباً حراماً و منكراً شديداً.

"ان وجوہات کی وجہ سے منشیات کا تاجر، سمگلر، اس کا حمل ونقل کرنے والا اور اس سلسلے میں معاونت کرنے والا سخت گناہ، حرام کاری اور برائی کا مرتکب ہوگا۔"

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ / ص ۵۵۱۸)

نوٹ: واضح رہے کہ مکروہ کا حکم گناہ کے اعتبار سے امام محمدؒ کے نزدیک حرام کے برابر ہے اور دونوں یعنی حرام اور مکروہ تحریمی کی سزا جہنم ہے، البتہ امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اگرچہ دونوں کی سزا جہنم ہے تاہم ان کے درمیان فرض اور واجب جتنا فرق ہے۔

نسل انسانی کا اجماع

ائمہ اور فقہاء کرام نے مبطلین اور زائغین کو لاجواب کرنے کیلئے مختلف طریقوں سے مفصل دلائل پیش کئے ہیں ورنہ افیون اور دیگر منشیات کی کاشت، تیاری اور تجارت کی حرمت کیلئے تو حضور علیہ السلام کا صرف یہی ایک فرمان کافی ہے جسے علامہ ابن قیم الجوزیؒ جیسے سخت گیر امام نے بھی صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ کہ "کل مسکر خمر" یعنی ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور شراب کے

متعلق دس قسم کے معاونین پر اللہ تعالی نے لعنت بھیجی ہے اس لئے افیون اور دیگر منشیات کے ساتھ ہر قسم کے تعلق دار لوگ ملعون ہیں۔ نیز منشیات کے بارے میں متاخرین نے بالاتفاق امام محمدؒ کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔

میری معلومات کے مطابق کسی بھی عمل کی قباحت، ممنوعیت اور عدم جواز پر امت مسلمہ اور کافرہ کا ایسا اجماع نہیں ہوا جیسا کہ افیون اور بھنگ جیسی منشیات کی کاشت، تجارت اور استعمال پر ہے اور یہ بات اقوام متحدہ کے قوانین اور کوششوں سے واضح ہے یہاں تک کہ بعض ملکوں میں سزائے موت، عمر قید اور منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط کرنے تک کی سزائیں وضع کی گئیں ہیں، لہذا اس اجماع کے ہوتے ہوئے مذکورہ نشہ آور چیزوں کی کاشت، تجارت اور استعمال کی حرمت کیلئے از روئے اصول شرع مزید کوئی دلیل پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

كما قال في المعراج: طاعة الامام فيما ليس بمعصية واجب.

"جائز کاموں میں حکمران وقت کا حکم ماننا واجب ہے" (شامی ج ا ص ۶۱۵)

حرام مال کی اقسام اور ان کی کمائی

واضح رہے کہ حرام مال کمانا دو قسم کا ہوتا ہے

ا۔ ایسا مال جو بزور بازو اور ظلم کے حاصل کیا جائے جیسے چوری کرنا، ڈاکہ

ڈالنا، خیانت کرنا اور ناپ تول میں کمی کرنا۔

۲۔ ایسے ذرائع اور وسائل سے دولت کمانا جن سے شریعت نے دنیاوی مفادات کا حصول ممنوع اور ناجائز ٹھہرایا ہو جیسے سود، زنا، رشوت، جاسوسی، داڑھیاں مونڈنا اور بلاضرورت تصاویر بنوانا اس لئے کہ یہ امور شریعت محمدی میں حرام ہیں، لہذا ایسے کاروبار سے پیسے کمانا حرام ہے۔اسی طرح شراب، افیون، بھنگ اور چرس جیسی دیگر نشہ آور چیزوں سے مال کمانا بھی حرام ہے اسلئے کہ ان چیزوں کا استعمال اور ان سے حصول منفعت کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے۔

سوال: جب بھوک یا پیاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو یا علاج معالجہ کیلئے شرعی ضرورت ہو تو خنزیر کا گوشت کھانا، شراب پینا اور افیون کا استعمال جائز ہے، تو اگر ان کو فروخت کر کے مال کمایا جائے تو یہ بھی جائز ہونا چاہیے؟

جواب: ضرورت کے وقت مذکورہ چیزیں شرعاً حلال ہو جاتی ہیں لہذا ان سے نفع حاصل کرنا بھی حلال چیزوں سے نفع حاصل کرنے کی طرح ہے اور یہ جائز ہے مگر ان کے علاوہ دوسرے اوقات میں یہ چیزیں اور ان سے نفع حاصل کرنا بدستور حرام ہے اسلئے انکے ذریعے مال کمانا بھی حرام ہوگا۔

ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت کا شرعی حکم

مذکورہ ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر وہ

لوگ معلوم ہوں جن سے یہ رقم وصول کی ہے ان کولازماً یہ رقم واپس کرے اور اگر وہ لوگ معلوم نہیں ہیں تو یہ تمام دولت فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کرے لیکن ثواب کی نیت سے نہیں بلکہ اس نیت سے کہ یہ مال میرے لئے حرام ہے اور شریعت کا مجھے حکم ہے کہ یہ مذکورہ لوگوں کے حوالہ کروں، اپنے استعمال میں لانا کسی طرح جائز نہیں اور اگر یہ شخص مرا تو اس کے وارثوں کے لئے بھی شریعت کا یہی حکم ہے کہ یہ مال فقراءاور مساکین کو بغیر ثواب کی نیت کے دے، ثواب کی نیت سے دینے میں کفر کا خطرہ ہے۔ چنانچہ عبدالرحمان الجزیریؒ لکھتے ہیں:

لقدعلم ان بیع هذه المخدرات حرام فیکون الثمن الناتج من هذه التجارة حراما لقوله تعالیٰ "ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" ای لا یاخذ ولا یتبادل بعضکم مال بعض بالباطل وذالک من وجهین.

الاول : أخذه علی وجه الظلم والسلب والسرقة والنهب والخیانة والتدلیس وما جری مجری ذالک .

الثاني: أخذه من جهة محظورة كأخذه بلعب القمار أو بطریق غیر شرعی كالعقود المحرمة كما فی المعاملة بالربا و بیع ما حرم الله الانتفاع به كالخمر المتناولة للمخدرات المذكورة فان هذا كله حرام مثل السرقة سواء بسواء وان كان بطیبة نفس من

مالكه.ولما ورد من الاحاديث النبوية التى تنص على تحريم ثمن ما حرم الله الانتفاع به كقوله صلى الله عليه وسلم ''ان الله اذا حرم شئى حرم ثمنه ''رواه ابن ابى شيبة عن ابن عباسؓ وقد جاء فى كتاب زاد المعاد مانصه قال جمهور الفقهاء انه اذا بيع العنب لمن يعصره خمرًا حرم أكل ثمنه بخلاف ما اذا بيع لمن ياكله و كذالك السلاح اذا بيع لمن يقاتل به مسلما حرم أكل ثمنه . واذا بيع لمن يغزو به فى سبيل الله فثمنه من الطيبات...واذا كان الاعيان التى يحل الانتفاع بها اذا بيعت لمن يستعملها فى معصية الله على رأى جمهور الفقهاء وهو الحق يحرم ثمنها لدلالة ما ذكرنا من الادلة وغيرها عليه كان ثمن العين التى لا يحل الانتفاع بها كالمخدرات حرام من باب أولى.واذا كان ثمن هذه المخدرات حراما كان خبيثا وكان انفاقه فى القروبات كالصدقات و بناء المساجد و حج بيت الله الحرام غير مقبولة فقد روى مسلم عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ''ان الله طيب لا يقبل الا طيبًا ''وان الله تعالى أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال تعالى'' يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا''....وروى عن النبى عليه السلام انه قال'' انه اذا

خرج الحاج بالنفقة الخبيثة فوضع رجله في الغرز اى الركاب وقال لبيك ناداه ملك من السماء لا لبيك ولا سعديك وحجك مردود عليك.

''گذشتہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ افیون اور جملہ نشہ آور چیزوں کی خرید وفروخت حرام ہے پس اس سے حاصل شدہ آمدنی بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل اور حرام طریقے سے نہ کھاؤ اور یہ باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانا دو طرح ہے۔

۱۔ کسی کا مال ظلم، غارت گیری، چوری، خیانت اور دھوکہ دہی وغیرہ سے لے لینا۔

۲۔ ایسے ذرائع سے مال حاصل کرنا جس کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہو جیسے جوا، سود، شراب، زنا اور منشیات، اسلئے یہ مال بھی ایسا ہی حرام ہے جیسے چوری سے حاصل کردہ مال۔ اگرچہ ان ناجائز معاملات میں دونوں جانب کی رضامندی کیوں نہ ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس چیز سے اللہ نے نفع حاصل کرنا منع کیا ہے اس کو بیچ کر رقم لینا بھی حرام ہے اور فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسے شخص کو انگور فروخت کرنا جو اس سے شراب بناتا ہے یا ایسے شخص کو اسلحہ بیچنا جو اس کے ذریعے قتل ناحق کرتا ہے، ناجائز ہے اور وصول کردہ قیمت بھی ناجائز ہے اور جب ان نشہ آور چیزوں سے وصول شدہ آمدنی حرام ہوئی تو اس رقم کو ثواب اور عبادت کے

کاموں مثلاً صدقہ، عشر، زکوۃ، مسجد کی تعمیر، جہاد اور سفر حج پر خرچ کرنا سب کچھ ضائع اور مردود ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ذات ہے وہ پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے، نیز حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی حرام مال لے کر حج کو جاتا ہے تو لبیک کہتے وقت آسمان سے فرشتہ جواب دیتا ہے تیری حاضری قبول نہیں تجھے خوش آمدید نہیں اور نہ ہی تیرا حج قبول ہے''۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵ / ص ۳۶)

علامہ الجزیریؒ کی طویل بحث کا خلاصہ

چرس، افیون اور دیگر منشیات کی تجارت اور آمدنی ناجائز ہے اور انکی کاشت اور ان میں کسی قسم کا تعاون کرنا، ان کو رواج دینا، انکے لئے حیلے بنانا اور ان کی اسمگلنگ کرنا سب حرام ہیں۔ان کی خرید وفروخت سے جو نفع حاصل ہوگا وہ حرام اور خبیث ہے اور اس مال کو راہ خدا میں یا کسی عبادت میں خرچ کرنا اللہ تعالی کے دربار میں قبول نہیں ہے۔

علامہ صاحبؒ مزید لکھتے ہیں:

''بیشک میں نے یہ بحث اور اس بارے میں دلائل پیش کرتے ہوئے طوالت سے کام لیا اس لئے کہ مسئلہ کی حقیقت خوب واضح ہو جائے تا کہ جن جاہل مفتیوں نے ان منشیات کے جائز ہونے کے فتوے دئے ہیں ان کے شبہات زائل ہو جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ جن لوگوں نے موجودہ زمانہ میں ان نشہ آور

چیزوں کے استعمال، انکی کاشت اور خرید وفروخت کے فتوے جاری کئے ہیں یہ سب اباطیل المبطلین واُضائیل الضالّین المضلّین ہیں، انکے دلائل اور فتوے غلط ہیں، یہ خود بھی باطل پر ہیں اور مسلمانوں کو بھی باطل راہ پر چلاتے ہیں۔ نیز ان کے دلائل بھی گمراہی پر مبنی ہیں، خود بھی گمراہ ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔''

(کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ج ۵ / ص ۳۷)

ھذا ما تیسر لی واللہ الموفق للصواب. وما ارید الا الاصلاح

منشیات کی کاشت اور تجارت کے جواز کا فتویٰ دینے والوں کی مدلل تردید

محترم قارئین! عالمی حالات سے معمولی واقفیت رکھنے والے انسان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ گذشتہ دو دہائیوں سے منشیات بہت عام ہوئیں، ان کی نت نئی شکلیں متعارف ہوئیں اور ان کی ہلاکت خیزی اور قیمت بھی بہت بڑھی، چنانچہ ان حالات کو دیکھتے ہوئے قبائلی علاقہ جات میں افیون اور دیگر منشیات کی کاشت ہونے لگی جو قدرتی طور پر اسکی کاشت کیلئے موزوں اور کافی حد تک محفوظ علاقے ہیں۔ پھر سرحد کے بہت سے علاقوں میں پہلے سے افیون کی کاشت ہوتی رہی لیکن وزیرستان کی سرزمین اس مہلک پودے کے خبیث وجود سے پاک رہی، البتہ افغان مہاجرین کے بہت سے تحائف میں سے وزیرستان کو منشیات کا تحفہ بھی ملا، جنہوں نے مقامی لوگوں کو افیون کی کاشت کے متعلق سبز باغ دکھائے، پھر بھی

مقامی لوگوں نے حکومتی دباؤ کے بغیر اس عمل کو گناہ سمجھتے ہوئے اس سے اجتناب کیا کیونکہ وزیرستان میں مقامی لوگوں کے تعاون کے بغیر حکومتی قوانین کا عملی نفاذ ایک دشوار اور پیچیدہ عمل ہے، اسلئے شرعی نقطہ نظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے لوگ اس سے رکے رہے، لیکن بدقسمتی سے اسی اثناء میں بعض مقامی نوجوان علماء نے نہ صرف زبانی بلکہ تحریری فتوے جاری کئے کہ افیون کی کاشت اور تجارت نہ صرف جائز ہے بلکہ اگر نیت نیک ہو تو یہ عمل باعث اجر وثواب بھی ہے، نہ جانے ان فتووں کے اجراء کے پس پردہ کیا کیا عوامل کارفرما تھے؟

ان فتووں میں سے ایک مقامی مولوی صاحب نے تیرہ صفحات پر مشتمل ایک طویل فتویٰ جاری کیا، اس کی تحریر سے صاف طور پر عیاں ہے کہ موصوف کو نہ صرف اپنی محنت اور کاوش پر خوشی ہے بلکہ وہ اسے قابل صد افتخار بھی سمجھتا ہے۔ اس تحریر میں مفتی مذکور کے دلائل پر ایک حقیقت پسندانہ نظر ڈالنا مناسب ہوگا اور اس کی لغزشوں کی نشاندہی شاید خود اس کیلئے بھی مفید ثابت ہوسکے۔

نوٹ: واضح رہے کہ مذکورہ فتویٰ کی اردو عبارت اردو گرائمر کے لحاظ سے حد درجہ ناقص اور طبیعت کیلئے بوجھل بنتی ہے لیکن خیانت کے اتہام کی وجہ سے مذکورہ عبارت ہو بہو نقل کی گئی ہے۔

پہلی لغزش:

موصوف نے صفحہ ۲ پر (۲) کے تحت لکھا ہے: ''جو آلات جائز کاموں میں

بھی استعمال ہوتے ہیں اور ناجائز میں بھی جیسے جنگی اسلحہ یا افیون وغیرہ ''الخ

تبصرہ:

حقیقت یہ ہے کہ جنگی اسلحہ کی تیاری مامور بہ ہے اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسلحہ کی تیاری کا اہتمام کریں البتہ یہ عمل عارضی طور پر گناہ یعنی قتل ناحق کا سبب بھی بن جاتا ہے لیکن افیون، چرس اور دیگر منشیات میں اصل حکم حرمت کا ہے اس لئے کہ یہ نشہ آور ہیں اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ''کل مسکر حرام'' اور ''مااسکر کثیرہ فقلیله حرام'' مفتی مبیح نے صفحہ۴ پر یہی بات خود بھی لکھی ہے۔ البتہ اضطرار کی حالت میں تمام محرمات کا استعمال بقدر ضرورت جائز ہو جاتا ہیں اس لئے ان منشیات کی حرمت بھی زائل ہو جاتی ہے۔

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اسلحہ کی تیاری میں اصل حکم فرضیت کا ہے اور حرمت بوجہ عارض کے ہے اور افیون وغیرہ میں اصل حکم حرمت کا ہے، اباحت بوجہ عارض کے ہے تو کیا ان دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس کیا جا سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ علامہ طحطاویؒ الدرر میں لکھتے ہیں کہ افیون اور بھنگ کو مباح کہنے والا زندیق ہے۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ایسا شخص مرتد ہے اور اسے قتل کیا جائیگا۔ (تفصیل آئندہ آئے گی)۔

دوسری لغزش:

صفحہ۳ پر لکھتا ہے ''ان کی ایجاد، صنعت، تجارت اور خرید وفروخت جائز

کاموں کی نیت سے جائز اور جائز کاموں میں ان کا استعمال بھی جائز ہے بشرطیکہ اپنی نیت جائز کاموں ہی کی ہو اگر چہ خرید نے والا اس کو نا جائز میں استعمال کرے“

گذارش ہے کہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے، علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

قلت و قد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیش هل یجوز فکتب لا یجوز فیحمل ان مراده لعدم الجواز عدم الحل. (قوله عدم الحل) ای لقیام المعصیة بعینها، وذکر ابن شحنه انه یؤدب بائعها.

ابن نجیمؒ سے چرس کی خرید وفروخت کے جواز کے متعلق پوچھا گیا تو آپؒ نے لکھا کہ جائز نہیں ہے تو یہاں عدم جواز سے عدم حل مراد ہے کیونکہ چرس کی ذات کیساتھ معصیت متعلق ہے اور ابن شحنہؒ کا بیان ہے کہ چرس کے تاجر کو تادیباً سزا دی جائے گی۔

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۳)

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فمن جزم بحرمة الحشیش شارح الوهبانیة فی الحظر و نظمه

وافتوا بتحریم الحشیش وحرقه و تطلیق محتش لزجر وقرروا
لبائعه التادیب والفسق اثبتوا و زندقه للمستحل حرروا

’’اور جن لوگوں نے بھنگ کی حرمت کے بارے میں جزماً قول کیا ہے ان میں شارح وہبانیہ ہے جس نے باب حظر میں یہ حکم نظم کی صورت میں لکھا ہے۔ علماء نے چرس کی حرمت اور اسکے جلانے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ کہ چرس کے نشے میں دھت شخص کی طلاق زجراً واقع ہوگی اور اسکے فروخت کنندہ کو تادیباً سزا دی جائے گی اور اس کو فاسق کہا جائے گا اور چرس کو حلال کہنے والے پر زندیق کا اطلاق ہوگا۔‘‘

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۷)

اور طحطاوی میں ہے:

اختار ائمة ما وراء النهر بأسرهم حرمة الحشيش وافتوا بما افتى به المزنى و حكموا باحراقه و بتاديب بائعه و تشديد اكله فالآن فتوىٰ المذهبين (الاحناف والشوافع) على حرمته حتى قيل من قال بحله فهو زنديق مبتدع الخ.

(حاشية الطحطاوى على الدر المختار ج ۴ / ص ۲۲۶)

’’ماوراء النہر کے جید علماء کرام نے اتفاقاً چرس کی حرمت کا قول اختیار کیا ہے اور امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور اس کے جلانے کا حکم دیا ہے اور اسکے فروخت کنندہ کیلئے تادیباً سزا تجویز کی ہے اور یہ کہ اس کے استعمال کرنے والے پر سختی کی جائے گی اور اب احناف رحمۃ اللہ علیہ اور شوافع رحمۃ اللہ علیہ دونوں مذہبوں کا

فتویٰ اس کی حرمت پر ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے اس کی حلت کا قول کیا تو اس کو زندیق اور مبتدع کہا جائے گا"۔

جب حشیش اور دیگر منشیات کی خرید و فروخت کے بارے میں متاخرین کے نزدیک فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے تو انکی خرید و فروخت نا جائز ہوئی بلکہ بائع کو تعزیراً سزا دی جائے گی اور تعزیراً سزا عند الاحناف قتل بھی ہو سکتی ہے کما صرح بہ الحصکفی اور شاید اسی بناء پر سعودیہ میں منشیات کی فروخت کرنے والے کا سر قلم کیا جاتا ہے اور اسلئے ان نشہ آور چیزوں کی ایجاد اور تجارت قابل تعزیر گناہ ہے اور گناہ خواہ کوئی کتنی ہی نیک نیتی سے کرے وہ گناہ ہے، گناہ نیک نیتی سے جائز نہیں ہو سکتا۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

"معصیت خواہ کتنی ہی اچھی نیت سے کی جائے وہ محمود نہیں ہو سکتی وہ عند اللہ مذموم ہی رہے گی"۔

(فضل الباری شرح بخاری جلد اول / ص ۱۴۲)

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہؓ ایک جلیل القدر بدری صحابی ہیں، فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے جب مکہ پر حملے کی تیاری شروع کی تو ممانعت کر دی کہ مشرکین مکہ کو اطلاع نہ پہنچے۔ حضرت حاطبؓ نے انتہائی نیک نیتی سے خط لکھ کر مشرکین مکہ کو حملے کی اطلاع بھیجی، وحی کی اطلاع پر وہ خط راستے سے واپس کر لیا گیا اور باوجود اسکے کہ حضور ﷺ نے ان کی نیک نیتی کو قبول کیا لیکن سورۃ ممتحنہ

کا پہلا رکوع اسی فعل کی مذمت اور گناہ کے بارے میں نازل ہوا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہوا:

یـاَیھاالذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیھم بـالمودۃ............ومن یـفـعـلـہ منکم فقد ضل سواء السبیل.

''اے ایمان والوں! میرے اور اپنے دشمن کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم نہ کرو، تم ان کی دوستی میں پیش قدمی کرتے ہو۔۔۔ جس کسی نے تم میں سے آیندہ کیلئے ایسا کیا وہ راہ راست سے بھٹک گیا''

اس پر مزید مفتیٔ موصوف نے صفحہ ۳ اور صفحہ ۱۲ پر جو کچھ لکھا ہے اس میں واضح تضاد ہے صفحہ ۳ کی عبارت ہے ''اگرچہ خریدنے والا اس کو ناجائز میں استعمال کرے'' اور صفحہ ۱۲ پر احسن الفتاویٰ کی عبارت اپنے لئے بطور سند نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے ''البتہ جس شخص کے بارے میں ظن غالب ہو کہ تلہی کے طور پر استعمال کرے گا اس کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے''

ع عقل انگشت بدنداں کہ ایں چہ بوالعجبی است

تیسری لغزش:

صفحہ ۳ کے آخر میں ہدایہ سے خمر یعنی شراب کے علاوہ دیگر تین اقسام طلا، السکر اور نقیع الزبیب کی حرمت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''خمر'' یعنی انگور سے بنائی

گئی شراب کے علاوہ باقی تمام قسم کی شراب اور منشیات کی تجارت جائز ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت کیلئے شامی کی عبارت ”وصح بیع غیر الخمر مما مر“ اور ہدایہ کے الفاظ ”و یجوز بیعھا ای بیع نقیع الزبیب الخ“ نقل کرنے کے بعد موصوف بطور خلاصہ لکھتے ہیں

”ان تمام تر مرقومہ عبارت کا مطلب صاف بلاغبار یہ ہے کہ خالص شراب کے علاوہ باقی تمام تر نشہ آور چیزوں کی خرید وفروخت مذہب حنفی کی رو سے جائز ہے“

تبصرہ:

موصوف کی تدلیس قابل داد ہے، ہدایہ کی مذکورہ عبارت کے ساتھ ذکر ہے ”خلافا لھما“ یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ان نشہ آور چیزوں کی تجارت جائز نہیں ہے۔ نیز صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ امام محمدؒ کے نزدیک تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں اور ہدایہ کے محشی حاشیہ پر اور بین السطور لکھتا ہے کہ مذہب احناف کے متاخرین کا فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے، فتاوائے ہندیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

والفتویٰ فی زماننا بقول محمدؒ حتی یحدمن سکر من الاشربة المتخذة من الحبوب والعسل واللبن والتین لان الفساق یجتمعون علی ھذہ الاشربة فی زماننا و یقصدون السکر واللھو

بشربها كذا في التبيين

''اور فتویٰ ہمارے زمانے میں امام محمدؒ کے قول پر ہے یہاں تک کہ جس شخص پر غلہ جات، شہد، دودھ اور انجیر کی شراب سے نشہ کی کیفیت طاری ہو، اس کو بطور شرعی حد سزا دی جائے گی کیونکہ ہمارے دور میں بدکردار لوگ ان شرابوں پر جمع ہوتے ہیں اور نشے اور عیاشی کی غرض سے پیتے ہیں، یہی کچھ تبیین میں لکھا ہے۔

(طحطاوی ج ۴ ص ۲۲۶) (فتاوائے ہندیہ ج ۵ ص ۴۱۲) (حاشی الھدایہ ج ۴ ص ۴۹۲)

نیز ہدایہ میں ''خلافا لھما'' کے اوپر بین السطور بھی واضح الفاظ میں لکھا ہے

یعنی ان ابا یوسفؒ و محمدؒ لایجوّز ان بیع هذه الاشربة و لا یضمنان متلفها.

''امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ ایسی شرابوں کے پینے کو جائز نہیں ٹھہراتے اور نہ ہی انہیں ضائع کرنے والے کو ضامن قرار دیتے ہیں''۔ مگر نجانے موصوف کی نظروں سے یہ الفاظ کیسے اوجھل رہے؟

چوتھی لغزش:

اباحت کا قائل صفحہ (۵) پر مزید لکھتا ہے: ''باقی مسکرات مال ہیں مسلمان کی ملکیت میں آتی ہے بخلاف شراب کہ وہ مسلمانوں کے حق میں مال نہیں اس لئے جو شخص مسلمان کا کوئی نشہ آور چیز مثلاً نقیع الزبیب وغیرہ تلف کردے گا متلف کو ضامن ٹھہرائے گا پورا کا پورا قیمت لیا جائے گا''۔ اس دعویٰ کی دلیل کیلئے

ہدایہ کی عبارت نقل کی گئی ہے: ”و فی الھدایہ :ویضمن متلفھا خلافا لھما لانہ مال متقوم و ما شھدت دلالۃ قطعیۃ بسقوط مالیتھا بخلاف الخمر الخ.

”اور ہدایہ میں ہے کہ انگوری شراب کے علاوہ دیگر شراب تلف کرنے والا ضامن ہوگا البتہ صاحبینؒ اس میں اختلاف رائے رکھتے ہیں کیونکہ دیگر شراب مال متقوم ہیں اور ان کی مالیت کے سقوط پر قطعی دلیل موجود نہیں برخلاف خمر کے“

تبصرہ:

ہدایہ کی اصل عبارت کی ابتداء یوں ہے: و یجوز بیعھا (ای بیع نقیع الزبیب) و یضمن متلفھا الخ“.

کاش موصوف لفظ ” یــجــوز “ کی تحقیق کیلئے فتح القدیر کا مطالعہ کرتا، حقیقت یہ ہے کہ لفظ ”یجوز“ کا اطلاق کبھی بمعنی ”یصح“ و ”ینفذ“ ہوتا ہے اور یہ ”یبطل“ کے مقابل ہوتا ہے جس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ اس عقد کے جملہ دنیاوی احکامات اس پر مرتب ہوجاتے ہیں کیونکہ عقد باطل نہیں البتہ چونکہ یہ عقد و عمل حلال نہیں اسلئے عاقد گناہ گار ہوگا اور کبھی ”یــجــوز“ کا اطلاق ”یحل“ کے معنی میں ہوتا ہے جو ”یحرم“ کا مقابل ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دنیاوی احکامات مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ اُخروی زندگی میں اس پر مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

فرب شئی لا یکون فعله جائزا عند الشرع فان تجاسر علیه احد یعتبر لا محال ،الاتری ان الطلاق فی زمن الحیض محظور و مع ذالک لو طلقها فیه وقع و نفذ الخ

''بعض اوقات ازروئے شریعت کوئی کام جائز نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اگر کوئی جسارت کرکے اس کام کا اقدام کرے تو اس کو معتبر سمجھا جائے گا ،ذرا دیکھیں حالت حیض میں طلاق دینا ممنوع ہے لیکن اگر باوجود اس کے کسی نے ماہواری کے ایام میں طلاق دیدی تو واقع ہوجائے گی۔''

(فیض الباری ج ۴ / ص ۴۷۹)

اور علامہ چلپیؒ لکھتے ہیں:

(وقال المصنف و یجوز بیعها ویضمن متلفها الخ)اقول المراد بالجواز ما یترتب علیه الثمرات المطلوبة لا ما یقابل الحرمة.

''صاحب ہدایہ نے جو لکھا ہے کہ 'بھنگ کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس کو ضائع کردینے والا ضمان دیگا'' تو میں کہتا ہوں کہ جواز سے مراد یہ ہے کہ اس فعل پر مطلوبہ اثرات مرتب ہونگے ،یہاں جواز سے وہ مراد نہیں جو حرمت کے مقابلے میں ہے''۔ (چلپی بھامش فتح القدیر ج ۸ / ص ۱۶۰)

علامہ چلپیؒ مزید لکھتے ہیں:

(قال المصنف وما شهدت له دلالة قطعية)اقول فيه بحث لان الحرمة تثبت بالشبهة (قال المصنف غير ان عنده يجب قيمتها لامثلها)اقول لا ينبغي ان يجب المثل بدليل جواز البيع لانا نقول البيع يجوز مع الكراهة فلو اوجبنا المثل لكان مامورا باتيان فعل مكروه وهو تسليم الحرام وهذا لايجوز الخ.

'' صاحب ہدایہ نے جو لکھا ہے ''اور اس بارے میں قطعی دلائل نہیں'' میں کہتا ہوں کہ اس میں بحث ہے کیونکہ شبہ یعنی دلیل ظنی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ پھر مصنف ہدایہ نے جو کہا ہے ''البتہ امام صاحب کے نزدیک مذکورہ اشربہ ضائع کردینے کی صورت میں اس کی قیمت لازم ہے مثل لازم نہیں'' میں کہتا ہوں اس خرید وفروخت کے جواز کی دلیل کی بنیاد پر اس کا مثل لازم کرنے کا قول مناسب نہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بیع کی جواز کے ساتھ اس میں کراہت ہوتی ہے اسلئے اگر ہم نے ضائع کرنے والے پر اس کا مثل لازم کیا تو یہ ایک امر مکروہ کا حکم ہوگا اور یہ حرام کے تسلیم کرنے کو مستلزم ہے جو جائز نہیں۔''

(چلپی بہامش فتح القدیر ج ۸ / ص ۱۶۰)

علامہ الشیخ عبدالاوّل جونپوریؒ لکھتے ہیں:

''کبھی لفظ یجوز کا اطلاق بمعنی یصح اور کبھی بمعنی یحل ہوتا

ہے۔اسی وجہ سے فقہاء مکروہ نماز پر " جاز ذلک " اور " صح ذلک " بول جایا کرتے ہیں اور اس سے مراد انکی نفس صحت ہوتی ہے جو بطلان کا مقابل ہے الخ"

(مفید المفتی ص ۸۸)

علامہ ابن الھمامؒ لکھتے ہیں:

(قوله لانه مال متقوم وما شهدت دلالة قطعية بسقوط تقومها بخلاف الخمر)اقول فيه نظر اما اولا فلأنهم صرحوا بان معنى تقوم المال اباحة الانتفاع به شرعا و سيجىء التصريح عن قريب بان هذه الاشربة مما لا ينتفع بها بوجه من الوجوه فكيف يتصور التقوم فيها ،وأما ثانيا فلأن الدلالة القطعية انما تعتبر فى حق وجوب الاعتقاد دون وجوب العمل ....و ما نحن فيه من العمليات فينبغى ان يكتفى فيه بمجرد غلبة الظن كيف لا وقد اكتفى به فى الحكم بحرمة هذه الاشربة اذهى ايضا اجتهادية لا قطعية كما صرح به انفا.

" صاحب ہدایہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ مال متقوم ہے اور اس کی قیمت کے سقوط پر قطعی دلائل شاہد نہیں جیسا کہ خمر کے بارے میں ہیں۔میں کہتا ہوں یہ بات محل نظر ہے،اول اس لئے کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ مال کے تقوم کا مطلب یہ

ہے کہ از روئے شریعت یہ مباح الانتفاع ہو جیسا کہ عنقریب وضاحت آئے گی کہ یہ اشربہ ایسی ہیں کہ شرعاً ان سے کسی طرح بھی فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں پھر کیونکر یہ مال متقوم ہوئیں، دوسری یہ کہ دلالت قطعی تو وجوب عقیدہ کیلئے ضروری ہے نہ کہ وجوب عمل کیلئے۔۔۔۔اور ہمارا زیر بحث مسئلہ عمل کے زمرے میں سے ہے اس لئے اس کے وجوب کیلئے غلبہ ظن کافی ہے کیونکہ مذکورہ شرابوں کی حرمت کیلئے بھی غلبہ ظن پر اکتفاء کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ حرمت اجتہادی ہے قطعی نہیں۔“

(فتح القدیر ج ۸ / ص ۱۶۰)

وضاحت:

علامہ انور شاہ، علامہ چلپی، علامہ عبد الاول رحمہم اللہ کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ فقہاء نے بیع مسکرات اور منشیات کے بارے میں جہاں ”و یجوز بیع الخمر“ یا ”صح بیع غیر الخمر“ فرمایا ہے وہاں یجوز اور صح بمعنی نفذ ہے جو بطل کے مقابل ہے اور یجوز اور یصح بمعنی یحل نہیں جو یحرم کے مقابل ہیں اسلئے انگور کی شراب کے علاوہ باقی جملہ شراب، مسکرات اور منشیات کی بیع اگر چہ قضاءً نافذ ہے مگر شرعاً حرام عملی ہے، لہذا معصیت اور گناہ کبیرہ ہے۔ نیز صاحب ہدایہ کی مرقومہ عبارت کی علامہ ابن الہمامؒ نے جو کہ مجتہد فی المسائل ہیں فتح القدیر میں ایک ایک لفظ کی تضعیف کردی ہے۔

موصوف نے دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ : ”و یضمن متلفها“ اور یہاں

بھی بیچارہ ٹھوکر کھا گیا ہے۔ اس مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ مذکورہ نشہ آور چیزوں کی نہ خرید و فروخت جائز ہے اور نہ ہی تلف کرنے والے پر ضمان ہے اور اسی قول پر متاخرین احناف کا فتویٰ ہے۔ ہدایہ ہی کے حاشیہ پر منقول ہے:

(قوله خلافالهما فيهما اى فى البيع والضمان (كفايه بين السطور) والفتوىٰ على قولهما لا على قول ابى حنيفةؒ اشار اليه صاحب ملتقى الابحر وقالا لا يضمن ولا يصح بيعها وعليه الفتوىٰ.

''صاحبینؒ کا ان دونوں مسائل یعنی خرید و فروخت اور ضمان کے بارے میں امام صاحبؒ سے اختلاف ہے۔ یہ بات بحوالہٗ کفایہ کے بین السطور لکھی ہوئی ہے اور فتویٰ امام صاحبؒ کے قول پر نہیں بلکہ صاحبینؒ کے قول پر ہے۔''

(ملتقی الابحر ج ۲ / ص ۴۲۸)

اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ تلف کرنے والا ضامن نہیں ہوگا اور نہ ہی یہ سودا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ بات ملتقی الابحر، درر، زیلعی اور درمختار نے لکھی ہے۔

(ردالمحتار ج ۵ ص ۱۴۹۔ ہدایہ ج ۳ ص ۳۸۶ وج ۴/ ص ۴۹۲)

اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ مفتیٔ اباحت نے ہدایہ کے جن صفحات سے عبارات نقل کی ہیں انہیں صفحات میں بین السطور یا حاشیہ پر یہ تصریحات موجود

ہیں کہ مفتیٰ بہ قول صاحبین ؒ کا ہے امام صاحبؒ کا نہیں۔ معلوم نہیں وہ کونسی وجوہات ہیں جنکی بنیاد پر ان تصریحات سے آنکھیں بند کی گئیں ہیں؟

پانچویں لغزش:

مفتیٔ اباحت اپنے فتویٰ کے صفحہ ۵ پر مزید لکھتا ہے اور اس کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انگور سے بنائی گئی شراب نجس ہے اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں، باقی شراب پاک ہیں اور افیون وغیرہ بھی پاک ہیں۔ حوالہ کے طور پر ہدایہ کی عبارت نقل کی ہے:

قال فی الھدایہ لان الانتفاع بالنجس حرام ولانہ واجب الاجتناب والانتفاع بہ اقتراب.

''ہدایہ میں ہے کہ نجس چیز سے فائدہ اٹھانا حرام ہے اور اس سے بچنا لازم ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرنا اجتناب کی ضد یعنی قربت ہے۔''

تبصرہ:

صاحب فتح القدیر اس کلیہ پر نقض وارد کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اقول انتقاض ھذا التعلیل بالسرقین اظھر مما مر آنفا''

'' میں کہتا ہوں کہ اس علت کا نقض مویشی کی کھاد سے واضح ہے یعنی باوجود اس کے کہ یہ کھاد نجس ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانا جائز بلکہ معمول بہا ہے۔''

(فتح القدیر ج ۸ /ص ۱۵۸)

نیز کتا اگر ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت پاک ہے، اگر اس کے گوشت کے ساتھ کوئی نماز پڑھے تو جائز ہے۔ البتہ اس کا کھانا اور تجارت جائز نہیں ہے اسلئے کہ کتے کا گوشت شرعاً مباح الانتفاع نہیں ہے۔

موصوف کے ان دلائل کے جواب کی ضرورت نہیں تھی اسلئے کہ یہ تمام عبارات مذہب احناف ؒ کے غیر مفتٰی بہ قول پر مبنی اور متروک ہیں البتہ میں نے تبرعاً جواب دیا ہے۔

واضح رہے کہ کسی چیز کے شرعاً مال متقوم ہونے کیلئے علامہ ابن الھمام ؒ نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے۔

فلانهم صرحوا بان معنى تقوم المال اباحة الانتفاع به شرعًا وسيجئ التصريح (اى من المصنف) عن قريب بان هذه الاشربة مما لا ينتفع بها بوجه من الوجوه فكيف يتصور التقوم فيها الخ.

''علماء نے تصریح کی ہے کہ مال کے تقوم سے مراد شریعت کی رو سے اس سے فائدہ اٹھانے کا جواز ہے اور مصنف عنقریب واضح کریگا کہ ان مشروبات سے کسی صورت فائدہ اٹھانے کی گنجائش نہیں تو یہ مال متقوم کیسے متصور ہونگے؟''

(فتح القدیر ج ۸ / ص ۱۶۰)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

ولا ینتفع بھا بوجہ من الوجوہ لانہا محرمۃ

''اوران سے کسی صورت فائدہ نہیں اٹھایا جائے گا کیونکہ یہ محرم ہیں۔''

(ہدایہ ج ۴ / ۴۹۲)

یہ وہ عبارت ہے جس کے بارے میں فتح القدیر نے لکھا ہے ''و سیجیٔ عن قریب'' لہٰذا بقول صاحب فتح القدیر خمر کے علاوہ باقی اقسام ثلاثہ یعنی طلا، سکر اور نقیع الزبیب شرعاً مال متقوم نہیں۔

بنایہ شرح الہدایہ میں ہے

(قولہ خلافا لھما فیھما) ای خلافا لابی یوسفؒ و محمدؒ فی البیع والاتلاف و بقولھما قالت الثلاثۃ لانہ محرّم التناول فلا یجوز بیعہ (لا یحل) کالخمر و ھذا لان جواز البیع باعتبار صفۃ المالیۃ والتقوم،و ھما باعتبار کون العین منتفعا بہ شرعا ولا منفعۃ (ای المقصودۃ) بھذالمشروب سوی الشرب ، فاذا حرم شربہ شرعا کان بیعہ فاسداقیاسا علی الخمر .

''صاحبین کا دونوں مسئلوں میں اختلاف ہے یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے خرید وفروخت اور اتلاف کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے اور امام شافعیؒ وامام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بھی اس مسئلے میں صاحبینؒ سے

متفق ہیں کیونکہ اس کا پینا حرام ہے اسلئے شراب کی طرح اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں اور یہ حکم اس لئے ہے کہ خرید وفروخت کا جواز اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ کوئی چیز مال بھی ہو اور متقوم بھی ہو اور مالیت اور قیمت از روئے شریعت تب معتبر ہوتے ہیں جب اس چیز سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکے اور اس مشروب سے کوئی مقصودی فائدہ سوائے اس کے پینے کے اور کوئی نہیں اور جب اس کا پینا شرعی نقطہ نگاہ سے حرام ہوا تو خمر پر قیاس کرتے ہوئے اس کی بیع بھی فاسد ہوئی۔''

(بنایہ ج ۱۱ / ص ۴۲۵)

ہدایہ کی مذکورہ بالا عبارت (لا ینتفع بھا الخ) سے صاحب فتح القدیر وعنایہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مذکورہ تمام اقسام کی شراب مال متقوم نہیں جبکہ مفتیٔ اباحت اسی عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ''اس عبارت سے صاف آشکارا ہو جاتا ہے کہ خمر کے سوا تمام مسکرات کی مالیت ساقط نہیں بلکہ تا ہنوز مال ہیں اور مال جیسا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے گا یعنی خرید وفروخت اور اپنی حفاظت میں رکھنا سب جائز ہے۔''

ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

چھٹی لغزش:

موصوف کے فتویٰ کے صفحہ ۶ پر لکھی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ''حقیقی خمر یعنی انگور سے بنائی گئی شراب کے علاوہ باقی ہر قسم کی شراب اور نشہ آور چیزوں مثلاً چرس،

بھنگ اور افیون سے نفع اٹھانا اور تجارت کرنا بوجہ فی الجملہ مباح الاستعمال ہونے کے مباح ہے"

تبصرہ:

یہ سب کچھ احناف کے غیر مفتیٰ بہ قول پر مبنی ہے، مفتیٰ بہ قول کی بنیاد پر نشہ آور چیزوں کی خرید وفروخت، تملیک وتملک اور اس میں تعاون ناجائز اور معصیت ہے، شامی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

(وحرمها محمد)ای الاشربة المتخذة من العسل والتين ونحوهما قاله المصنف (مطلقا)قليلها و كثيرها(وبه يفتى)ذكره الزيلعي وغيره واختاره شارح الوهبانيةوذكر انه مروى عن الكل

"امام محمدؒ نے شہد اور انجیر وغیرہ سے بنی ہوئی شراب کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ اور اسی پر فتویٰ ہے، زیلعی وغیرہ نے یہ ذکر کیا ہے اور یہی قول وہبانیہ کے شارح نے راجح قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ تمام فقہاء نے یہی بات کہی ہے۔"

(درمختار ج ۵/ص ۳۲۳)

علامہ شامیؒ کی مزید عبارت ہے:

(قوله وبه يفتى)اى بقول محمدوهوقول الائمة الثلاثة لقوله عليه السلام كل مسكر خمر و كل مسكر حرام رواه مسلم

وقولہ علیہ السلام ماا سکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد و ابن ماجۃ والدارقطنی و صححہ (قولہ غیرہ) کصاحب الملتقی والمواھب والکفایۃ والنھایۃ والمعراج و شرح المجمع و شرح درر البحار والقھستانی والعینی حیث قالوا الفتویٰ فی زماننا بقول محمد لغلبۃ الفساد و علل بعضھم بقولہ لان الفساق یجتمعون علی ھذہ الاشربۃ و یقصدون اللھو والسکر بشربھا،أقول الظاھر أن مرادھم التحریم مطلقالسد الباب بالکلیۃ والافالحرمۃ عند قصد اللھو لیست محل الخلاف بل متفق علیھا کما مر الخ

''اوراسی پر فتویٰ ہے یعنی امام محمدؒ کا قول مفتیٰ بہ ہے اور یہی قول باقی تین اماموں کا بھی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز نشہ آور ہو اس کا تھوڑا استعمال بھی حرام ہے اور زیلعیؒ کے علاوہ الملتقی ،مواہب ، کفایہ ،نہایہ،معراج، شرح المجمع ،شرح درر البحار،قہستانی اور عینی کے مصنفین نے بھی یہی بات ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ ہمارے دور میں فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے کیونکہ فساد نے غلبہ حاصل کرلیا ہے اور بعض علماء نے اس قول کے ترجیح کی یہ علت بیان کی ہے کہ فاسق لوگ ان مشروبات پر جمع ہوتے ہیں اور پینے کا مقصد عیاشی اور حصول نشہ ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر بات ہے کہ حرمت سے ان علماء کی مراد حرمت مطلق ہے اور اس

عمل کی قطعی بندش ہے ورنہ لہو لعب کے ارادے سے پینے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ بات متفق علیہ ہے۔''

(ردالمحتار ج ۵/ص ۳۲۳)

اور یہی کچھ فتاوائے عزیزی ص ۱۲۰اور فتاوائے تنقیح حامدیہ ج ۲/ص ۳۶۶) اور مظاہر حق ج ۳ / ص ۲۴۶ پر ذکر ہے،اور علامہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ نے امام محمدؒ کے قول کو متاخرین کے نزدیک مدلل طور پر مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ / ص ۳۸۸)

نیز کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ج ۵ اور الفقہ الاسلامی و ادلتہ ج ۷ پر اس بارے میں مفصل اور مدلل تحقیق موجود ہے،خاص کر افیون کی کاشت،تجارت اور اس سے نفع حاصل کرنے کی بحث دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

نیز اگر موصوف کے اس قول کو قابل اعتبار سمجھا جائے کہ جو نشہ آور چیز فی الجملہ مباح الاستعمال ہو اسکی تجارت بھی جائز ہے،تو خمر سے سرکہ بنانا نہ صرف جائز ہے بلکہ احادیث میں اسکی ترغیب بھی موجود ہے اس لئے پھر سرکہ بنانے کی نیت سے شراب تیار کرنا اور اسکی تجارت کرنا باعث ثواب ہونا چاہیے جیسا کہ موصوف نے ابتدائی تمہید کے ص ۲ پر اسکی تصریح کی ہے۔

سرکہ بنانے کی فضیلت اور حکم:

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نعم الا دام الخل.(۲) وقولہ

عليه الصلوة والسلام خير خلكم خل خمركم .

" حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے بہترین سالن سرکہ ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا بہترین سرکہ وہ ہے جو خمر سے بنا ہوتا ہے۔"

(بحوالہ فتح القدیر ج ۸ / ص ۱۶۶)

و نقل عن الامام مجد الدين السرخسي الصحيح انه لا يباح الاتلاف الالغرض صحيح كما اذا كانت عند فاسق يشربها غالبا لو تركت عنده حتى لو كانت عند صالح لا يباح الاتلاف فانها مملوكة له و في بقائها فائدة و هي التخليل .

" امام مجد الدین سرخسیؒ سے یہ بات منقول ہے کہ شراب کو نیک مقصد کے علاوہ ضائع کرنا مباح نہیں جیسے اگر یہ کسی فاسق کے پاس ہو جو غالباً اس کو پیئے گا اگر اس کے پاس چھوڑا جائے، البتہ اگر کسی صالح کے پاس ہو تو اس کو ضائع کرنا مباح نہیں کیونکہ یہ مملوک ہے اور اس کے باقی رہنے میں فائدہ ہے یعنی اس سے سرکہ بنایا جا سکتا ہے۔"

(طحاوی ج ۴ / ص ۲۲۲)

خلاصہ:

موصوف کی لغزشوں کے تفصیلی جوابات بندہ کی اس کتاب کے تفصیلی مطالعے سے خود بخود واضح ہوتے جائیں گے البتہ یہاں صرف اشارات عرض کرتا

ہوں۔

علامہ شامیؒ کی تحریر ہے (أقول الظاهر ان مرادهم التحريم مطلقا وسد الباب بالكلية)

''میں کہتا ہوں کہ فقہاء کا مقصد اس کی مطلق حرمت اور اس عمل کو قطعی طور پر بند کرنا ہے''

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۳)

جب متاخرین نے خمر کے علاوہ جملہ مسکرات کا استعمال کسی نیک مقصد کیلئے بھی ممنوع قرار دیا تو اسکے بعد جواز کی کیا دلیل باقی رہتی ہے؟

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ جو متاخرین اکابرین دیوبند میں سے ہیں، لکھتے ہیں:

و يحد شاربه ويحرم بيعه نعم حرمة هذه الاشربة دون حرمة الخمر حتى لا يكفر مستحلها، و فى الفتاوى السيفيةشراب البنج حرام .....ومن استحله قتل و يحد شاربه كما يحد شارب الخمر.

''اس کے پینے والے کو حد لگائی جائے گی اور اس کی خرید وفروخت حرام ہے، البتہ ان اشربہ کی حرمت خمر کی حرمت سے ادنیٰ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان اشربہ کو حلال کہنے والا کافر نہیں ہوگا اور فتاوی سیفیہ میں ہے کہ بھنگ کا پینا حرام ہے اور جو اس کو حلال سمجھے اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کے پینے والے کو حد لگائی جائے گی

جس طرح کہ خمر کے پینے والے کو حد لگائی جاتی ہے۔''

(احکام القرآن ج ۱ / ص ۳۸۸)

اگر محرمات کے ذیلی اور ضمنی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے جواز کے فتوے دیئے جانے لگے تو وہ کون سی محرمات ہیں جن میں ضمنی فوائد نہیں علاوہ ازیں آیت قرآنی (**و یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما**) سے بھی کسی کو اس دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیے کہ خمر کی حرمت آیت قرآنی سے ثابت ہے اور دوسری منشیات کی حرمت صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس حرمت میں فرق ہے، نہیں ایسا نہیں بلکہ دونوں حرام ہیں، اگر فرق ہے تو صرف اعتقاد اور عمل کا ہے اور یہی مفہوم ہے فقہاء کے اس قول کا کہ خمر کی نسبت دیگر مسکرات کی حرمت کم ہے۔اس کی مثال فرض اور واجب جیسی ہے البتہ اگر کسی صاحب کے عقیدہ میں منکرین حدیث کے جراثیم پوشیدہ ہوں تو یہ اور بات ہے۔

ساتویں لغزش:

موصوف اپنے فتویٰ کے صفحہ ۶ پر لکھتا ہے: ''افیون، بھنگ، افیون کی تخم بلاشک کہ مسکرات میں سے ہیں لیکن ان کی حرمت شراب سے کم درجہ کی ہے''

تبصرہ:

میں کہتا ہوں کہ کوئی بھی عالم دین مذکورہ نشہ آور چیزوں اور شراب کو ایک

درجہ کا نہیں سمجھتا ہے اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ اشربہ محرمات اربعہ میں سے آخری تین یعنی طلا، سکر اور نقیع کی حرمت خمر سے کم ہے کیونکہ خمر کی حرمت قطعی الثبوت ہے، اور اسلئے اس کا منکر کافر ہے اور باقی ظنی الثبوت ہیں اسلئے ان کا منکر کافر نہیں لیکن کیا کفر اور عدم کفر معمولی فرق ہے؟ البتہ عملی میدان اور جزا وسزا میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ نیز چرس، افیون، بھنگ، ہیروئین اور کوکین وغیرہ کی حرمت قیاسی ہے اسلئے اس سلسلے میں کسی قسم کا تعاون حرام ہے لیکن چونکہ ان کا ثبوت قیاسی اور دلالت النص سے ثابت ہے (ولا تعاونو علی الاثم والعدوان) اس لئے ان کی حرمت کا منکر کافر نہ ہوگا، البتہ بعض فقہاء نے اسے زندیق قرار دیا ہے اور بعض اسے تعزیراً قتل کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں اور ابن تیمیہؒ تو کہتے ہیں کہ تمام مسکرات بشمول چرس، بھنگ اور افیون کی حرمت پر اجماع امت ہے اور اجماع قطعی دلیل ہے اسلئے ان مسکرات کی حرمت کا منکر ارتداداً قتل کیا جائے گا۔ اس کی مثال زنا اور لواطت جیسی ہے، زنا کی حرمت اور حد قطعی الثبوت ہے جبکہ لواطت کی حرمت قیاسی ہے اور اس کی سزا تعزیری ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵ / ص ۳۳ تا ۳۴)

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

آٹھویں لغزش:

موصوف نے اپنے فتویٰ کے صفحہ ۷ پر ہدایہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا

ہے:

وقال فی الهدایه ثم هو ای الخمر غیر معلول عندنا حتی لا یتعدی حکمه الی سائر المسکرات والشافعی یعدیه الیها و هذا بعید لانه خلاف السنة المشهورة قال علیه السلام حرمة الخمر لعینها والسکر من کل شراب وتعلیله لتعدیة الاسم ،والتعلیل فی الاحکام لا فی الاسماء .

" اس عبارت کا مطلب صاف یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز نشہ آور ہو اس کا حکم بعینہ شراب کا ہوگا جیسے شراب کا پینا، استعمال کرنا اور خرید وفروخت وغیرہ حرام ہیں اسی طرح باقی مسکرات میں جب سکر یعنی نشہ کی علت پایا جاویں تو اس کا حکم بھی شراب کا ہوگا کیونکہ شراب کی حرمت لعینہ ہے باقی مسکرات کا حرمت بسبب علت سکر کی ہے۔"

اس کے ساتھ ساتھ موصوف نے افیون وغیرہ کی پیداوار اور تجارت کو ناجائز قرار دینے والے مفتی کا فتویٰ من گھڑت، قیاس مع الفارق قرار دیا ہے اور ایسے مفتی کو فقہاء کی عبارات کی گہرائی کے فہم سے عاری جیسے القاب سے نوازا ہے۔

تبصرہ:

موصوف کو ہدایہ کی مرقومہ عبارت سے کئی غلط فہمیاں لاحق ہوئی ہیں۔

پہلی غلط فہمی: کسی حنفی مفتی نے خمر کی حرمت کو معلول بالعلۃ قرار نہیں دیا ہے

اسلئے کہ خمر نجس ہے، اور یہ رجس ہے اور کسی دوسرے مسکر کو کسی نے نجس نہیں قرار دیا ہے، نیز شرب خمر پر حد مقرر ہے اور کسی مفتی نے دوسرے مسکر پر حد کا فتویٰ قیاساً نہیں لگایا ہے۔ علاوہ ازیں کسی نے بھی کسی دوسرے مسکر کو حقیقۃً اور بعینہ خمر قرار نہیں دیا ہے، البتہ حضور علیہ السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہاء حضرات نے جملہ مسکرات کو نہ صرف حرام قرار دیا ہے بلکہ حکماً خمر ٹھہرایا ہے مثال کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

کل مسکر خمر و کل خمر حرام اور ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اوران من العنب خمرا و من العسل خمرا و من الزبیب خمرا و من الحنطۃ خمرا و من التمر خمر او من الشعیر خمرا۔

''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ جو چیز نشہ کرے وہ تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہے۔ خمر انگور کا ہوتا ہے اور شہد کا بھی کشمش سے بھی خمر بنتا ہے اور گندم سے بھی، کھجور سے بھی بنتا ہے اور جو سے بھی''

اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مفہوم سب سے بہتر جاننے والے تھے، کا فرمان ہے۔ ''شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل پر خمار لے آئے''

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷/ ص ۵۴۹۰ تا ۵۵۲۰)

اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

للخمر اطلاقان: عام وخاص، فالاول یقال لکل مسکر

والثانی لعصیر العنب خاصة اذاغلی واشتد الخ

''خمر کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے، ایک عام ہے اور دوسرا خاص۔ پہلے معنی کے لحاظ سے ہر نشہ آور چیز کو کہتے ہیں اور دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ صرف انگور کے شیرہ کیلئے استعمال ہوتا ہے جب اس میں جوش اور تیزی آئے۔''

(فیض الباری ج ۴ / ص ۲۴۶)

اور امام ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں:

ففیها المفاسد مالیس فی الخمر ،فهی بالتحریم اولی، وقد اجمع المسلمون علی ان السکر منها حرام و من استحل ذلک و زعم انه حلال فانه یستتاب فان تاب والاقتل مرتدا ، لا یصلی علیه ولا یدفن فی مقابر المسلمین الخ.

'' چرس اور افیون کے مفاسد خمر سے زیادہ ہیں اسلئے یہ بطریق اولیٰ حرام ہونے چاہیں اور تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب شراب نشہ آور بنے تو حرام ہے اور جس کسی نے اس کو حلال جانا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ مرتد سمجھ کر قتل کیا جائے گا، نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا''

(بحوالہ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵/ ص ۳۳)

اور علامہ ابن عابدینؒ نے اپنے فتاویٰ میں یہی حکم بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(ردالمحتار ج۵ ص۳۲۶)

شاید اب موصوف سمجھ گیا ہوگا کہ خمر کے سوا دوسرے مسکرات اگرچہ حقیقتاً خمر نہیں لیکن حکماً خمر ہیں اور یہ حکم خود منصوص ہے قیاس علی الخمر نہیں ہے۔

دوسری غلط فہمی:

موصوف نے ہدایہ اور حدیث سے یہ سمجھا کہ خمر کی حرمت لعینہٖ کا مفہوم یہ ہے کہ خمر کی ذات نجس اور حرام ہے یعنی نجس العین ہے حالانکہ ایسا نہیں، خمر کی ذات تو عنب کا عصیر یعنی شیرۂ انگور ہے جو پاک اور حلال ہے، نجاست اور حرمت اسکے وصف تخمیر یا مخامرہ میں ہے جو منصوص ہے اور یہی وجہ ہے کہ خمر کا ایک قطرہ بھی نجس اور حرام ہے اور جب اسکی حرمت بعلۃ سکر نہ ہوئی تو اب دوسرا مسکر اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، حقیقت تو یہ ہے کہ دوسرے مسکرات کی حرمت اور انہیں حکماً خمر قرار دیا جانا خود منصوص ہے، ہدایہ کی عبارت ہے۔

والتخليل اولى لما فيه من احراز مال يصير حلالاً في الثاني.

"اور خمر سے سرکہ بنانا بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں مال کو ضیاع سے بچانا ہے اسلئے کہ اس صورت میں یہ حلال بنتا ہے۔"

اور بنایہ شرح الہدایہ میں ہے۔

فان قلت هی نجس العين فيحرم التصرف فيها قياسا على الميتة والبول والدم،قلت ليس كذلك فذاتها ذات العصير وهو طاهر قبل التخمر والنجاسة باعتبار الشدة وما هی عينها بل وصفها وهو يقبل الزوال كالصبا فی الصبی ولهذا لو تخللت بنفسها يحل الخ

''اگر کوئی کہے کہ یہ تو نجس العین ہے اسلئے اس میں تصرف کر کے سرکہ بنانا حرام ہے یہ حلال نہیں بنتا جس طرح مردار حیوان، پیشاب اور خون میں تصرف کر کے حلال نہیں بنایا جا سکتا۔ جواب میں کہا جائے گا کہ بات ایسی نہیں کیونکہ خمر کا اصل شیرۂ انگور ہے اور وہ نشہ آور ہونے سے پہلے پاک ہے، اس میں نجاست اسکی تیزی کی وجہ سے آئی ہے جو اس کی ذات میں نہیں بلکہ اس کا وصف ہے جو زائل ہو سکتا ہے جس طرح بچے کا بچپن زائل ہو کر بلوغ ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خمر اگر کسی تصرف کے بغیر بذات خود سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو حلال ہے۔''

(حوالہ بنایہ ج ۱۱ / ص ۴۵۷)

تیسری غلط فہمی:

مفتی اباحت صفحہ ۷ پر لکھتا ہے۔ ''حاصل یہ ہے کہ باقی نشہ آور چیزیں میں حرمت امر عارضی اور امر خارجی ہے ان کے ذات میں کوئی قباحت نہیں البتہ

امرِ خارجی کی وجہ سے اس کا کھانا پینا حرام تو ہو سکتی ہے باقی احکام میں یہ امرِ خارج اثر انداز نہیں ہو سکتی مثلاً خرید و فروخت، استعمال مالیت تقوم وغیرہ"

تبصرہ:

بنایہ کی مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہو چکا ہے کہ خمر کی ذات شیرۂ انگور ہے جو پاک و حلال ہے اور خمر کی حرمت اور نجاست خارجی اور عارضی ہے جو صفت تخمیر ہے البتہ چرس اور افیون کی حرمت لذاتہ ہے، ان کی ذات سے یہ حرمت اور معصیت ہرگز جدا نہیں ہو سکتی، ہاں بوقت اضطرار اور مجبوری کے یہ معصیت معاف تو ہو جاتی ہے معدوم نہیں ہوتی جیسا کہ نجاست صاحب العذر کیلئے، خنزیر کا گوشت سخت بھوک کی حالت میں اور گلے میں پھنسے ہوئے لقمہ کو اتارنے کیلئے یا سخت پیاس کی صورت میں شراب پینا معصیت نہیں رہتا۔

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

ومفاده صحة بيع الحشيشة والافيون ، قلت وقد سئل ابن نجيم عن بيع الحشيش هل يجوز؟فكتب لا يجوز فيحمل على ان مراده بعدم الجواز عدم الحل (قوله عدم الحل)اى لقيام المعصية بعينها،وذكر ابن شحنة انه يؤدب اى يعزر بائعها.

"فائدہ اس کا یہ ہوا کہ بھنگ اور افیون کی خرید و فروخت جائز ہے، میں کہتا ہوں کہ ابن نجیمؒ سے بھنگ کی خرید و فروخت کے جواز کے متعلق پوچھا گیا تو

آپؒ نے جواب میں لکھا کہ جائز نہیں تو یہاں عدم جواز سے عدم حلت مراد لیا جائے گا اسلئے کہ گناہ اس کی ذات سے متعلق ہے اور ابن شحنہؒ نے لکھا ہے کہ اس کے تاجر کو تعزیر کے طور پر سزا دی جائے گی۔"

(حوالہ ردالمختار ج ۵ / ص ۳۲۳)

مفتی مبیح کی کچھ مزید تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ وہ اپنے قلمی فتویٰ کے صفحہ ۸ پر تنویر الابصار اور درمختار کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

و صح بيع غير الخمر و مفاده صحة بيع الحشيش والافيون قلت وقد سئل ابن نجيم عن بيع الحشيشة هل يجوز فكتب لايجوز فيحمل على ان مراده بعدم الجواز عدم الحل .

وضاحت:

سب سے پہلے شامی کی تحریر کی حقیقت سمجھئے اور اس سے مفتیٔ اباحت کی کج فہمی دیکھئے۔

تنویر الابصار کی عبارت "**مفاده صحة بيع الحشيشة والافيون**" اور ابن نجیمؒ کی عبارت "**فكتب لا يجوز**" میں بظاہر تعارض ہے۔ علامہ شامیؒ اس کو رفع کرنے کیلئے فرماتے ہیں کہ صحت بیع سے مراد عدم بطلان ہے اسلئے کہ اشربۂ ثلاثہ اور افیون وغیرہ خمر حقیقی نہیں ہیں جس کی بیع باطل ہو بلکہ یہ مسکرات اس سے کم درجہ کے ہیں البتہ باوجود صحت و عدم بطلان کے پھر بھی اشربۂ ثلاثہ

اور چرس وافیون کی بیع حرام ہے،لقول ابن نجیم ’’لا یجوز و مراده بعدم الجواز عدم الحل‘‘علامہ شامیؒ نے مزید لکھا ہے۔

(قوله عدم الحل)ای لقیام المعصیة بعینها و ذکر ابن شحنة انه یؤدب بائعها وسیأتی.

(شامی ج ۵ ص ۳۲۳)

علامہ شامیؒ وعدہ کے مطابق آگے مزید لکھتا ہے.

وا فتوا بتحریم الحشیش وحرقه و تطلیق محتش لزجر و قرروا لبائعه التادیب والفسق اثبتوا وزندقة للمستحل و حرروا

نیز علامہ شامیؒ نے ج ۵ ا ص ۳۲۶ پر امام ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے چرس اور افیون کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے اور اجماع چونکہ دلائل قطعیہ میں سے ہے اسلئے شامی لکھتا ہے کہ افیون وغیرہ کو جائز کہنے والا زندیق ہے اور اس کو ارتداداً اور زندقۃً قتل کیا جائے گا اور چونکہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی شاید اسلئے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں چرس اور افیون کی تجارت اور سمگلنگ کرنے والے کو قتل کیا جاتا ہے۔

یہ ہے علامہ شامیؒ کی عبارت کے مفہوم کی حقیقت ،مگر مفتیؔ اباحت کی فطانت کی داد دیجئے کہ ابن نجیمؒ کی عبارت کی مراد عدم الجواز سے عدم الحل کے متعلق لکھتا ہے’’ابن نجیمؒ کی عبارت کی شامی نے تاویل کی ہے کہ چرس کا کھانا پینا

نا جائز ہے اور اسکی خرید وفروخت منع نہیں''

ع چہ خوش گفت سعدی درزلیخا

موصوف کی فطانت قابل داد ہے کہ علامہ شامیؒ نے (قوله لايحل) کی جو تشریح کی ہے اور سیأتی کا وعدہ کیا ہے اس سے آنکھیں بند کر کے قلم روک دیا ہے، نیز موصوف لکھتا ہے: (الحشیشۃ: یعنی افیون کا تخم) اب یہ معلوم نہیں کہ حشیشۃ سے تخم کا معنی کس لغت سے اخذ کیا گیا ہے؟

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

نویں لغزش:

موصوف اپنے فتوی کے صفحہ ۹ پر شامی کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

و في الشامية تحت قوله و قال محمد الخ اقول الظاهر ان هذا خاص بالاشربة المائعة دون الجامد كالبنج والافيون فلايحرم قليلها.......وهو مفهوم من كلام أئمتنا لانهم عدوها من الادوية المباحة وان حرم السكر منها بالاتفاق الخ

موصوف شامی کی عبارت کا حاصل یوں بیان کرتا ہے:

حاصل کلام:

''فیون اور بھنگ ادویہ مباحہ کی قسم میں داخل ہے یعنی افیون بھنگ بطور دواء مباحہ استعمال کی جاتی ہے جس کا استعمال میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔''

تبصرہ:

واضح رہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی وفات آج سے تقریباً ۱۲۷۳ سال پہلے ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے اور یہ ۱۴۲۳ء کی بات ہے اور امام محمدؒ کی وفات ۱۸۹ھ یعنی آج سے بارہ سو چوبیس سال پہلے ہوئی ہے اور وہ تبع تابعین اور خیر القرون کا زمانہ تھا اس وقت ہمارے زمانے کی منشیات وغیرہ کا تصور تک نہ تھا۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

لکن رایت فی الزواجر لابن حجرؒ ما نصه و حکی القرافی وابن تیمیه الاجماع عل تحریم الحشیشة قال و من استحلها فقد کفر قال وانما لم یتکلم فیها الأئمة الاربعة لانها لم تکن فی زمنهم وانما ظهرت فی آخر المائة السادسة او أول المائة السابعة حین ظهرت دولة التتار.

"میں نے زواجر ابن حجر میں منصوص دیکھا ہے اور قرافیؒ اور ابن تیمیہؒ نے بھی حشیش کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ جس نے اسے حلال قرار دیا وہ کافر ہے البتہ چاروں اماموں نے اس کا کوئی حکم اس لئے بیان نہیں کیا کہ ان کے زمانہ میں یہ پودا نہ تھا بلکہ چھٹی صدی ہجری کے آخر یا ساتویں صدی کی ابتداء میں تاتاریوں کے دور حکومت میں یہ ظاہر ہوا۔"

اور درمختار کی عبارت ہے:

ونقل عن الجامع و غیرہ ان من قال بحل البنج والحشیشة فھو زندیق مبتدع بل قال نجم الدین الزاھدی انہ یکفر و یباح قتلہ الخ

''جامع وغیرہ سے منقول ہے کہ جس نے بھنگ اور چرس کو حلال قرار دیا وہ زندیق اور مبتدع ہے بلکہ نجم الدین زاہدیؒ نے تو کہا ہے کہ وہ کافر ہے اور اس کا قتل جائز ہے۔''

(ردالمحتار ج ۵ ص ۳۲۶)

تاہم علامہ رافعیؒ نے شامیؒ کا مذکورہ قول کہ امام محمدؒ کا قول اشربہ کے ساتھ خاص ہے، رد فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

(قولہ الظاھر ان ھذا خاص بالاشربة المائعة الخ)ھذا الاستظھار یحتاج لنقل صریح والافعبارة البزازیةعامة شاملة للجامدات.

(التحریر المختار ج ۲ / ص ۳۱۴)

''اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حرمت کا حکم خاص ہے پینے والی نشہ آور چیزوں کے ساتھ، لیکن علامہ رافعیؒ اس کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: شامی کا یہ استظہار نقل اور دلیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ بزازیہ کی عبارت عام ہے اور کھانے والی

نشہ آور جامد چیزوں کو بھی شامل ہے۔"

اور بزازیہ کی عبارت یوں ہے۔

الاعیان التی تتخذ منها الاشربة العنب رطبه و یابسه الخ.

نیز ہدایہ میں ہے

واذا صار الخمر خلًا یطهر ما یوازیها من الاناء فاما اعلاه وهوا لذی نقص منه الخمر قیل یطهر تبعا وقیل لا یطهر لانه خمر یابس الخ.

"جب شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو برتن کے جس حصہ سے سرکہ متصل ہے برتن کا وہ حصہ بھی پاک ہوا البتہ برتن کے بالائی حصہ پر جو شراب لگی ہے بعض نے کہا ہے کہ وہ پاک نہیں کیونکہ وہ خشک شراب ہے"

(ہدایہ ج ۴ / ص ۴۹۶)

ہدایہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ خشک شدہ شراب بھی شراب ہے

علامہ ابن عابدینؒ کا بیان ہے

واذا ثرد فیها خبزا و اکله ان وجد الطعم واللون حد وما لالون لها یحد ان وجد الطعم.

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۱۹)

"اگر شراب میں روٹی تر کی اور وہ روٹی کھائی تو اگر روٹی میں شراب کا

رنگ اور ذائقہ موجود تھا، پھر کھانے والے کو حد لگائی جائے گی اور جس میں شراب کا رنگ ظاہر نہ ہو لیکن اس میں شراب کا ذائقہ موجود ہو پھر بھی حد لگائی جائے گی۔''
اس سے ثابت ہوا کہ شراب کا کھانا اور پینا ایک جیسا حکم رکھتا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ لکھتے ہیں: وعن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ کل مخمر و کل مسکر حرام رواہ ابو داؤد، والخمر مایغطی العقل. والاحادیث فی ھذا لباب کثیرۃ مستفیضۃ جمع رسول اللہ ﷺ بما اوتیہ من جوامع الکلم کل ما غطی العقل و اسکر و لم یفرق بین نوع و نوع ولا عبرۃ لکونہ ما کولاً او مشروبًا علی ان الخمر قد یصطبغ بھا ای تجعل ادا ما وھذہ الحشیشۃ قد تذاب و تشرب ، فالخمر یشرب و یؤکل والحشیشۃ تؤکل وتشرب ،و کل ذلک حرام و حدوثھا بعد عصر النبی علیہ السلام والائمۃ لم یمنع من دخولھا فی عموم کلام رسول اللہ عن المسکر ،فقد حدثت اشربۃ مسکرۃ بعد النبی علیہ السلام و کلھا داخلۃ فی الکلم الجوامع من الکتاب والسنۃ:

''حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اس بارے میں احادیث بکثرت وارد ہیں اور حضور علیہ السلام جامع الکلم تھے آپکے ہر قول کی

حیثیت قاعدہ اور قانون کلی کی ہے۔حضور ﷺ کے قول کے مطابق ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور جو چیز عقل کو مفلوج کرے وہ حرام ہے، اس میں کھانے اور پینے کا کوئی فرق نہیں اور نہ یہ کہ کس چیز سے بنی ہوئی ہے، آیا قدیم زمانے سے مستعمل ہے یا جدید دور کا تحفہ ہے۔ اسلئے حضور علیہ السلام کے فرمان میں قیامت تک کی جملہ نشہ آور چیزیں داخل ہیں خواہ وہ پینے کی شکل میں مستعمل ہوں یا کھانے کی صورت میں، سگریٹ کی شکل میں ہوں یا انجکشن کے طور پر مستعمل ہوں یا آئندہ دور میں نت نئی شکلوں میں وجود پذیر ہوں (البتہ شرعی ضرورت کے وقت بقدر ضرورت تمام حرام چیزیں مباح ہو جاتی ہیں)''

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج ۵/ص ۳۳)

وضاحت:

علامہ رافعیؒ کی ''التحریر المختار'' تو ردالمحتار کے روح رواں ہے، مفتی اباحت پر اجماع کے خلاف ردالمحتار سے فتویٰ جاری کرنے کیلئے لازم تھا کہ کم از کم ردالمحتار کی عبارت کے متعلقہ امور اور تغیر الزمان نیز اپنے ماحول اور معاشرہ کو مدنظر رکھتا، کتنی بڑی جرأت ہے کہ موصوف نے بلا خوف وخطر ''افیون اور بھنگ'' کو اموال مباحہ قرار دیا، العیاذ باللہ۔ ایسا کہنے والوں کے بارے میں گذشتہ صفحات میں فقہاء کی تصریحات تو ہم پڑھ کر آئے ہیں لیکن ساتھ ساتھ ایسے لوگ مشاہدے کو بھی نظر انداز کر کے تباہی پھیلانے کے درپے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ ان چیزوں کے

کتنے بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں، شریف خاندانوں کے چشم وچراغ ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں جاڈوبتے ہیں، حسین نوجوان سسک سسک کر جان دے دیتے ہیں، انسانیت کی تذلیل ہورہی ہے اور اس زہر کے عادی افراد پورے معاشرے کیلئے باعث فساد اور پریشانی بن رہے ہیں۔ پھر موصوف نے علامہ شامیؒ کی جو یہ عبارت نقل کی ہے: (عدوها من الادوية المباحة) تو یہ اباحت مطلق نہیں بلکہ عند ضرورۃ العلاج ہے کما ظهر من لفظ الادوية۔ اور ضرورت کے وقت تو حرام قطعی جیسے خمر، خنزیر، پیشاب اور دم مسفوح بھی بقدر ضرورت مباح ہوجاتے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے

لو شرب قدر ما يرويه فسكر لا حد عليه لان السكر بمباح

''سخت پیاس کے وقت شراب کا پینا مباح ہے اور اس پر حد نہیں''

علامہ عبدالحیؒ لکھتے ہیں

سوال:

بعذر مرض افیون خوردن درست است یا نہ؟

جواب:

(۱) اگر علم شفاء نباشد خوردن آں جائز نیست (۲) واگر علم شفاء باشد و سوائے افیون از ادویہ مباحہ کدامی دواء شفاء نمی بخشد جائز است بلا کراہیت (۳) واگر دیگر دوا ہم شفاء می بخشد مکروہ است (تحریمی)۔

درنصاب الاحتساب می آرد: التداوی بالخمر او بحرام آخر ان لم یتقین فیه بالشفاء لا یجوز بلاخلاف لان الحرمة متیقن لا تترک بالشک وان تیقن بالشفاء فیه وله دواء سواه ایضًا لا یجوز ایضا لعدم تحقق الضرورة وان تیقن بالشفاء فیه ولا دواء له سواه قیل لایجوز لقول ابن مسعود رضی الله عنه ان الله تعالیٰ ما جعل شفاء کم فیما حرم علیکم، وقیل یجوز قیاسًا علی الخمر حالة العطش والجواب عن الاثر انه لم یبق محرمًا فلا یکون الشفاء فی الحرام انتہیٰ.

''نصاب الاحتساب میں ہے کہ شراب اور دیگر حرام چیزوں سے علاج کرتے وقت اگر اس حرام چیز کے استعمال سے شفاء کا حصول یقینی نہ ہو تو بالاتفاق ناجائز ہے اس لئے کہ یقینی حرمت کو مشکوک شفاء کی بنیاد پر ترک کرنا جائز نہیں اور اگر شراب اور دیگر حرام چیزوں کے استعمال سے شفاء یقینی ہو لیکن اس مرض کیلئے دوسری حلال ادویات بھی دستیاب ہوں تو بھی حرام چیز سے علاج کرنا جائز نہیں اس لئے کہ شرعی ضرورت نہیں اور اگر شفاء یقینی ہو اور اس حرام چیز کے علاوہ اس مرض کا کوئی اور علاج بھی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں بعض علماء نے کہا ہے کہ شراب اور دیگر حرام چیزوں سے علاج کرنا جائز ہے۔''

(مجموعۃ الفتاویٰ علامہ عبدالحیٔ ج ۳ / ص ۱۲۲)

دسویں لغزش:

موصوف آگے صفحہ ۱۰ پر لکھتا ہے : " جو شخص افیون اور بھنگ وغیرہ اشربہ محرمہ ماسوائے خالص شراب کو نقصان پہنچائے مثلاً کسی شخص کی پوست بھنگ کا فصل نذر آتش کرے گا اس کا تاوان اور ضمان اس پر لازم ہے۔"

اور بطور دلیل ہدایہ کا پورا صفحہ نقل کیا ہے۔اس کا جواب "چوتھی لغزش" کے آخر میں مذکور ہے کہ حشیش، افیون اور دیگر آلات لہو ولعب کے اتلاف میں امام یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے، نیز موصوف نے "ہدایہ ج ۴ ص ۳۸۶" سے جو عبارت نقل کی ہے اسی صفحہ کے حاشیہ پر ہے۔

" وقالا لایضمن ولا یصح بیعھا وعلیہ الفتویٰ ، ملتقی ودر و زیلعی و غیرھا"

(ہدایہ ج ۴ ص ۳۸۶)

گیارھویں لغزش :

موصوف مزید لکھتا ہے کہ آتش پرستوں کو آتش کدہ یا شرابیوں کو شراب خانہ بنانے کیلئے اجارہ پر مکان دینا جائز ہے۔ و من آجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او یباع فیہ الخمر بالسواد فلا باس بہ عند ابی حنیفۃؒ الخ".

تبصرہ:

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں بھی متاخرین کا فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے

کہ ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ علامہ شامیؒ تو لکھتے ہیں:

و عن عمرؓ انه احرق بيت الخمار ،و عن الصفا ر الزاهدى الامر بتخريب دار الفاسق ويكون أى التعزير بالنفى عن البلد و با لهجوم على بيت المفسدين و بالاخراج من الدار و بهد مها الخ

''حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے شراب کی فیکٹری جلا دی اور صفار زاہدیؒ سے منقول ہے کہ فاسق اور بدکردار آدمی کا گھر منہدم کرنے کا حکم دیا جائے گا اور اس کو ضلع بدر کیا جائے گا اور تخریب کار کے گھر پر ہلا بول کر ڈھایا جائے گا اور اس آدمی کو جلاوطن کیا جائے گا''

(ردالمحتار ج ۳، ص ۱۹۸)

علامہ ابن عابدینؒ کا مزید بیان ہے:

و جميع الكبائر والاعونة والسعاة يباح قتل الكل و يثاب قاتلهم انتهى،وافتى الناصحى بوجوب قتل كل موذ لانه (اى تعزير)من باب ازالة المنكر والشارع ولّى كل احد ذلك حيث قال ﷺ من رئ منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان)

''وہ لوگ جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں یا ظلم کرتے ہیں یا حکومتی کارندے جو جاسوس بن کر لوگوں کو حکومت کے ذریعہ ضرر پہنچاتے ہیں، ان

سب کا قتل نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث ثواب ہے اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے ہر مسلمان کو برائی کے قلع قمع کرنے کا حکم دیا ہے“

(ردالمحتار ج ۳، ص ۱۹۸)

معین الاحکام میں ہے

وفعل الخلفاء الراشدين و اكابر الصحابة لها بعد موته ﷺ مبطل لدعوى نسخها والمدعون للنسخ ليس معهم سنة ولا اجماع يصح دعواهم الخ.

”حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد خلفاء راشدینؓ اور صحابہؓ نے گمراہی پھیلانے والوں کو جانی اور مالی سزائیں تعزیراً دی ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سزائیں منسوخ نہیں ہیں۔“

(معین الاحکام ص ۲۳۱)

اور حاشیۃ الطحطاوی علی الدر کی عبارت ہے۔

اختار أئمة ماوراء النهر باسرهم حرمة الحشيش وحكموا باحراقه و بتاديب بائعه و تشديد اكله فالان فتوى المذهبين (اى الاحناف والشوافع) على حرمته حتى قيل من قال بحله فهو زنديق مبتدع الخ

”علماء ماوراءالنہر نے چرس کی حرمت کا متفقہ فتویٰ دیا ہے اور اس کے جلانے

اور اس کی تجارت کرنے والے کو تعزیراً سزا دینے کا حکم کیا ہے اور یہ کہ اس کو جائز قرار دینے والا زندیق اور مبتدع ہے۔''

(الطحاوی علی الدرج ۴ / ص ۲۲۶)

علاوہ ازیں مفتی محمد شفیعؒ نے آتش کدہ اور شراب خانہ کیلئے کرایہ پر مکان دینا ناجائز قرار دیا ہے۔ (جواہر الفقہ ج ۲ / ص ۴۵۱)

اور چرس کی حرمت اور جلانے کے متعلق علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

افتوا بتحریم الحشیش وحرقه الخ

''فقہاء نے چرس کی حرمت اور جلانے کا فتویٰ دیا ہے'' (ردالمحتار ج ۵ /ص ۳۲۷)

بارھویں لغزش:

مفتیٔ اباحت اپنے فتویٰ کے صفحہ ۱۱ پر الأشباہ والنظائر سے نقل کرتا ہے (فی الاشباہ و النظائر بیع العصیر ممن یتخذہ خمرا ان قصد به التجارۃ فلا تحرم و ان قصد لاجل التخمیر حرم.

اشباہ کی اس عبارت سے موصوف یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ایسی شئی جو گناہ اور غیر گناہ دونوں میں استعمال کی جاتی ہے اس کی خرید وفروخت جائز ہے الخ۔

تبصرہ:

کتنی خود فریبی ہے، عصیر نام ہے شیرۂ انگور کا یعنی انگور کے رس کا اور جس طرح انگور کی ذات پاک وحلال ہے اسی طرح انگور کا عصیر بھی پاک وحلال ہے اور

اس میں کوئی معصیت نہیں جب تک اس میں صفت تخمیر پیدا نہ ہو لیکن اس پر افیون، بھنگ، چرس اور دیگر منشیات قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لئے کہ ان منشیات کی ذات کے ساتھ معصیت لازم ہے جو ہرگز جدا نہیں ہوتی جیسا کہ بحوالۂ شامی ج۵ ص۳۲۳ پر یہ بحث گذری ہے۔ نیز شارح اشباہ علامہ حمویؒ لکھتے ہیں:

قولہ ان بیع العصیر ممن یتخذہ خمراً الخ. فسّر فی مشکلات القدوری من یتخذہ خمرا بالمجوسی لا المسلم، اما بیعہ من المسلم فیکرہ یعنی لان المجوس یستحلون ذلک ویجوز لنا ان ندعھم یتخذون ویشربونھا اما فی حق المسلم ففیہ اعانة علی الفسق والمعصیة فیکرہ.

''شارح اشباہ علامہ حمویؒ اشباہ والنظائر کی منقولہ بالا عبارۃ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ مشکلات قدوری نے اس کی وضاحت کی ہے کہ شیرۂ انگور شراب بنانے والے کو فروخت کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ خریدار ذمی کافر ہو، اس لئے کہ کافر کو اپنے لئے شراب بنانا جائز ہے لیکن اگر شیرۂ انگور شراب بنانے کیلئے مسلمان کو فروخت کرتا ہے تو یہ بیع ناجائز ہے۔''

(الاشباہ والنظائر ج۱ / ص۹۷)

اور غمز العیون میں ہے:

ولم یجوزوا بیع الامرد ممن یلوط بہ فما الفرق؟ قلت

الفرق ان المعصیة فی الامرد تقوم بعینه بخلاف العصیر فانه حلال.

''اور غمز العیون شرح الاشباہ میں ہے ''لواطت کرنے والے کو امرد غلام کی فروخت ناجائز ہے اگرچہ خریدار ذمی کافر ہو۔فرق یہ ہے کہ گناہ امرد لڑکے کی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور شیرۂ انگور کی ذات کے ساتھ گناہ قائم نہیں بلکہ تخمیر اور تبدیلی کے بعد وصف خمر کے ساتھ گناہ قائم ہوتا ہے''

(الاشباہ والنظائر ج ۱ ص ۹۷)

اقول مسئلة الامرد نظیر بیع الافیون والبنج والحشیش لان المعصیة قائم بعینها کما صرح به الشامی (ج ۵ ص ۳۲۳)واما الاباحة عند الضرورة فلا اعتبار به لانها حاصل فی الخمر و لحم الخنزیر قطعا.

''بندہ کہتا ہے کہ امرد غلام کی فروخت بعینہ افیون، چرس اور بھنگ کی نظیر ہے اس لئے کہ ان کی ذات کے ساتھ گناہ لازم ہے جیسے کہ شامی نے جلد ۵ ص ۳۲۳ پر اس کی تصریح کی ہے''۔

خدا جانے مفتیٔ اباحت کو شارح اشباہ کی عبارت کیوں نظر نہیں آئی، کیا امرد غلام مال مملوک اور مال محرز نہیں؟ کیا لوطی کی لواطت فاعل مختار کا فعل نہیں؟ پھر اسکے ہاتھ امرد بیچنا کیوں ناجائز ہے جبکہ لواطت کی حرمت کی دلیل بھی خمر کی حرمت

کی دلیل کی طرح قطعی نہیں اور نہ ہی اس کیلئے سزا منصوص ہے۔ موصوف نے شاید اس بارے میں سوچا بھی نہیں کہ اکیسویں صدی میں افیون کی قیمت آسمان سے کیوں باتیں کرنے لگی ہے؟ کیونکہ ادویات کا سلسلہ تو ماضی بعید سے جاری ہے، یقینی بات ہے کہ جب سے افیون سے ہیروئین وغیرہ جیسے مہلک نشہ کی تولید شروع ہوئی، تب سے افیون کی قیمت بڑھی ہے اور افیون کی تجارت کے جواز کے فتوے کے نتیجہ میں اس سال جنوبی وزیرستان میں افیون کا تخم منوں نہیں بلکہ ٹنوں کے حساب سے پہنچا اور شاید عنقریب نئی نسل کی تباہی و بربادی اور ہیروئین ساز فیکٹریاں مفتیان اباحت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

قال علیہ السلام: اجرؤکم علی النار اجرؤکم علی الفتویٰ

وقال علیہ السلام: من افتی الناس بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السماوات والارض.

”حضور علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے جہنم پر زیادہ دلیر وہ ہے جو فتویٰ دینے میں زیادہ دلیر ہو، نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے لوگوں کو بغیر علمی تحقیق کے فتویٰ دیا اس پر آسمانوں اور زمین کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔“

(فتاوی التاتارخانیۃ ج ۱۱ ص ۸۴)

تیرھویں لغزش:

مفتی اباحت اپنے قلمی فتویٰ میں ابتداء سے لیکر آخر تک بار بار یہی ایک بات دہراتا ہے کہ چرس، افیون اور بھنگ کی کاشت نہ صرف جائز ہے بلکہ اچھی نیت سے کاشت کرنا باعث اجر وثواب بھی ہے۔

تبصرہ:

علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ لکھتے ہیں:

اتفق الأئمة علی تحریم زراعة الحشیش والخشخاش لا ستخراج المادة المخدرة منهما لتعاطیها اؤ الإ تجار فیها وحرمة زراعتهما من وجوه.

”تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حشیش اور خشخاش کی کاشت چرس اور افیون حاصل کرنے اور فروخت کرنے کیلئے گناہ ہے اور یہ کاشت حرام ہے“

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵/ ص ۳۵)

اوّلا: ماروی عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله ﷺ قال ان من حبس العنب ایام القطاف حتی یبیعه ممن یتخذه خمرا فقد تقحم النار فهذا دلیل علی حرمة زراعتهما بطریق دلالة النص.

”حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اپنے باغ کا انگور بوقت موسم

اپنے پاس روک رکھا تا کہ شراب بنانے والے کو فروخت کر دے ،تو بیشک یہ آدمی جہنم کا مستحق ہوا،پس اس سے بطور دلالۃ النص افیون وغیرہ کی کاشت کی حرمت بھی ثابت ہوئی''

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵ /ص ۳۵)

میں کہتا ہوں کہ جب انگور جو بذات خود حلال اور طیب مملوک مال ہے اور پھر انگور کا شیرہ یعنی عصیر بھی پاک وحلال شربت ہے اور ان دونوں کی ذات میں کوئی معصیت نہیں ہے۔تیسرے مرحلے پر جب اس میں تخمیر اور شدت پیدا کی جاتی ہے جو مشتری کے فعل کے نتیجہ میں ہے تو حضور علیہ السلام مالک انگور کو پھل صرف اس نیت سے اپنے پاس روک کر رکھنے سے منع فرماتا ہے کہ اس کو شراب بنانے والے کے ہاتھ فروخت کر دے اور ایسا کرنے والے کو نار جہنم کا مستحق قرار دیا ہے،تو منشیات کی کاشت جس سے براہ راست منشیات حاصل ہوتی ہیں اور جن کی ذات کے ساتھ معصیت اور حرمت وابستہ ہے،بطریق اولی گناہ کبیرہ اور باعث دخول جہنم ہوگا۔

ثانیًا: ان زراعة هذه المخدرات اعانة على المعصية وهى تعاطى المخدرات والا تجار فيها والاعانة على المعصية معصية لقول الله تعالىٰ:''ولا تعاونوا على الاثم والعدوان.

''افیون وغیرہ کی کاشت گناہ کے کام میں مدد ہے اور گناہ کے کام میں مدد

کرنا بذات خود گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"

(ایضاً)

ثالثًا: ان زراعتها لهذا الغرض رضا من الزارع بتعاطى الناس لها واتجارهم فيها والرضا بالمعصية معصية وذلك لان انكار المنكر بالقلب الذى هو عبارة عن كراهية القلب و بغضه المنكر فرض على كل مسلم فى كل حال بل ورد فى صحيح مسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن من لم ينكر المنكر بقلبه بالمعنى الذى بينا ليس عنده من الايمان حبة خردل.

"مذکورہ اشیاء کی کاشت اس بات کی علامت ہے کہ کاشت کار لوگوں کیلئے اس کی فراہمی اور تجارت پر راضی ہے اور گناہ پر راضی ہونا گناہ ہے اور یہ اس لئے کہ دل میں برائی سے نفرت اور برائی کو مبغوض سمجھنا ہر مسلمان پر ہر حالت میں فرض ہے بلکہ صحیح مسلم میں حضور ﷺ سے منقول ہے کہ جس نے برائی کو دل سے برا نہیں جانا اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں۔"

(ایضاً)

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

"ان بيع الكرم ممن يتخذ الخمر من عينه جائز لا باس به و

کذالک بیع الارض ممن یغرس فیھا کرما لیتخذ من عینہ الخمر وھذا عند ابی حنیفہؒ وھو القیاس و کرہ ابو یوسف و محمد رحمھما اللہ استحسانا الخ''

(مبسوط سرخسی ج ۲۴ / ص ۲۶)

''انگور کی فروخت ایسے شخص کو جو اس سے شراب بناتا ہے، جائز ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں اور اس طرح ایسے شخص کو زمین بیچنا جو اس میں انگور کے پودے لگا کر اس کے پھل سے شراب بنانا چاہے، کوئی کراہت نہیں ۔ یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور یہ قیاس پر مبنی ہے اور صاحبینؒ استحساناً اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں''۔

واضح رہے کہ قیاس کی نسبت استحسان قوی اور راجح ہوتا ہے جیسا کہ علامہ سرخسیؒ نے مبسوط ج ۱۰ / ص ۱۴۵ اور اصول السرخسیؒ ج ۲ / ص ۲۰۱ پر اس کی تصریح کی ہے اس لئے اس مسئلہ میں بھی قول صاحبینؒ ہی کا راجح اور مفتیٰ بہ ہے۔

نیز یہ بھی ذہن میں رہے کہ جس مسئلہ میں مکروہ کا مطلق ذکر کیا جاتا ہے اس سے امام محمدؒ کے نزدیک حرام اور شیخینؒ کے نزدیک اقرب الی الحرام یعنی مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے اور مکروہ اور حرام کی باہمی نسبت شیخینؒ کے نزدیک ایسی ہے جیسی کہ واجب اور فرض کے درمیان ہے۔ تنویر میں ہے۔

کل مکروہ حرام عند امام محمد وعندھما الی الحرام

اقرب نسبته الی الحرام کنسبة الواجب الی الفرض.

"امام محمدؒ کے نزدیک ہر مکروہ حرام ہے اور شیخینؒ کے نزدیک حرام کے قریب ہے اور مکروہ کی نسبت حرام کے ساتھ ایسی ہے جیسے واجب کی نسبت فرض کے ساتھ۔"

(درمختار ج ۵ /ص ۲۲۴)

فتاوائے قاضی خان میں ہے:

واغراس الکرم علی ھذا اذا کان یغرس بنية تحصیل الخمر یکرہ الخ

"انگور کے پودے اس نیت سے لگانا کہ پھل سے شراب بنائے، مکروہ ہے"

(خانیہ علی ھامش ہندیہ ج ۳ /ص ۲۲۴)

عالمگیری کی عبارت ہے:

وغراسة الکرم علی ھذا اذا کان یغرس الکرم بنية تحصیل الخمر یکرہ الخ

"شراب کی نیت سے انگور کے پودے لگانا مکروہ ہے" (عالمگیری ج ۵ /ص ۳۱۶)

علامہ وہبہ زحیلیؒ لکھتے ہیں:

ان کل ما یؤدی الی الحرام فھو حرام وکل ما یعین علی المعصية فھو معصية فتکون زراعة الحشیش و غیرھا واستخراج

المواد المخدرة والعناية بها حفظًا و تعليبًاو تهريبًاو نقلاً من مكان الى مكان امراً حراماً في شرع الله ودينه للاسباب التالية:

۱ .ان زراعة ما يؤدى الى الحرام يعد رضا صريحا من الزارع بتعاطى الناس له و اتجارهم فيه والرضا بالمنكر أو المعصية يعد منكر او عصيانا .

۲ .روى ابو داؤد في سننه عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال ان من حبس العنب ايام القطاف حتى يبيعه ممن يتخذه خمرا فقد تقحم النار وهذا دليل صريح على حرمة زراعة الحشيش والقات و كل ما يؤدى لاستخراج عصارة الافيون والهرويين والكوكايين الخ.

(الفقه الاسلامی وادلته ج ۷ / ص ۵۵۱۷ ، ۵۵۱۸)

’’جو عمل حرام کا سبب بنے وہ حرام ہوتا ہے اور جو کام گناہ میں مددگار ہو، وہ گناہ ہوتا ہے اسلئے افیون کی کاشت وغیرہ اور اس سے دیگر منشیات تیار کرنا اور اس کی کٹائی چنائی کرنا، ان کو سمگل کرنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مندرجہ ذیل اسباب کی وجہ سے حرام ہے۔

۱۔ ایسی چیز کی کاشت جو حرام کا سبب بنے، کاشتکار کی طرف سے لوگوں کیلئے اسکی فراہمی اور اس کی تجارت گناہ پر رضامندی سمجھی جائے گی اور منکر اور گناہ کی بات پر

رضامندی از روئے شریعت ناجائز اور گناہ ہے۔

۲۔ ابوداوٗدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے انگور کا پھل موسم کے دوران روکے رکھا تاکہ کسی ایسے شخص کو فروخت کرے جو شراب بناتا ہے تو یہ شخص جہنم میں داخل ہوا اور یہ واضح دلیل ہے کہ افیون کی کاشت حرام ہے اور نیز ہر وہ عمل ناجائز ہے جس کے ذریعے افیون کا جوہر مثلاً ہیروئین اور کوکین تیار کیا جاتا ہے۔

مجلة الاحکام الشرعیہ کی عبارت ملاحظہ ہو

(المادة ۳۵. ماحرم فعله حرم طلبه) فكل شئی لا يجوز فعله لا يجوز طلب ايجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بان يكون واسطة او الة لايجاده.

”جس کام کا کرنا حرام ہوتا ہے اس کی طلب بھی حرام ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو کام بذات خود جائز نہ ہو کسی دوسرے سے اس کام کی طلب کرنا بھی جائز نہیں خواہ یہ مطالبہ زبانی ہو یا عملی طور پر ہو یعنی انسانی عمل اس حرام کام کو وجود میں لانے کیلئے واسطہ اور آلہ بنے۔“

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

(للوسائل حكم المقاصد فی الحرمة). اقول وانت تعلم ان المقصد من زراعة الخشخاش حصول الافيون أو الهيرويين

والمعصية فی ذات الافيون قائم كما صرح به الشامی فكذا الحرمة لا تنفک عنها الا فی حالة الضرورة کالمحرمات الاخری.

''حرام ہونے میں وسائل کا حکم مقاصد جیسا ہوتا ہے'' میں کہتا ہوں کہ تجھے معلوم ہے کہ افیون کا تخم کاشت کرنے کا مقصد افیون یا پھر ہیروئین کا حصول ہوتا ہے اور گناہ افیون کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے جیسا کہ شامی نے اس کی تصریح کی ہے اسلئے افیون کی ذات سے حرمت جدا نہیں ہو سکتی البتہ ضرورت کے وقت دیگر محرمات کی طرح اس کی حرمت بھی ختم ہو سکتی ہے۔''

(فتاویٰ عزیزی کامل ص ۱۲۰)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان اللہ اذا حرم شيئًا حرم ثمنه) رواه ابن ابی شيبة عن ابن عباس رضی اللہ عنه.

''ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کر دیتا ہے تو اس کی قیمت کو بھی حرام ٹھہراتا ہے''

اور خالد آتاسیؒ لکھتے ہیں:

ما حرم اخذه حرم اعطاءه وكما حرم الاخذ والاعطاء

فعلا،حرم الامر بالاخذ اذالحرام لایجوز فعله ولا الامر بفعله.

''جس چیز کا لینا حرام ہوتا ہے اس کا دینا بھی نا جائز ہے اور جس طرح ایسی چیز کا عملی طور پر لین دین حرام ہے اسی طرح حرام چیز کے لین دین کا حکم کرنا بھی حرام ہے''

(شرح مجلّہ آتا سی ج ۱ ص ۷۷ مادہ ۳۰)

مزید لکھتے ہیں:

درء المفاسد اولی من جلب المنافع.

''حصول منفعت کی بجائے فساد آور چیزوں کا قلع قمع کرنا بدر جہا بہتر ہے''

اور فرمان نبوی ﷺ ہے

ترک ذرة مما نهی الله عنه خیر من عبادة الثقلین)الخ

''اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں میں سے معمولی چیز چھوڑنا جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے''

(شرح المجلہ آتا سی ج ۱ ص ۷۰)

چودھویں لغزش:

موصوف نے اپنے سابقہ دلائل اور کتابوں کے حوالوں میں جو بے سروپا باتیں لکھی ہیں یا فقہاء کی عبارات سے جو غلط مفہوم اخذ کیے ہیں یا مفتیٰ بہ اقوال سے

آنکھیں بند کر کے غیر مفتیٰ بہ اقوال پر فتوے جاری کئے ہیں، ان کی مستند تردید یا توضیح قارئین کے سامنے گذر چکی۔

آخر میں مفتی موصوف نے پاک و ہند کے دو ممتاز مفتی حضرات کے فتوے نقل کئے ہیں۔ یہ دو حضرات مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ ہیں، اسکے علاوہ حضرت تھانویؒ کی بعض تحریرات سے بھی بظاہر مفتیٔ اباحت کی تائید ہوتی ہے اگرچہ موصوف کے ہاتھ حضرت تھانویؒ کی تحریر نہیں لگی ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے فتوے کا خلاصہ یہ ہے کہ "افیون، چرس، بھنگ اور کوکین کی تجارت جائز ہے اگرچہ ان کا استعمال بطور نشہ حرام ہے البتہ یہ چیزیں چونکہ پاک ہیں جن کیساتھ نماز پڑھنا جائز ہے اسلئے ان کی تجارت بھی جائز ہے۔"

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کے فتوے کا لب لباب یہ ہے کہ....

"زمانہ سابق میں افیون بطور نشہ اور تلہی استعمال ہوتا تھا اسلئے بعض فقہاء نے اس کی بیع مکروہ تحریمی فرمایا ہے مگر آج کل بطور علاج مستعمل ہے اسلئے اس کی بیع بلا کراہت جائز ہے البتہ جس شخص کے متعلق ظن غالب ہو کہ بطور تلہی استعمال کریگا اس کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے"

مفتی سیف اللہ صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ کا بھی ایک فتویٰ نظر سے گذرا جسمیں افیون کی کاشت کو جائز قرار دیا گیا ہے اور طلباء کے ہاتھوں میں

بکثرت اس کے فوٹو سٹیٹ دیکھے گئے اور بعض طلباء نے یہ بھی کہا کہ جناب سیف اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں خود بھی افیون کاشت کرتا ہوں۔اس سلسلے میں چند گذارشات عرض خدمت ہیں۔

مفتی اور فتویٰ کی شرعی حیثیت

واضح رہے کہ مفتی اور فتویٰ اصولی طور پر دو قسموں میں منقسم ہیں۔

ا۔حقیقی مفتی:

درحقیقت یہ وہ مفتی ہوتا ہے جو اجتہاد کے مقام پر فائز ہو یعنی مجتہد مطلق، مجتہد فی المذہب یا مجتہد فی المسائل ہو، ایسے مفتی اور مجتہد کا قول اور تحریر اس کے پیروکاروں اور مقلدین کیلئے بلا دلیل شرعی طور پر حجت ہوتی ہے۔

۲۔ناقل مفتی:

جو مفتی مجتہد نہ ہو وہ حقیقۃً مفتی نہیں بلکہ وہ محض ناقل ہوتا ہے، اس کا فریضہ یہ ہے کہ یا تو قوی اور متصل سند کے ساتھ مجتہد کا قول مستفتی (مسئلہ دریافت کرنے والے) کے سامنے پیش کرے یا کسی اور مستند اور معتمد فتاویٰ کا حوالہ مستفتی کیلئے نقل کرے، اس کو مجازاً مفتی کہا جاتا ہے لیکن اس مفتی نے اگر اپنے فتویٰ کے ساتھ سند اور معتمد حوالہ ذکر نہیں کیا تو اس کا یہ فتویٰ کسی صورت شرعی حجت اور دلیل نہیں بن سکتا۔

علامہ ابن الھمامؒ لکھتے ہیں:

واما غیر المجتهدین ممن یحفظ اقوال المجتهدین فلیس بمفتٍ والواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتهد کأبی حنیفة علی جهة الحکایة فعرف ان ما یکون فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل هو نقل کلام المفتی لیأخذ به المستفتی و طریق نقله کذالک عن المجتهد احد الامرین اما ان یکون له فیه سند الیه أو یأخذه من کتاب معروف تداولته الایدی نحو کتب محمد بن الحسن و نحوها من التصانیف المشهوره للمجتهدین الخ.

''علامہ فتح القدیر لکھتا ہے کہ جو مفتی مجتہد کے درجہ پر تو فائز نہ ہو البتہ مجتہدین کے اقوال اس کو یاد ہوں یعنی ماہر عالم ہو تو یہ درحقیقت مفتی نہیں ایسے عالم پر واجب ہے کہ جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اس کے جواب میں مجتہد کا قول ذکر کرے مثلاً ابو حنیفہؒ کا قول بطور حکایت نقل کرے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانہ میں مفتی حضرات جو فتوے دیتے ہیں، وہ حقیقی فتوے نہیں بلکہ کسی حقیقی مفتی یعنی مجتہد کا کلام نقل کرنا ہوتا ہے تاکہ مسئلہ پوچھنے والا اس پر عمل کرے۔ نقل کرنے کا طریق کار دو طرح کا ہے یا تو اس مسئلہ کے متعلق اس ناقل مفتی کے پاس مجتہد تک سند ہو یا کسی صاحب مذہب جیسے امام محمدؒ کی کسی مشہور کتاب

کا حوالہ ہو۔“

(فتح القدیر ج ۵ / ص ۴۵۶)

نوٹ: علامہ ابن الہمامؒ کے زمانہ میں جب حقیقی مفتی موجود نہ تھا تو ہمارے لئے کیا رہ جاتا ہے؟

علامہ جونپوریؒ لکھتے ہیں:

”اب اس زمانہ میں مفتی کا وجود مفقود ہے، فتح القدیر میں اس بات کو ظاہر کر دیا گیا ہے کہ مفتی مجتہد کو کہتے ہیں اور غیر مجتہد جو مجتہد کے اقوال کو حفظ رکھتا ہے تو وہ مفتی نہیں ہے، اس پر واجب ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو مجتہد امام کا قول بطور حکایت ذکر کرے، مگر اس زمانے میں جو لوگ صاحب مذہب کے اقوال نقل کر دیتے ہیں ان کو مفتی کہتے ہیں، تو ان کو مفتی کہنا حقیقۃً نہیں ہے بلکہ یہ کہنا مجازاً ہے“۔

(مفید المفتی ص ۸۴)

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

(قولہ وقال محمد الخ) اقول الظاهر ان هذا خاص بالاشربة المائعة دون الجامدة الخ.

”میں کہتا ہوں یہ حکم مائع کے ساتھ خاص ہے، جامد شکل کا یہ حکم نہیں“

علامہ رافعیؒ نے علامہ شامیؒ کے اس خلاف قاعدہ قول کو محض اس لئے رد فرمایا کہ علامہ شامیؒ نے اپنے اس قول کیلئے کوئی نقل پیش نہیں کی ہے، چنانچہ علامہ رافعیؒ لکھتے ہیں۔

هذا الاستظهار يحتاج لنقل صريح الخ.

''یہ توجیہہ نقل صریح یعنی واضح دلیل کی محتاج ہے''

(التحریر المختار ج ۲ / ص ۳۱۴)

اگر علامہ شامیؒ جیسی عظیم شخصیت کا فتویٰ بلا نقل دلیل قبول نہیں کیا گیا تو کسی دوسرے کو یہ مقام ہرگز نہیں دیا جا سکتا کہ اس کا قول بلا کسی مستند حوالے کے قبول کیا جائے۔ نیز علامہ شامیؒ ہی کا بیان ہے

قلت وقد يتفق نقل قول في نحو عشرين كتابا من كتب المتأخرين ويكون القول خطأ اخطأ به اول واضع له فيأتي من بعده وينقله عنه الخ.

'' کبھی ایک غلط مسئلہ متاخرین کی بیسیوں کتابوں میں نقل کیا جاتا ہے وہ اسطرح کہ ابتداء میں کسی مؤلف نے اپنی کتاب میں غلط قول درج کیا اور بعد میں آنے والوں نے بلا تحقیق وہی قول ایک دوسرے سے جوں کا توں نقل کرنا شروع کر دیا۔''

(رسم المفتی، رسائل ابن عابدین ج ۱ / ص ۱۳)

خلاصۂ تحقیق:

موجودہ زمانہ میں بڑے سے بڑا مفتی بھی حقیقی مفتی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ محض ناقل ہوتا ہے۔ ہمارے مذہب کے مطابق اگر کسی مفتی نے اپنے فتویٰ کیلئے مستند نقل اور دلیل ذکر نہیں کی اور محض اپنی رائے لکھ دی یا کوئی غیر مدلل اور بلا حوالہ فتویٰ یا کسی عالم کا قول نقل کیا تو ایسا فتویٰ نہ شرعی حجت ہے اور نہ ہی قابل اعتبار ہے، لہذا مفتی اباحت نے اپنی تائید میں مذکور مفتی حضرات کے جتنے اقوال اور تحریرات نقل کئے ہیں ان میں کسی ایک تحریر میں نہ تو کسی شرعی دلیل کا حوالہ ہے اور نہ کسی معتمد کتاب اور فتاویٰ کا حوالہ ہے اسلئے از روئے مذہب یہ تحریر شرعی دلیل اور حقیقی فتویٰ نہیں بلکہ ایک عام تحریر کی حیثیت رکھتی ہے۔ رہی یہ بات کہ ان حضرات نے کیوں ایسا لکھا ہے؟

تو اصل بات یہ ہے کہ منصوصات قطعیۃ الثبوت والدلالۃ کے علاوہ اجتہادی مسائل حالات وزمانہ کی تبدیلی اور علاقہ کے مقتضائے حال کے تحت بدلتے رہتے ہیں "یتغیر الاحکام بتغیر الازمان" ایک مسلم اور متفق علیہ قاعدہ ہے۔

مخصوص حالات میں علماء کرام کے مختلف فتاویٰ کی چند مثالیں

تاریخ گواہ ہے کہ بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر ماضی میں علماء دیوبند نے ایسے فتوے جاری کئے جو موجودہ دور میں جاری نہیں کئے جاسکتے

مثال کے طور پر علامہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مخصوص حالات کے پیش نظر انگریز کے برصغیر پر تسلط کے دوران جمہوری حکومت میں عورت کی سربراہی کا فتویٰ دیا جو امداد الفتاویٰ میں موجود ہے حالانکہ یہ فتویٰ نہ صرف جمہور علماء احناف کے مسلک کے خلاف ہے بلکہ مذاہب اربعہ کے بھی خلاف ہے، مگر حضرت تھانویؒ نے مخصوص حالات کے پیش نظر یہ فتویٰ دیا تھا اور اس میں ایک اہم مصلحت انگریز تسلط کم کرنے کی تھی اس لئے ان مخصوص حالات کیلئے وہ فتویٰ درست تھا، البتہ اگر آج کوئی مفتی اس فتویٰ کی پیروی کرتا ہے تو درحقیقت یہ صاحب مسند افتاء کا اہل نہیں ۔علاوہ ازیں انگریز تسلط کے خلاف علماء ہند نے ''ترک موالات''یعنی برطانوی حکومت سے تمام مفید تعلق قطع کرنے کا متفقہ فتویٰ صادر کیا حتیٰ کہ انگریز حکومت کی نوکری کرنا، انگریز کارخانوں میں بنی اشیاء کا خریدنا اور کھانا پینا سب شرعاً ممنوع قرار دیا گیا تاکہ انگریز حکومت کو کمزور کیا جاسکے، اسکے نتیجہ میں قبائل علماء نے ملکان اور خاصہ دار فورس کے خلاف بہت سخت اور زجری فتوے جاری کیے جو ان حالات کے پیش نظر درست تھے، مگر آج تمام علماء، فقہاء اور صلحاء انگریزوں کے کارخانوں کی بنی ہوئی چیزیں استعمال کررہے ہیں اور اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے ۔پھر اگر ہم غور کریں تو برصغیر کی تقسیم سے لیکر آج تک علماء ہند کا اجتماعی فتویٰ ہندوستان کی حکومت کے بارے میں سیکولر سٹیٹ یعنی لادینی حکومت کی حمایت اور تائید کا ہے اسلئے کہ وہاں مسلمان اقلیت میں

ہیں اور ان کا مذہبی فائدہ سیکولر حکومت میں ہے۔اب اگر کوئی مفتی پاکستان میں علماء ہند کا فتویٰ جاری کرے تو اس کو لوگ کیا کہیں گے؟اسی طرح تحریک آزادئ ہند کے دوران برصغیر کے مسلمان، ہندو، بدھ مت اور سکھ وغیرہ ایک سیاسی پلیٹ فارم پر جمع ہوئے، اس وقت سکولوں میں بچوں کا ترانہ تھا۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی = ہو جائیں سب بھائی بھائی

بلکہ اسی دور میں تمام مذاہب کے سیاسی قائدین نے متفقہ قرارداد پاس کی کہ کوئی بھی گروہ اپنی مذہبی عبادات میں ایسی عبادت سے پرہیز کرے جس سے دوسرے مذہب والوں کی دل آزاری ہو، ان میں گائے کی ذبح پر رضاکارانہ پابندی بھی شامل تھی اور اس قرارداد کی علماء ہند نے وقتی طور پر حمایت کی تھی اگرچہ تھانوی گروپ نے اسکی مخالفت اختیار کی تھی۔اب اگر کوئی ان جیسے فتووں کا پاکستان میں احیاء کرنا چاہے تو یقیناً یہ شخص مسند افتاء کا اہل نہیں سمجھا جائے گا۔قصہ مختصر جن علماء کرام کی تحریر سے چرس، افیون، بھنگ اور ہیروئین اور کوکین کی پیداوار اور تجارت کا جواز معلوم ہوتا ہے، حسن ظن کا تقاضہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایسا کیا ہو جن کی پیروی ہمارے لئے موجودہ حالات کے پیش نظر نہ جائز ہے اور نہ شرعی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ مذکورہ مفتی حضرات نے اپنے فتووں میں کوئی حوالہ اور سند ذکر نہیں کی ہے جس کی صحت اور قوت کا جائزہ لیا جا سکے البتہ ان کی تحریروں میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن کو شاید

کوئی شخص دلیل سمجھ لے، مثلاً علامہ مفتی کفایت اللہؒ لکھتے ہیں:

''افیون کی خرید وفروخت شرعاً جائز ہے گو قانون وقت اس کو لائسنس کیساتھ رکھتا ہے مگر شرع میں قید نہیں، اسکی قیمت کے پیسے جائز اور حلال ہیں۔''

(کفایت المفتی ج ،ص)

نوٹ: واضح رہے کہ کفایت المفتی کا مذکورہ حوالہ ان الفاظ کے ساتھ موجود نہیں۔

اب غور کریں کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنے فتوے کیلئے کوئی نقل پیش نہیں کی بلکہ مایہ ءناز فقہاء کی تصریحات کے خلاف بات کی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ عرف الشذی علی ھامش الترمذی باب طاعۃ الامام میں لکھتے ہیں

اذا امر بشئی مباح یصیر ذالک واجبا واذانھی عنہ صار حرامًا .

''جب حاکم وقت امر مباح کا حکم کرے تو وہ واجب ہو جاتا ہے اور جب منع کرے تو حرام ہو جاتا ہے''

(ج ۱/ ص ۲۰۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ان الشئی المباح یصیر حراما بمنع خلیفۃ وامام.

''سلطان کی ممانعت سے مباح کام حرام ہو جاتا ہے''

(عرف الشذی ج ۱/ ص ۶)

یہی تصریح آیت (واولــولامــر مــنــکــم) کی تفسیر میں تمام مفسرین نے کی ہے۔ملاحظہ ہو۔

(تفسیر مظہری ج ۲ / ص ۱۵۳۔روح المعانی ج ۱۴/ص ۹۷)

نیز علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

تجب طاعته فیما اباحه الشرع.

''مباح کام میں حکومت وقت کا حکم ماننا واجب ہے''

(ردالمحتار ج ۵ /ص ۳۶۷)

جب مباحات میں سلطان کی ممانعت موجب حرمت ہے تو محرمات اور مخدرات کی تجارت اور پیداوار کے متعلق سلطان کی ممانعت بطریق اولی موجب حرمت ہوگا۔

حضرت مفتی کفایت اللہؒ مزید لکھتے ہیں''افیون،چرس،بھنگ کوکین یہ تمام چیزیں (۱) پاک ہیں (۲) اور ان کا دواء میں خارجی استعمال جائز ہے (۳) نشہ کی غرض سے ان کو استعمال کرنا ناجائز ہے (۴) مگر ان سب کی تجارت بوجہ مباح الاستعمال ہونے کے مباح ہے (۵) پاک ہونے کی وجہ سے ان نشہ آور چیزوں کے ساتھ نماز جائز ہے''۔

اب ذرا غور فرمائیں کہ یہاں بھی افیون کی تجارت کے جواز کیلئے کوئی حوالہ اور دلیل موجود نہیں۔

واضح رہے کہ کسی چیز کی تجارت کے جواز اور عدم جواز کیلئے اس چیز کے پاک یا ناپاک ہونے کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی کسی ضرورت شرعیہ کے تحت کسی حرام چیز کا مباح الاستعمال ہونا اسے محرمات اصلیہ سے خارج کر کے مباحات اصلیہ میں داخل کرتا ہے تا کہ اس کی عام تجارت جائز ہو جائے۔ مثال کے طور پر

(۱) گوبر نجس ہے اور اس کا کھانا حرام ہے مگر مباح الاستعمال ہونے کے سبب اسکی تجارت جائز ہے۔

(۲) اگر کسی نے کتے کو تکبیر کے ساتھ ذبح کیا تو دم مسفوح کے علاوہ اس کا گوشت پاک ہے اور اگر اس کتے کا گوشت جیب میں رکھا ہوا اور اسکے ساتھ کوئی نماز پڑھے تو یہ نماز جائز ہے نیز اس مذبوح کتے کی چربی خارجی استعمال کیلئے بوقت ضرورت جائز ہے (کمافی الہدایہ) مگر اس کتے کے گوشت کی تجارت جائز نہیں۔

(۳) انسانی خون نہ صرف نجس ہے بلکہ بوجہ کرامت واحترام کے اس کی تجارت بھی جائز نہیں لیکن جان بلب مریض کو بچانے کیلئے داخلی طور پر خون کا انتقال مریض کے بدن میں جائز قرار دیا گیا ہے بلکہ دیگر محرمات قطعیہ جیسے شراب، پیشاب، خون حتیٰ کہ خنزیز کا گوشت ضرورت، علاج، بھوک اور پیاس کے وقت مباح الاستعمال ٹھہرایا گیا ہے لیکن اس عارضی اباحت کے سوا ان مذکورہ محرمات کا استعمال اصالۃً غیر مباح ہے تو کیا اس عارضی اباحت کی بناء پر اس کو مباح الاستعمال قرار دیکر ان کی تجارت جائز قرار دی جائے گی؟ اور کیا ان سے حاصل کی گئی مال و دولت حلال

ہوگی؟ فاعتبروا یا اولی الالباب

مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے:

''زمانہ سابق میں افیون تداوی (علاج معالجہ) میں بکثرت استعمال نہیں ہوتی تھی بلکہ عموماً تلہی یعنی نشہ کے طور پر استعمال کی جاتی تھی اس لئے بعض فقہاء نے اس کی بیع کو مکروہ تحریمی فرمایا مگر آج کل افیون دواء کے طور پر بکثرت استعمال ہونے لگی ہے بلکہ ضرورت شدیدہ کی حد تک پہنچ گئی ہے لہذا اس کی بیع بلا کراہت جائز ہے البتہ جس شخص کے متعلق غالب گمان ہو کہ وہ تلہی کے طور پر استعمال کریگا اسکے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔''

(احسن الفتاویٰ ج ۶ / ص ۴۹۴)

واضح رہے کہ سابق زمانہ میں نہ تو موجودہ سائنسی ادویات تھیں اور نہ دواء ساز فیکٹریاں۔ علاج کا واحد ذریعہ جڑی بوٹیاں تھیں تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ سابق زمانہ میں افیون کا استعمال بوجہ آسانی اور عام دستیابی کے بکثرت بطور دواء استعمال ہوتی تھی، علاوہ ازیں آج کی نسبت گذشتہ زمانہ میں منشیات کا استعمال برائے نام تھا اور یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے اگر بالفرض بقول مفتی صاحبؒ کے آج افیون علاج کیلئے ایک شدید ضرورت ہوتی اور بنسبت نقصان کے اس کی افادیت عام ہوتی اور افیون کے بغیر دواء ساز فیکٹریاں بند ہوتیں اور ہسپتالوں میں مریض ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دیتے تو کیا دنیا بھر کی حکومتیں افیون کی کاشت

اور تجارت پر ایسی سخت پابندیاں لگاتیں؟ اور اس کا کاروبار کرنے پر سزائے موت دینے کے قوانین وضع کرتیں؟ اگر حضرت مفتی صاحبؒ کی بیان کردہ وجہ حق بجانب ہوتی تو پھر جمہوری حکومتیں عوام کیلئے ادویات کی قیمتیں کم کرنے کیلئے افیون کی کاشت اور پیداوار کی حوصلہ افزائی کرتیں جیسا کہ دیگر اشیاءِ ضرورت کے بارے میں کیا جارہا ہے، علاوہ ازیں مفتی صاحبؒ نے اپنے فتویٰ کیلئے کوئی نقل، حوالہ اور شرعی دلیل پیش نہیں کی ہے اس لئے مذکورہ فتویٰ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

گناہ کیلئے سبب بننے اور اس میں مدد کرنے کے بارے میں مفتی اعظمؒ کی نایاب تحقیق

منشیات کی پیداوار، تجارت اور استعمال کے جواز و عدم جواز کے متعلق گذشتہ صفحات میں سیر حاصل بحث و تحقیق و تنقید ہو چکی ہے جسکے بعد بحمد اللہ زیر بحث مسئلہ کا کوئی پہلو تشنہ لب نہیں رہا، البتہ اضافی فائدہ کیلئے مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا زیر بحث مسئلہ کے متعلق ایک نایاب، جامع اور زرین تحقیق کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جو قارئین کے لئے بہت مفید ثابت ہونگے۔ علامہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

بیان معنی التسبب واقسامه و احکامه وتفصیله ان الانسان اذا صار سببا لخیراو شر یحتسب له ،تدل علیه نصوص القرآن

والسنة لقوله تعالی:(من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها ومن یشفع شفاعة سیّئة یکن له کفل منها)وقال تعالیٰ:(ولا تسبّو الذین یدعون من دون الله فیسبّو الله عدوا بغیر علم) فنهی الله عن سبّ الألهة الباطل حذرا ان یکون سببا لسبّ الالٰه الحق جل وعلی وقال الله تعالی: (ولا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض)ولها امثال فی الکتاب والسنة فالتسبب للخیر یفید الثواب نوی او لم ینو کما ورد فی الحدیث لغارس الشجران له اجر بکل طائر اخذ من ثمره شیئا و بکل من استظل بظله و ظاهر ان الغارس لم ینو أن یأ کل منها الطائر وکذا من کان سببا لشر کان علیه وزر ذلک نوی او لم ینو فعلم ان کون المرء سببا لخیر او شر یحتسب له أو علیه ولا یشترط فیه النیة.

کسی چیز کیلئے سبب بننے کے معنی،اقسام اوراحکام

انسان جب کسی خیر یا شر کے لئے سبب بنے تو یہ اس کے عمل میں شمار ہوتا ہے۔اس بات پر قرآن وسنت کے نصوص دلالت کرتے ہیں۔قرآن کہتا ہے کہ ہر سفارش کرنے والے کو اس کی سفارش کا بدلہ ملے گا خواہ نیک ہو یا بد۔نیز قرآن فرماتا ہے کہ بتوں کیلئے برے الفاظ استعمال نہ کرو پھر مشرک اللہ تعالیٰ کیلئے برے الفاظ استعمال کرینگے تو اللہ تعالیٰ نے معبودان باطل کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا

تا کہ یہ عمل حق تعالیٰ کے بارے میں بدگوئی کا سبب نہ بنے اور قرآن عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ اجنبی مرد کیساتھ پر کشش لہجہ میں بات نہ کریں تا کہ اس کے دل میں فتنہ پیدا نہ ہو اور اس قسم کی قرآن وسنت میں بہت سی مثالیں ہیں۔ پس خیر کیلئے سبب بننے کا نتیجہ ثواب ہے خواہ ثواب کی نیت ہو یا نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس نے درخت لگایا اور پرندہ اس کا میوہ کھائے یا اس کے سایہ میں کوئی بیٹھے، لگانے والے کو ثواب ملے گا اگر چہ درخت لگاتے وقت اس کی نیت میں یہ چیزیں نہ تھیں ایسا ہی جو کوئی کسی شر کیلئے سبب بنے، اس کو اس کی سزا ملے گی خواہ اس کی نیت ہو یا نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ جب کوئی خیر یا شر کا سبب بنتا ہے اس کو ثواب یا عقاب ملے گا خواہ نیت ہو یا نہ ہو۔

سبب کی اقسام اور احکام

علامہ مفتی محمد شفیعؒ آگے لکھتے ہیں:

ثم السبب علی قسمین: (۱) قریب (۲) و بعید

ثم القریب علی قسمین (۱) سبب محرک للمعصیة: بحیث لولاه لما اقدم الفاعل علی هذه المعصیة کسبّ الهة الکفار بحیث یکون سببا مفضیا لسبّ الله تعالی ومثله نهی امّهات المؤمنین عن الخضوع فی الکلام للأجانب ونهی النساء عن ضرب أرجلهن لکون ذلک الخضوع و ضرب الأرجل سببا جالبا للمعصیة وان

خلا عن نية المعصية كما هو ظاهر عن شان امهات المؤمنين ونساء المؤمنين. (٢)و سبب ليس كذالک:ويعين لمريد المعصية و يوصله الى ما يهواه كاحضار الخمر لمن يريد شربه و اعطاء السيف بيدمن يريد قتلا بغير حق و مثلها سائر الجزئيات المذكورة سابقا فانها ليست اسبابا محركة و باعثة على المعصية بل اسباب تعين لباغى الشر على شرّہ.

فهذه ثلاثة اقسام للسبب (١) قريب محرّک (٢) قريب موصل و غير محرک(٣) بعيد.

فالقسم الاوّل من السبب القريب حرام بنص القرآن قال تعالىٰ(ولا تسبّو الذين يدعون من دون الله عدوا بغير علم) (انعام)........وعن قيس بن ابى سعدؓ ان رسول الله ﷺ قال :ان اكبر الكبائر ان يشتم الرجل والديه،قالوا كيف يشتمهما يارسول الله ،قال يشتم ابا الرجل. و مثله

قوله تعالى:"فلاتخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض و قلن قولا معروفا" .فان الخضوع بالقول سبب محركة للفتنة بحيث لو كف عنه كف عن الابتلاء بها فنهى الله سبحانه و تعالى عنه و جعله معصيّة لهذا السبب. و مثله قوله تعالى:"ولا تبرّجن تبرّج

الجاهيلة الاولى" .فان تبرج النساء للرجال سبب محرك للفتنة والمعصية وان كن بمعزل عن قصدها و نيتها. فالخضوع بالقول والتبرّج للرجال ان كان بقصد الفتنة فهو معصية بنفسها وان عرى عن النيّة فهو معصية لكونها سببا محرّكا للفتنة،فالسبّ لألهة الكفار والخضوع بالقول من النساء و تبرّجهن للرجال كلها سبب قريب للمعصية و محرّك عليها فكان حراما بنص القرآن و جعله في الحديث المذكور اكبر الكبائر.

والقسم الثاني من السبب القريب اعنى ما لم يكن محرّكا و باعثا بل موصلا محضًا فحرمته وان لم تكن منصوصة ولكنه داخل فيه باشتراك العلة وهى الافضاء الى الشرو المعصية ولهذا اطلق الفقهاء رحمهم الله عليها لفظ كراهة التحريم كما صرّح به فى الخانية جزما و اختاره كثير من ارباب الفتوى ومن اطلق عليه لفظ الجواز فيحمل على جواز العقد بمعنى الصحة دون رفع الاثم كما هو معهود عند فقهائنا فى مواضع لا تحصى كما يشير اليه كلام البدائع و مبسوط السرخسى معزيًا للاصل ،ومن هذا القبيل بيع الاسلحة لاهل الفتنة واهل الحرب فانه سبب قريب و صورة اعانة المعصية بحيث لا يحتاج فيه الى احداث صنعة بل

تستعمل فی المعصیة بعینها و بحالتها الموجودة وقد صرّح به فی سیر الکبیر حیث قال "فان اشتروا دارا للسکنی فارادوا ان یتخذوا منها کنیسة او بیعة او بیت نار یجتمعون فیه لصلواتهم منعوا من ذالک (الی ان قال)ثم السبب ان کان سبب محرکا داعیا الی المعصیة فالتسبب فیه حرام کالاعانة علی المعصیة بنص القرآن کقوله تعالی:"لاتسبّو الذین یدعون من دون الله "وقوله تعالی:"فلا یخضعن بالقول وقوله تعالی لا تبرجن الایة ،وان لم یکن محرکا وداعیا بل موصلا محضًا وهو مع ذلک سبب قریب بحیث لا یحتاج فی اقامة المعصیة به الی احدث صنعة من الفاعل کبیع السلاح من اهل الفتنة وبیع العصیر ممن یتخذه خمرا وبیع الامرد ممن یعصی به واجارة البیت ممن یبیع فیه الخمر او یتخذه کنیسة او بیت نار وامثالها فکله مکروه تحریما الخ.

سبب کی دوقسمیں ہیں۔ (۱) قریب (۲) بعید

پھر سبب قریب کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ سبب جو گناہ کا محرک ہو اس انداز سے کہ اگر وہ سبب نہ ہوتا تو گناہ کرنے والا وہ گناہ نہ کرتا جیسے بتوں کو گالی دینا جس کے نتیجے میں اللہ کو گالی دی جائے اوراسی طرح امہات المؤمنین کو اجنبی لوگوں کے

ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کی ممانعت اور عورتوں کو راہ چلتے مٹک کر چلنے کی ممانعت کیونکہ یہ امور گناہ کی تحریک دلاتے ہیں اگرچہ گناہ کی نیت نہ ہو جیسا کہ امہات المؤمنین اور حقیقی مؤمنین کی عورتوں کی شان سے یہ بات دور ہے۔(ملخصًا) (۲) وہ سبب جو گناہ کیلئے محرک تو نہ ہو لیکن گناہ کرنے والے کیلئے مددگار ہو جیسے شرابی کیلئے شراب مہیا کرنا یا قاتل کیلئے اسلحہ فراہم کرنا اور اسی طرح تمام سابقہ جزئیات کہ وہ گناہ کیلئے اسباب محرکہ اور باعثہ تو نہیں لیکن شر کے طلب گار کیلئے مددگار ہیں۔

چنانچہ سبب کی کل تین قسمیں ہوئیں۔ دو قسم سبب قریب کی اور تیسری قسم سبب بعید کی ہوئی۔ تو سبب قریب کی پہلی قسم یعنی سبب محرک از روئے قرآن حرام ہے(ولا تسبّو الذین . الآیۃ)اور بروایت قیس بن ابی سعدؓ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، کسی نے عرض کیا کہ والدین کو کون گالی دیتا ہے؟ حضور علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی دوسرے کے والدین کو گالی دے گا تو وہ ضرور اس کے والدین کو گالی دے گا تو یہ گالی اس نے گویا اپنے والدین کو دی۔

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے ''اور اے امہات المؤمنین بات کرتے وقت اپنی آواز کو ملائم نہ کرو کہ کہیں بیمار ذہن رکھنے والے کے دل میں کوئی لالچ پیدا نہ ہو جائے بلکہ سیدھی اور ٹھیٹھ بات کیا کرو'' تو یہ آواز کی ملائمت فتنے کیلئے سبب

محرک ہے کہ اگر انسان اس سے رک جائے تو اس کے ذریعے سے آزمائش میں مبتلا ہونے سے رک پاتا ہے، سو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور اس سبب کی وجہ سے اس کو گناہ کا عمل قرار دیا۔ اور اسی طرح حکم خداوندی ہے کہ ''اے مؤمنوں کی گھر والیو! گذشتہ جاہلیت کی طرح اپنا حسن وجمال لوگوں کے سامنے مت ظاہر کیا کرو'' تو چونکہ عورتوں کا مردوں کے سامنے اپنے محاسن کا اظہار فتنے اور گناہ کیلئے سبب محرکہ ہے اگرچہ اس فساد کی نیت سے یہ عمل نہ ہو اسلئے مردوں کے سامنے باتوں میں پرکشش انداز اختیار کرنا اور حسن وجمال ظاہر کرنا اگر فتنے کی نیت سے ہو تو یہ بذات خود گناہ ہے اور اس نیت سے اگر نہ ہو پھر بھی معصیت ہے کیونکہ یہ فتنہ کیلئے سبب محرکہ ہے، پس کفار کے معبودان کو برا بھلا کہنا اور عورتوں کا دل آویز انداز سے گفتگو کرنا اور مردوں کیلئے اپنے محاسن ظاہر کرنا یہ تمام باتیں گناہ کیلئے سبب قریب اور محرک ہیں اسلئے نص قرآنی کی وجہ سے حرام ہیں اور حدیث شریف میں انہیں اکبر الکبائر کہا گیا ہے۔

سبب قریب کی دوسری قسم جو نہ تو گناہ کے لئے محرک ہے اور نہ ہی باعث بلکہ صرف گناہ کے فعل تک پہنچانے والا ہے، تو اس کی حرمت اگرچہ منصوص نہیں لیکن مشترکہ علت کی وجہ سے محرمات میں داخل ہے اور یہ علت مشترکہ گناہ اور گناہ تک پہنچنے کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے جزماً اس کیلئے مکروہ تحریمی کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ فتاوائے قاضی خان میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور دیگر

بہت سے مفتی حضرات نے یہی بات اختیار کی ہے اور جس کسی نے اس کیلئے ''جائز'' کا لفظ ذکر کیا ہے تو اس سے مراد عقد کا جواز یعنی صحت ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی گناہ نہیں جیسا کہ یہی انداز ہمارے فقہاء نے بے شمار مقامات پر اختیار کیا ہے اور اس بات کی طرف بدائع الصنائع اور مبسوط السرخسی میں کتاب الأصل کے حوالے سے اشارہ موجود ہے اور یہی مثال باغیوں اور اسلام دشمنوں کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کی ہے کیونکہ یہ عمل گناہ کیلئے سبب قریب اور اس میں معاونت ہے اس لئے کہ اس میں مزید کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ یہی اسلحہ بعینہٖ اور موجودہ حالات میں گناہ کے عمل میں استعمال ہوتا ہے۔ اس بارے میں سیر کبیر میں تصریح موجود ہے جیسا کہ اس کے مصنف امام محمدؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کچھ لوگوں نے رہائش کی غرض سے ایک گھر خریدا اور پھر یہ ارادہ کیا کہ اس سے یہودیوں یا عیسائیوں یا آتش پرستوں کیلئے عبادت خانہ بنایا جائے تو انہیں اس کی اجازت نہیں دی جائے گی (تا آنکہ کہا) پھر سبب اگر گناہ کیلئے محرک اور داعی تھا تو اس میں آلہ کار بننا نص قرآن کی وجہ سے حرام ہے مثلاً عورتوں کے متعلق آواز کی ملائمت کے بارے میں حکم، مردوں کے سامنے اپنے محاسن آشکارا کرنے کے بارے میں حکم اور معبودان باطل کو برا بھلا کہنے کے بارے میں حکم۔ اور اگر سبب گناہ کیلئے محرک اور داعی نہ تھا بلکہ صرف گناہ کے عمل تک پہنچانے والا تھا لیکن پھر بھی یہ سبب قریب تھا اسلئے کہ ارتکاب معصیت کیلئے فاعل کیلئے اس میں مزید کسی

تغیر کی ضرورت نہ تھی مثلاً باغیوں کو اسلحہ فروخت کرنا اور ایسے شخص کو شیرۂ انگور فروخت کرنا جو اس سے شراب بناتا ہے اور ایسے شخص کو امرد غلام فروخت کرنا جو اس کے ساتھ بدفعلی کرے اور ایسے شخص کو گھر اجارے پر دینا جو وہاں شراب بیچے یا گرجا بنائے یا آتش کدہ وغیرہ بنائے تو یہ تمام افعال مکروہ تحریمی ہیں الخ‘‘

(جواھر الفقہ ج ۲ / ص ۴۴۹)

نوٹ: علامہ محمد شفیع صاحبؒ جواہر الفقہ کے صفحہ ۴۵۹ پر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ پر یہ رسالہ حضرت شیخ حکیم الامتؒ کے حکم پر لکھنا شروع کیا تاہم اس کے اتمام سے پہلے آپ وفات پاگئے۔

خلاصۂ جواب:

جب عصیر عنب یعنی شیرۂ انگور کی بیع ایک ایسے شخص کے ہاتھ جو کہ فاعل مختار ہے اور اپنے اختیار سے اس سے شراب بناتا ہے، ناجائز ہے حالانکہ انگور کا شیرہ پاک ہے اور مباح الاستعمال بھی ہے، اور اسی طرح بیع امرد اور گھر اور دکان کے اجارہ کا عدم جواز اس لئے ہے کہ یہ گناہ اور معصیت کیلئے سبب قریب ہے تو افیون جسکی ذات کے اندر گناہ اور معصیت داخل ہے، کی کاشت جو گناہ کا سبب قریب ہے اور اسکی تجارت جو کہ سبب اقرب للمعصیۃ ہے، کیونکر جائز ہوسکتی ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نوٹ: حضرت مفتی سیف اللہ صاحب کا فتویٰ چونکہ احسن الفتاویٰ اور

کفایت المفتی کی عبارات کی نقل ہے جو بلا سند ہے اور اس لئے اس کی کوئی شرعی حیثیت بھی نہیں، نیز آپ کے استاد مفتی فرید صاحب کا فتویٰ آپکے فتوے کے خلاف فتاویٰ حقانیہ میں موجود ہے، اس لئے اسکے مستقل ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

جواب از حضرت مفتی فرید صاحب:

افیون، چرس، بھنگ اور ہیروئین نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، لہذا حرام شئے کی قیمت اور گناہ پر اعانت کی وجہ سے ان کی خرید و فروخت سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ان اشیاء سے انسان کی دینی اور دنیاوی بربادی لازم آتی ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ ج ٦ / ص ٣۵)

والله الموفق للصواب

بندہ نور محمد

مورخہ ٧ جولائی ٢٠٠٣ء

☆☆☆☆☆☆☆

esktop\bismillah
not found.

تمباکو کا مختلف قسم کا استعمال قدیم اور جدید آراء کی روشنی میں

سوال:

سگریٹ، حقہ، چلم اور پان میں تمباکو کا استعمال یا منہ میں رکھنا یا سونگھنا اور ان کا عادی بننا ازروئے شریعت کیا حکم رکھتا ہے؟ حرام ہے، مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی؟ یا بلا کراہیت جائز اور مباح ہے؟ مفصل جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

جواب:

تمباکو کا مختلف قسم کا استعمال ابتداء سے فقہاء امت مسلمہ اور علماء مذاہب اربعہ کے درمیان ایک اختلافی مسئلہ رہا ہے اور آج کل تمباکو کے مختلف النوع استعمال نے ایک طرف اگر مسلمانوں کے اندر عموم بلویٰ کی صورت اختیار کی ہے تو دوسری طرف بین الاقوامی تحقیقی اور طبی ماہرین نے مختلف حیوانات پر بار بار تجربات کرنے اور ان کے نتائج کے مشاہدے سے یہ بات ثابت کردی ہے کہ تمباکو کے استعمال سے بیسیوں لاعلاج اور مہلک بیماریاں وجود میں آچکی ہیں کیونکہ تمباکو میں بہت سے ایسے زہریلے مادے موجود ہیں جو دماغ اور نظام اعصاب کو

شدید طور پر متاثر کرتے ہیں۔

اس اہمیت کے پیش نظر مذکورہ سوال کے جواب سے پہلے چند حقائق ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں تا کہ اصل مسئلہ کا ہر پہلو ناظرین کے سامنے بے غبار واضح ہو جائے، اس مقصد کیلئے حسب ذیل امور ترتیب وار ذکر کئے جائیں گے۔

۱۔ تمباکو کا استعمال اور بطور عادت اس کی ابتداء کب ہوئی ؟

۲۔ تمباکو کے استعمال کی عادت مسلمانوں میں سب سے پہلے کس قوم کی وجہ سے آئی ؟

۳۔ تمباکو کے استعمال سے جسمانی نفع اور ضرر کے بارے میں حکماء یونان کی مختلف تحقیقات کا بیان۔

۴۔ فقہاء اسلام اور مفتیان کرام کا تمباکو کے استعمال کے بارے میں تین اقوال مع دلائل۔

۱۔ اباحت ۲۔ حرمت ۳۔ کراہت تحریمی

۵۔ جدید سائنسدانوں کی تمباکو کے متعلق تحقیق، اس کے زہریلے اجزاء کی تفصیل اور اسکی عادت کے نتیجہ میں پیدا شدہ مہلک بیماریوں کی فہرست۔

۶۔ تمباکو کے استعمال کے نتیجہ میں دولت کے ضیاع کا روزانہ اور سالانہ تخمینہ۔

۷۔ تمباکو کے استعمال کا از روئے شریعت جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہاء کرام کے متضاد فتووں کے دلائل کا علمی جائزہ اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

نئے فتوے کی شدید ضرورت۔

تمباکو کے استعمال کی ابتداء

اس بارے میں صاحب درمختار لکھتے ہیں

قوله: "ثم قال شيخنا النجم والتتن الذی حدث و کان حدوثه بدمشق فی سنة خمس عشر بعد الالف الخ

"ہمارے شیخ النجم صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ تمباکو کے استعمال کی ابتداء ۱۰۱۵ھ میں دمشق سے ہوئی تھی۔"

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۶)

علامہ عبدالحئی لکھنویؒ تحریر فرماتے ہیں

قد حدث فی اوائل القرن الحادی عشر و قبیله بمدة قلیلة شرب دخان شیٔی یعبر عنه الناس بعبارات مختلفة،فبعضهم یقوله التنباک و منهم من یعبر بالتتن.بالتائین الفوقانیتین. . وقال العلامة الزاهد محمد بن احمد بن عبد الرحمن انه ظهر فی بلاد نا شئی مسمّی به "تنبکه" فی السنة الخامسة بعد الالف،وهی اوراق شجرة مسمّات به "طبقا". وقد ابتلی الله المسلمین بتدخینه و شرب الدخان منه . انتهی.

"۱۰۰۰ھ کی انتہاء اور ۱۱۰۰ھ کی ابتداء میں لوگوں نے ایک چیز کا

دھواں پینا شروع کیا جسے لوگ مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ بعض لوگ اسے تنباک اور بعض اس کو تتن کہتے ہیں، اور علامہ زاہدؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے شہروں میں ایک چیز کا ۱۰۰۵ھ میں ظہور ہوا جسے "تنبکہ" کہا جاتا ہے اور یہ ایک پودے کی پتیاں ہیں جس کو "طبقا" کہا جاتا ہے۔ مسلمان اس کا دھواں پینے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

(رسائل لکھنوی ج ۲ / ص ۲۵۵)

ان مستند عبارات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس پودے کی کاشت کی ابتداء ۱۰۰۱ھ کے اوائل میں ہوئی ہے۔

مسلمانوں کو تمباکو نوشی کی لت میں کس نے مبتلا کیا

یہ بات بھی اپنی جگہ خاصی اہم ہے کہ یہود و نصاریٰ نے جہاں دیگر شعبہ ہائے زندگی میں امت مسلمہ کو اخلاقی اور روحانی لحاظ سے تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے وہاں مادی اور جسمانی لحاظ سے بھی مسلمانوں کے لئے بربادی کا سبب بنے اور اسی ملعون نشے کا تعارف بھی ان انسانیت دشمن قوموں کی وجہ سے ہوا۔ علامہ عبدالحیٔ لکھنویؒ مزید لکھتے ہیں۔

قد ابدع النصارى من اهل القرن الحادى عشر منتناً كريهة الريح والمنظر ونوعوا هيئات شربه كما سوّل لهم الشيطان واملى لهم وشيعوه فى بلدان الاسلام حتى أهل الحرمين فأول من جلبه الى البر الرومى النصارى واوّل من حدثه بارض المغرب اليهود واوّل من اخرجه ببلاد السودان المجوس ثم شاع ببلاد الاسلام و عمّت به

الفتن المتنوّعة و ترتبت عليه الاضرارا لدينية والعقلية والبدنية والمالية والعرضية، انتهى

علامہ عبدالحیؒ مزید لکھتے ہیں

حضرت علامہ عبدالباقی الحنفی اپنے رسالہ ''الحسام القاسم''میں لکھتے ہیں

۱۰۱۱ھ میں عیسائیوں نے ایک بدبودار اور بدشکل چیز کی بدعت شروع کی اور اس کے استعمال کی مختلف شکلیں ایجاد کیں، شیطان نے اسے ان کیلئے مرغوب بنا دیا اورانہیں اس میں مختلف فوائد کی امید دلا دی اور پھر نصاریٰ نے اس چیز کو مسلمانوں کے شہروں میں پھیلا دیا یہاں تک کہ حرمین شریفین کے باشندوں میں بھی یہ استعمال ہونے لگی۔ روم کے براعظم کو تمباکونوشی کی عادت میں سب سے پہلے عیسائیوں نے مبتلا کیا اور مغرب کے لوگوں میں تمباکو کے استعمال کا سبب سب سے پہلے یہود بنے، جبکہ براعظم افریقہ میں سب سے پہلے مجوس نے تمباکو کے استعمال کی بنیاد ڈالی، اس کے بعد تمام اسلامی ممالک اور شہروں میں اس فتنہ نے مختلف روپ دھار لئے اور اس کے استعمال کے نتیجہ میں مختلف النوع نقصانات اور مضرتیں ظہور میں آنے لگیں۔ لوگوں کا دین تباہ ہونے لگا، دنیاوی نقصانات اٹھانے پڑے، جسمانی اور دماغی صلاحیتیں برباد ہونے لگیں اور انسانی شرافت مجروح ہونے لگی۔

(ایضاً ج ۲ / ص ۲۵۷)

فاضل کامل الطبیب محمد حسین لکھتے ہیں:

قالوا في باعث شهرته في بلاد الايران والتوران والهند أن

طائفة من النصارى اخرجته من الارض الجديده وأتى بورقه وبذره فى بلد الهند و غيره فشاع بحيث لم يبق بلد ولا قرية لا يستعملانه فيها بشرب دخانه أو أكل جرمه أو السعوط به الخ.

''مورخین نے لکھا ہے کہ ایران، توران اور برصغیر پاک وہند میں تمباکو کے عام ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں کے ایک گروہ نے ارض جدیدہ (شاید امریکہ) سے تمباکو کے خشک پتے اور تخم ہندوستان درآمد کئے اور پھر جلد ہی برصغیر کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں تمباکو کا مختلف طریقوں سے استعمال شروع ہوا جیسے سگریٹ پینا، منہ میں رکھنا اور سونگھنا''

(ایضاً ج ۲/ص ۲۵۹)

تمباکو کے استعمال کے اثرات

تمباکو کی دریافت کے زمانہ میں مختلف اشیاء کی خصوصیات اور ضرر اور نفع معلوم کرنے کیلئے حکماء یونان کے اقوال کو سند سمجھا جاتا تھا اور استعمال کرنے والے کی ذاتی رائے کو دلیل قرار دیا جاتا تھا، چونکہ اس زمانے میں جدید سائنسی لیبارٹری کے مشاہداتی آلات موجود نہ تھے اور نہ ہی کسی چیز کی ماہیت اور حقیقت کے بنیادی ترکیبی اجزاء کے تجزیے کیلئے خوردبینی آلات کا وجود تھا اس لئے اس دور میں اشیاء کی خواص اور نفع اور نقصان کے بارے میں معلومات سطحی اور تخمینی ہوتی تھیں اور اس وقت کے فقہاء کرام اور مفتیان عظام کو متعلقہ مسائل میں ان حکماء اور مبتلا بہ

اشخاص کے اقوال اور رائے کو معتبر سمجھے بغیر چارۂ کار نہ تھا۔ چونکہ تمباکو کی دریافت کے زمانہ میں تمباکو کے خواص نفع و نقصان اور داء ودواء کے بارے میں جملہ معلومات مذکورہ ظنی اور تخمینی دلائل پر مبنی تھیں، لہذا ان میں حکماء اور فقہاء کے اقوال میں تضادات اور اختلافات فطری امر ہے۔

علامہ الطیب محمد حسین الخراسانی ثم الشیرازیؒ اپنی تالیف ''مخزن الأدوية'' میں لکھتا ہے:

أن تنباكو ويقال له بالتركية "النتن" وهو من الأدوية الجديده وجد من نحو ثلاث مائة سنة الخ.

''تمباکو جسے ترکی زبان میں نتن کہا جاتا ہے ایک جدید دوائی ہے جو عرصہ تین سو سال پہلے دریافت ہوئی ہے''

(ایضاً ص ۲۵۹)

و ذكر الحكيم محمد مؤمن فى "تحفة المؤمنين" ان الحكيم بقراط قرّر فى زمانه لرفع الوباء نباتا يحرق فى خندق بأطراف البلدة ليكون دخانه باعثا لعدم وصول الوباء الى البلدة وكان ذالك النبات قسم من اقسام قُلُومُس و هذا لأثر موجود فى تمباكو.

''حکیم محمد مؤمن اپنی تالیف تحفۃ المؤمنین میں لکھتا ہے کہ حکیم بقراط نے

اپنے زمانہ میں وبائی امراض سے شہروں اور دیہات کو محفوظ بنانے کیلئے ایک پودے کے پتوں کو شہر کے ارد گرد خندقیں کھدوا کر اس میں جلا دیتے جس کے دھویں سے شہر کے لوگ وبائی امراض سے محفوظ ہو جاتے تھے اور یہی پودہ قلومُس نامی پودے کی ایک قسم ہے (اسی کو تمبا کو کہا جاتا ہے) اور تمبا کو کا دھواں بھی دافع امراض وبائیہ ہے۔"

(ایضاً ج ۲ / ص ۲۵۹)

سگریٹ نوشی کے مضر اثرات

وقال ابن سينا لولا الدخان والقتام اى الغبار لعاش ابن ادم الف عام.

وقال جالينوس اجتنبو الدخان والغبار والنتن. الخ

"علامہ ابن سینا نے فرمایا ہے کہ اگر دھواں اور گرد وغبار نہ ہوتا تو انسان ہزار سال تک زندہ رہتا اور حکیم جالینوس نے فرمایا ہے کہ دھویں، غبار اور بدبو سے بچتے رہو۔

(ایضاً ۲ / ص ۲۶۴)

علامہ عبدالحیؒ لکھنوی ؒ تحریر فرماتے ہیں

ان العدول ممن كانوا استعملوه اختلفوا فيه، فمنهم من يقول بضرره ومنهم من يقول بعدم ضرره، و منهم من يشك

فیہ،لکن الحق انہ فی ابتدائہ یحدث قوۃً فی الجسم و حدۃً فی البصر و ھضمًا فی الطعام و نشاطًا فی الاعضاء،فاذا حصلت المداومۃ یورث غشاوۃً فی البصر و ثقلا فی الأعضاء و امساکًا فی الھاضمۃ وضعفًا فی البدن .الخ

''تمباکو استعمال کرنے والوں میں سے باوثوق اور معتمد لوگ بھی تمباکو کے نقصان اور فائدہ کے بارے میں متضاد باتیں کرتے ہیں،بعض اس کے ضرر کے قائل ہیں اور بعض عدم ضرر کے حامی ہیں جبکہ بعض اس میں متردد اور مذبذب ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ ابتداء میں تمباکو کا استعمال مقوی بدن،مقوی نظر،مقوی ہضم اور اعضاء میں چستی پیدا کرتا ہے البتہ جب تمباکو طویل عرصہ تک استعمال کیا جائے تو یہ نظر کمزور کرتا ہے،بدن کے اعضاء بوجھل کرتا ہے ،ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے اور بدن کمزور ہو جاتا ہے۔''

(ایضاًج۲ ا ص۲۶۷)

علامہ عبدالحئیؒ مزید تحریر فرماتے ہیں

ولا یظن انہ ینتھی الی درجۃ الاباحۃ بتعلّل کثیر ممن یتعاطاہ أنہ نافع لکلّ داء وأنھم وجدوا فی استعمالہ دواء لأمراضھم لأن ذلک من تلبیس ابلیس علیھم و تزیینہ لھم حتی یتولد من تکاثفہ عاقبۃ امرہ داء لا دواء لہ فان تکرارہ یسود

ما یقابله فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء.

”کوئی یہ خیال نہ کرے کہ تمباکو کا استعمال اس لئے مباح ہو جائے گا کہ تمباکو نوش افراد اس کی افادیت میں رطب اللسان ہیں کہ یہ ہر مرض کا علاج ہے اور یہ کہ ہم نے اس کے استعمال میں اپنے ہر مرض کا علاج پالیا ہے، یہ سب کچھ شیطانی دھوکہ ہے اور شیطان ہی تمباکو کے عادی لوگوں کیلئے اس کو مرغوب بناتا ہے، تاکہ انجام کار یہ لوگ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں جن کا کوئی علاج نہیں“

(ایضاً ج ۲ / ص ۲۶۸)

و فی مخزن الأدویة أنه مضر للقلب والدماغ ،مورث للسدود والخفقان وتکدر الحواس ،مغلظ للدم.

”بیشک تمباکو دل و دماغ کیلئے مضر ہے، باریک رگوں میں دوران خون کی بندش کا باعث بنتا ہے امراض قلب پیدا کرتا ہے جملہ حواس کی کارکردگی متاثر کرتا ہے اور خون گاڑھا کرتا ہے۔“

(ایضاً ج ۲ / ص ۲۵۹)

تمباکو کے استعمال کے بارے میں علماء کا اختلاف رائے

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں

(قوله والتتن الخ)اقول قد اضطربت آراء العلماء فیه فبعضهم قال بکراهته وبعضهم قال بحرمته و بعضهم

باباحته الخ.

”تمباکو کے استعمال کے شرعی حکم میں علماء کرام کے اقوال مختلف ہیں، بعض اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو حرام بتاتے ہیں جبکہ بعض علماء اس کی اباحت اور جواز بلا کراہت کے قائل ہیں۔“

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۶)

علامہ عبدالحیٔ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلم انه لم يوجد له اثر فى الازمنة السابقة ولم يدر له خبر فى الاعصار السابقة ولذالک ترى كتب السلف عن حكمه ساكتة وانما كان شيوعه فى القرن الحادى عشر واختلف فيه علماء ذلک العصر ،فمنهم من حرّمه ومنهم من كرهه ومنهم من جوّزه و صنّفت فيه الرسائل لتحقيق المقاصد والوسائل .

”واضح رہے کہ زمانہ سابقہ میں تمباکو اور اس کے استعمال کا نام ونشان تک نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ علماء سلف کی کتابوں میں تمباکو کے استعمال کے شرعی حکم کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ تمباکو اور اس کے استعمال کی شہرت گیارہویں صدی ہجری کی ابتداء میں ہوئی اور پھر اس زمانہ کے علماء کی تحقیقات اور اقوال مختلف ہوئے، بعض نے تمباکو کا استعمال حرام قرار دیا، بعض نے مکروہ جبکہ بعض علماء نے اس کو جائز قرار دیا۔“

(ایضاً ج ۲ / ص ۵۵)

قصہ کوتاہ: اس وقت کے علماء اور فقہاء کا تمباکو کے مختلف النوع استعمال کے شرعی حکم کے بارے میں کل چار اقوال ہیں۔ (۱) حرمت (۲) مکروہ تحریمی (۳) مکروہ تنزیہی (۴) اباحت بلا کراہت۔ان چار اقوال کا حاصل دو قول ہیں اس لئے کہ مکروہ تحریمی بھی عملاً حرام ہوتا ہے اور مکروہ تنزیہی مباح کے قریب ہے، لہذا علماء سلف کا ایک گروہ تمباکو نوشی کے عدم جواز کا قائل ہے جنہیں آئندہ علماء مانعین کے نام سے یاد کیا جائے گا اور علماء سلف کا دوسرا گروہ تمباکو نوشی کے جواز کا قائل ہے جنہیں علماء مجوزین کے نام سے یاد کیا جائے گا۔

تمباکو نوشی کی شرعی حیثیت کے بارے میں علماء کے اختلاف کی اصل وجہ

یہ بات تو واضح ہے کہ تمباکو کے بارے میں نہ تو صریح شرعی نصوص موجود ہیں اور نہ ہی مجتہدین حضرات نے اس بارے میں رائے زنی کی ہے اسلئے کہ تمباکو کی دریافت اور استعمال گیارہویں صدی ہجری کی ابتداء میں ہوئی جس میں شرعی نصوص یا ان پر مبنی مستنبط شدہ احکام کی موجودگی کا دعویٰ خلاف نقل اور عقل ہے تاہم اس دور میں اور آج بھی بلکہ تا قیامت کسی شرعی فرعی حکم کے استنباط مثلاً حرمت، کراہت اور اباحت کا دروازہ کھلا ہے جسے "انطباق الکلیات علی الجزئیات" کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ نصوص شرعیہ اور نصوص مذہبیہ میں

احکامات کے لئے جو کلیات اور قواعد مقرر کیے گئے ہیں، نئے پیش آمدہ جزئیات پر ان میں سے کسی ایک قاعدے کو لاگو کر کے درپیش جزئیہ کو کسی ایک کلیہ کے تحت درج کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں یہاں دو کلیے ذکر کیے جاتے ہیں۔

قاعدہ اوّل: لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام

''دین اسلام میں یہ ایک اصولی قاعدہ ہے کہ نہ تو کوئی خود ضرر اٹھائے اور نہ دوسرے کو ضرر پہنچائے۔''

(مجلۃ الاحکام ج ۱ / اشباہ والنظائر ج ۱)

اب اگر کسی نئی چیز کے استعمال میں ضرر محض کی موجودگی متفق علیہ ہے تو اس نئی پیش آمدہ چیز کے استعمال کی حرمت بھی متفق علیہ ہے، مثال کے طور پر زہر قاتل کا ایک نیا انجکشن تیار ہوا، اب اسے اپنے آپ کو لگانا یا دوسرے غیر مستحق کو لگانا از روئے شریعت حرام ہوگا کیونکہ اس میں ضرر یقینی ہے اور اگر نئی دریافت شدہ چیز کے استعمال سے فائدے کا حصول یقینی ہو تو اس کا استعمال بھی بالاتفاق جائز ہوگا اور اگر کسی نئی دریافت شدہ چیز کے فائدے اور نقصان کے بارے میں اپنے وقت کے ماہرین کا اختلاف رائے ہو جیسے کہ زیر بحث چیز یعنی تمباکو کا استعمال کہ بعض کے نزدیک اس کے استعمال میں ضرر محض ہے یا ضرر کا غلبہ ہے تو اسمیں رائے زنی کی گنجائش نکل آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے اس کے استعمال کو

حرام یا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اور بعض حضرات جو اشیاء کی خاصیت کے ماہر ہیں، کہتے ہیں کہ تمباکو کا استعمال نفع بخش ہے اور اسے مختلف امراض کا علاج قرار دیتے ہیں یا اس کی منفعت کو مضرت پر غالب قرار دیا ہے اسلئے انہوں نے اس پہلو کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے اس کا استعمال جائز اور مباح قرار دیا ہے۔

قاعدہ دوم: یتغیر الاحکام بتغیر الزمان

''ہر دور اور اس کے ماہرین کی طرف سے اشیاء کے بارے میں تحقیقات کے تغیر سے بعض احکامات بدلتے رہتے ہیں''

(مجلۃ الاحکام ج ۱ / اشباہ والنظائر ج ۱)

یعنی ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، ضروریات ولوازمات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، نئی تحقیقات سامنے آتی رہتی ہیں اسلئے فروعی مسائل میں احکامات بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں، مثلاً ایک نئی دریافت شدہ چیز کے ضرر یا منفعت کے بارے میں ایک دور کے ایسے لوگ جو اشیاء کی خاصیتوں کے ماہر ہوتے ہیں اختلاف رائے رکھتے ہیں جس کے نتیجہ میں اس دور کے علماء اور مفتیان کرام اس چیز کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں مختلف فتوے صادر کرتے ہیں لیکن زمانہ کی تبدیلی اور ترقی کے ساتھ ساتھ اشیاء کی خاصیتیں معلوم کرنے کیلئے مشاہداتی آلات اور نظام بھی وجود میں آئے اور سابقہ چیز جس کے نفع اور ضرر میں ماہرین کا اختلاف تھا، جدید دور کے محققین اس کے نقصان یا فائدے پر متفق ہو جاتے ہیں۔ اب یہ

علماءوقت کا فرض بنتا ہے کہ سابقہ مختلف فیہ حکم اور فتووں کے برخلاف نیا متفق علیہ فتویٰ صادر فرمادیں کیونکہ پہلا حکم معلول بالعلۃ تھا اور علت میں اختلاف سے حکم مختلف فیہ بنا تھا اب جب علت کے بارے میں اتفاق ہوا تو حکم بھی متفق علیہ ہوگا۔

تمباکونوشی کو جائز کہنے والے علماءکرام کے دلائل

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں

(قوله والتتن) اقول قد اضطربت آراء العلماء فيه فبعضهم قال بكراهة و بعضهم قال بحرمته و بعضهم باباحته وافردوه بالتأليف و فى شرح الوهبانية للشرنبلالى و يمنع من بيع الدخان وشربه و شاربه فى الصوم لا شك يفطروفى شرح العلامة الشيخ اسماعيل ألنابلسى والد سيد نا عبد الغنى على شرح الدرر بعد نقله أن للزوج منع الزوجة من أكل الثوم والبصل وكل ما ينتن الفم،قال و مقتضاه المنع من شربها التتن لانه ينتن الفم خصوصًا اذا كان الزوج لا يشربه اعاذنا الله تعالىٰ منه وقد أفتى بالمنع من شربه شيخ مشايخنا المسيرى وغيره.

و للعلامة الشيخ على الاجهورى المالكى رسالة فى حله نقل فيها أنه أفتى بحله من يعتمد عليه من أئمة المذاهب

الاربعة.قلت وألف فى حله أيضا سيدنا العارف عبد الغنى النابلسى رسالة سماها " الصلح بين الأخوان فى اباحة شرب الدخان". و تعرض له فى كثير من تاليفه الحسان وأقام الطامة الكبرى على القائل بالحرام أو بالكراهة فانهما حكمان شرعيان لا بدلهمامن دليل ولا دليل على ذلک فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعده " الأصل فى الأشياء الا باحة" وان فرض اضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل أحد فان العسل يضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما أمرضهم مع انه شفاء بالنص القطعى وليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالىٰ با ثبات الحرمة والكراهة الذين لا بد لهما من دليل بل (الاحتياط) فى القول با لاباحة التى هى الأصل وقد توقف النبى صلى الله عليه وسلم مع انه هو المشرع فى تحريم الخمر اُمّ الخبائث حتى نزل عليه النص القطعى فالذى ينبغى للانسان اذا سئل عنه ......أن يقول هو مباح لكن رائحته تستكرهها الطبائع فهو مكروه طبعا لا شرعا الخ.

(رد المحتار ج٥ / ص ٣٢٩)

" تمباکو کے استعمال کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں علماء کے

اقوال اور رائے مختلف ہیں، بعض اسے مکروہ بتاتے ہیں، بعض حرام قرار دیتے ہیں اور بعض اس کا استعمال جائز سمجھتے ہیں اور صرف اس مسئلہ کی تحقیق کے بارے میں علماء نے مستقل کتابیں لکھ دی ہیں۔ علامہ شرنبلالی ؒ نے شرح وہبانیہ میں تحریر فرمادیا ہے کہ تمباکو نوشی کی تجارت شرعاً ممنوع ہے اور تمباکو نوشی سے روزہ یقیناً ٹوٹتا ہے اور علامہ شیخ اسماعیل نابلسیؒ جو کہ ہمارے آقا عبد الغنیؒ کے والد ماجد ہیں، نے شرح شرح الدرر میں لکھا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو لہسن اور پیاز جیسی بدبودار چیزوں کے کھانے سے منع کرسکتا ہے آپؒ نے اس مسئلہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی کو تمباکو نوشی سے بھی منع کرسکتا ہے اس لئے کہ تمباکو نوشی سے بھی منہ بدبودار ہو جاتا ہے، خصوصاً جب کہ خاوند تمباکو نوش نہ ہو۔ اللہ ہمیں تمباکو نوشی سے پناہ دے، اور ہمارے مشائخ کے شیخ جناب میسریؒ وغیرہ نے تمباکو نوشی کے عدم جواز تک کا فتویٰ بھی صادر فرمایا ہے، البتہ علامہ شیخ علی الاجھوری مالکیؒ نے تمباکو کے استعمال کے جواز کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے جس میں موصوف نے نقل کیا ہے کہ تمباکو نوشی کے جواز کا فتویٰ مذاہب اربعہ میں سے ایسے اماموں نے دیا ہے جن کے فتویٰ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمباکو نوشی کے جواز پر ہمارے شیخ عبد الغنی نابلسیؒ نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ''تمباکو نوشی کے جواز کے مسئلہ پر بھائیوں کے درمیان صلح'' اور علامہ عبد الغنیؒ نے اپنی متعدد بہترین تصنیفات میں تمباکو نوشی کے جواز پر بحث کی ہے اور تمباکو نوشی کو حرام یا مکروہ قرار

دینے والوں پر قیامت برپا کی ہے۔ وہ اس طرح کہ حرمت یا کراہت شرعی احکامات میں سے وہ شرعی حکم ہیں جن کے ثبوت کے لئے شرعی دلیل کا موجود ہونا لازم ہے جبکہ ایسی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اس لئے کہ تمباکو نہ تو نشہ آور ہے اور نہ ہی اعضاء میں فتور پیدا کرنے والی ہے اور نہ ہی تمباکو نوشی صحت کیلئے مضر ہے بلکہ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔ پس تمباکو کا استعمال اس قاعدہ کے تحت آتا ہے کہ ''اشیاء میں اصل اباحت ہے'' اگر ہم فرض کریں کہ تمباکو کا استعمال بعض لوگوں کیلئے مضر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا استعمال ہر ایک کیلئے حرام قرار دیا جائے، اس لئے کہ باوجود اس کے کہ شہد میں شفاء منصوص ہے لیکن یہی شہد صفراوی مزاج رکھنے والوں کیلئے نہ صرف مضر ہے بلکہ بسا اوقات یہی شہد ان لوگوں کیلئے باعث مرض بنتا ہے اور احتیاط کا تقاضا یہ نہیں کہ تمباکو نوشی کو حرام یا مکروہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا جائے، اسلئے کہ حرمت اور کراہت شرعی احکامات ہیں جس کیلئے شرعی دلیل چاہیے بلکہ احتیاط تو اس میں ہے کہ تمباکو کا استعمال مباح قرار دیا جائے اس لئے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ اگر ہم دیکھیں تو باوجود اس کے کہ حضور علیہ السلام شارع ہیں لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ام الخبائث یعنی شراب کو حرام قرار دینے میں توقف کیا تا آنکہ اس کی حرمت میں قطعی آیت قرآنی نازل ہوئی۔ پس عالم دین کے لئے چاہیے کہ جب اس سے تمباکو کے بارے میں سوال کیا جائے تو صاف جواب دے کہ تمباکو مباح ہے لیکن اس کی بدبو طبعاً بری محسوس

ہوتی اسلئے یہ طبعاً مکروہ ہے نہ شرعاً۔"

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۶)

وضاحت:

علامہ شامیؒ نے تمباکو کے استعمال کے جواز کے مذکورہ دلائل ردالمحتار میں بیان کئے ہیں۔اور پھر علامہ ہی نے "تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ" میں تمباکو کی اباحت پر حسب ذیل دلائل قائم کئے ہیں۔

مسئلة أفتى أئمة اعلام بتحريم شرب الدخان المشهورهل يجب علينا تقليدهم و افتاء الناس بحرمته أم لا؟ فلنبيّن لک ما يزيل غريب الشک عن حق اليقين بعد تمهيد ما حققه أئمة أصول الدين قال شارح منهاج الوصول الى علم الأصول للامام أبى عبد الله ابن أبى القاسم على بن عمر البيضاوى و يجوز الافتاء للمجتهدين بلا خوف و كذا المقلد المجتهد،واختلف فى جواز تقليد الميّت المجتهد فذهب الاكثرون الى أنه لم يجز والمختار عند الامام والقاضى البيضاوى الجواز واستدل الامام عليه فى الحصول بانعقاد الاجماع على جواز العمل بهذا النوع من الفتوىٰ اذليس فى زمانه مجتهد و كلام الامام صريح فى أنه لم يكن فى زمانه مجتهد فيكف زماننا

ألآن فـان شروط الاجتهاد لا تكاد توجد لهٰؤلاء الأئمة الذين أفتوا بتحـريـم التنبـاك ان كـان فتـواهم عن اجتهاد حتى يجب علينا تـقـليـدهـم فاجتهادهم ليس بثابت وان كان عن تقليد غيرهم فاما عـن مجتهد آخر حتى سمعوا من فيه مشافهة فهو أيضا كذلك اذ لـم يـرد فـى كـتـاب ولـم يـنـقـلوا عن دفتر فى افتائهم ما يدل على حرمته فكيف ساغ لهم الفتوىٰ وكيف يجب علينا تقليدهم ؟

والـحـق فـى افتـاء التـحـلـيـل والتـحـريم فـى هذالـزمـان التـمسك بـالأصـلـين اللـذيـن ذكـرهـما البيضاوى فى الأصول ووصفهما بأنهما نافعان فى الشرع.

ألأول: أن الأصـل فى المنافع الاباحة ، والمأخذ الشرعى آيات ثـلاث ،الأول قوله تعالى (خلق لكم ما فى الأرض جميعا) . واللام لـلـنـفـع فتـدل عـلـى أن الانتـفـا ع بـالمنتفع بـه مـأذون شـرعـا وهـو الـمـطـلـوب ،الثـانية قـولـه تعالىٰ (قل من حرّم زينة الله التى أخـرج)،والـزينة تدل على الانتفا ع ،الثالثة قوله تعالىٰ (أحل لكم الـطيّبـات)والـمـراد بالطيّبات المستطابات طبعا وذلك يقتضى حل المنافع بأسرها.

والثـانى : أن الأصـل فـى الـمـضـار التـحريم والمنع لقول عليه

الصلوة والسلام لا ضرر ولا ضرار في الاسلام وأيضًا ضبط اهل الفقه حرمة التناول اما بالاسكار كالبنج واما بالاضرار بالبدن كالتراب والترياق أو بالاستقذار كالمخاط والبزاق و هذا كله فيما كان طاهرا وبالجملة إن ثبت في هذا الدخان اضرار صرف خالٍ عن المنافع فيجوز الافتاء بتحريمه ،وان لم يثبت انتفاعه فالأصل حله مع أن في الافتاء بحله رفع الحرج عن المسلمين فان اكثرهم مبتلون بتناوله مع أن تحليله أيسر من تحريمه و ما خيّر رسول الله صلى عليه وسلم بين امرين الا أختار أيسرهما وأما كونه بدعة فلا ضرر فانه بدعة في التناول لا في الدين فاثبات حرمته أمر عسير لا يكاد يوجد له نصير، نعم لو أضرّ ببعض الطبائع فهو عليه حرام ولو نفع ببعض و قصد له التداوى فهو مرغوب الخ.

سوال:

''کئی بڑے اماموں نے تمباکونوشی کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے تو کیا ان کی پیروی کرتے ہوئے ہم پر بھی لازم ہے کہ لوگوں کو تمباکونوشی کی حرمت کا فتویٰ دیا کریں؟

اس سوال کا بے غبار جواب دینے سے پہلے ایک تمہید پیش خدمت ہے جسے

اصول دین کے اماموں نے پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے، وہ یہ کہ علامہ بیضاویؒ نے فرمایا ہے کہ مجتہدین تو بالاتفاق فتویٰ دینے کے اہل ہیں اور ان کیلئے جائز ہے کہ لوگوں کو فتویٰ دیا کریں جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور یہی حکم ہے ان مقلدین علماء کے فتوے کا جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جو مجتہد فوت ہوا ہے کیا اس کی تقلید جائز ہے یا نہیں؟ بیشتر فقہاء تو اس طرف گئے ہیں کہ جائز نہیں ہے البتہ امام قاضی بیضاویؒ کے نزدیک مفتیٰ بہ قول جواز ہی کا ہے اور ''المحصول'' میں علامہ نے فوت شدہ مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرنے کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے اس لئے کہ علامہ کے زمانہ میں کوئی مجتہد زندہ نہ تھا اور جب علامہ کے زمانہ میں کوئی مجتہد موجود نہ تھا تو آج کل ہمارے زمانہ میں مجتہد کا وجود کیونکر ممکن ہے؟ اسلئے جن علماء نے تمباکو کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے ان میں اجتہاد کی شرائط موجود نہیں ہیں، لہذا اگر انہوں نے مجتہدانہ حیثیت سے مذکورہ حرمت کا فتویٰ صادر کیا ہے تو یہ فتویٰ ہمارے لئے شرعی حجت نہیں کیونکہ مذکورہ علماء کا اجتہاد ثابت نہیں اور اگر انہوں نے کسی دوسرے مجتہد سے یہ فتویٰ خود سننے یا کسی معتبر متصل سند کے ساتھ سننے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ثابت نہیں ہے اور اگر انہوں نے کسی معتمد کتاب میں سے کسی مجتہد کے فتویٰ کا حوالہ دیا ہے تو اسکا اثبات بھی ممکن نہیں اس لئے کہ کسی مجتہد کی زندگی میں تمباکو دریافت نہیں ہوئی، پس مذکورہ علماء تمباکو کی حرمت کا فتویٰ دینے کے کیسے اہل ہو سکتے ہیں اور اس مسئلہ میں ہم پر انکی پیروی کرنا کیوں لازمی ہوگی؟

موجودہ زمانہ میں حق بات یہ ہے کہ ''حلت'' اور ''حرمت'' کا فتویٰ دینے کے بارے میں دو اصولوں پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنا ضروری ہے اور یہ شرعی نقطۂ نگاہ سے بہت نافع ہیں۔

اصل اوّل: دنیا میں جتنی نفع بخش چیزیں ہیں ان میں اصل اباحت ہے اور اس کے شرعی دلائل مندرجہ ذیل تین آیات کریمہ ہیں۔

ا۔قولہ تعالیٰ '' زمین میں جو کچھ پیدا کیا گیا ہے یہ تمہارے نفع کیلئے ہیں ''۔ یہاں (لکم) میں لام واسطے نفع کے ہے، پس یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جتنی بھی نافع چیزیں ہیں قرآن نے ان سے نفع اٹھانے کی اجازت دی ہے۔

۲۔ ''اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہدو کہ کس نے اللہ تعالیٰ کی وہ زینت حرام ٹھہرائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی ہے'' اس میں لفظ زینت نفع حاصل کرنے کی دلیل ہے۔

۳۔ ''اللہ نے تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کردی ہیں'' اور لفظ طیبات سے وہ چیزیں مراد ہیں جنہیں انسان طبعاً پسند کرتا ہے۔

اصل ثانی: دنیا میں جتنی نقصان دہ چیزیں ہیں ان میں اصل حرمت ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ '' نہ ضرر اٹھاؤ اور نہ کسی کو ضرر پہنچاؤ''۔ نیز فقہاء اسلام نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے کہ چیزوں کی حرمت کی بنیادی وجوہات

تین امور ہیں۔

ا۔کوئی چیز نشہ آور ہو جیسے بھنگ وغیرہ

۲۔انسانی صحت کیلئے مضر ہو جیسے مٹی یا افیون۔

۳۔انسانی طبیعت اس سے نفرت کرتی ہو جیسے ناک کی گندگی یا تھوک وغیرہ۔مذکورہ تفصیل ان چیزوں کے بارے میں ہے جو پلید اور نجس نہیں ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ اگر ثابت ہو جائے کہ تمباکو نوشی اور اس کے مروّجہ مختلف النوع استعمال میں صحت اور بدن کیلئے ضرر ہی ضرر ہے اور اس میں شفا اور علاج کا کوئی پہلو نہیں ہے تو بیشک اس کی حرمت اور ممانعت کا فتویٰ دیا جائے اور اگر ثابت ہو جائے کہ تمباکو نوشی میں جسم اور صحت کیلئے کوئی نقصان اور مضرت نہیں اگر چہ اس کی منفعت بھی ثابت نہ ہو تو بھی اس میں حلت ہی اصل ہو گی اور ساتھ ہی یہ فائدہ بھی ہو گا کہ تمباکو کی حلت اور جواز کا فتویٰ دینے میں مسلمانوں کو تکلیف سے نجات بھی ملے گی اسلئے کہ بیشتر مسلمان تمباکو کے استعمال میں مبتلا ہیں اور جب حضور علیہ السلام کو کسی دو کاموں میں کسی ایک کے کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان تر اختیار کر لیتے اور تمباکو کی بدعت ہونے سے کوئی شرعی نقصان نہیں اس لئے کہ یہ بدعت استعمال کی حیثیت سے ہے بحیثیت شریعت نہیں۔پس تمباکو کے استعمال کو حرام ثابت کرنا بہت مشکل ہے،شاید حرمت میں کوئی ہمدم اور ہمقدم نہ مل سکے،ہاں اگر کسی کیلئے تمباکو کا استعمال واقعی مضر ہو

تو بیشک اس کیلئے تمباکو کا استعمال حرام ہوگا اور اگر کسی نے بطور علاج نفع بخش پایا تو اس کیلئے حلال اور مرغوب ہوگا۔

(تنقیح فتاویٰ حامدیہ ج ۲ / ص ۳۳۱)

علامہ ابن عابدینؒ کے دلائل پر ایک طائرانہ نظر

حلت کی دلیل اوّل اور اس کی تردید:

تمباکو کے مجوزین کا سرخیل علامہ ابن عابدینؒ ہیں جیسا کہ ردالمحتار اور تنقیح حامدیہ کے سابقہ مندرجات میں ہم پڑھ چکے، لیکن واضح رہے کہ ردالمحتار اور تنقیح فتاویٰ حامدیہ کے دلائل اور مندرجات میں بظاہر تدافع ہے وہ یہ کہ علامہ شامیؒ ردالمحتار میں تمباکو کی حلت کے لئے بطور دلیل علامہ شیخ علی الأجھوریؒ کے رسالہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

أفتى بحله من يعتمد عليه من أئمة المذاهب الأربعة.

’’تمباکو کی حلت کا فتویٰ مذاہب اربعہ میں سے ایسے لوگوں نے دیا ہے جن کے قول پر اعتماد کیا جاسکتا ہے‘‘۔

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۶)

وضاحت:

ظاہر بات ہے کہ یہاں اُئمہ مذاہب سے مجتہدین مراد نہیں ہیں اس لئے کہ تمباکو کی دریافت اور استعمال کی ابتداء گیارہویں صدی ہجری کی پہلی دہائی میں

ہوئی اور اس زمانہ میں مجتہد مطلق ،مجتہد فی المذہب یا مجتہد فی المسائل موجود نہ تھا تو گویا مذاہب اربعہ کے اماموں نے تمباکو کی حلت کو جو فتویٰ دیا ہے تو اس وقت یہ حضرات درجۂ اجتہاد پر فائز نہ تھے، انہوں نے کسی مجتہد سے بھی مشافہۃً فتویٰ سننے کی سند پیش نہیں کی ہے اور نہ ہی کسی مجتہد کے فتویٰ کا کسی معتمد کتاب میں موجودگی کا حوالہ ذکر کیا ہے۔اس کے باوجود علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں تمباکو کی حلت کا فتویٰ دینے والوں کے فتویٰ میں اس سقم بلکہ غیر معتبر ہونے کی نشان دہی نہیں کی ہے، حالانکہ علامہ شامیؒ نے خود تمباکو کے استعمال کے مانعین کے چوٹی کے اماموں کا تمباکو کی حرمت کا فتویٰ مذکورہ سقم کی بنیاد پر رد کردیا ہے ۔مثال کے طور پر تنقیح حامدیہ میں علامہ شامیؒ لکھتے ہیں

مسئلة أفتى أئمة الاعلام بتحريم شرب الدخان المشهور فهل يجب علينا تقليدهم؟ الخ.....فان شرائط الاجتهاد لا تكاد توجد لهؤلاء الأئمة الذين افتوا بتحريم التنباك....فيكف ساغ لهم الفتوىٰ وكيف يجب علينا تقليدهم .

’’علماء نے تمباکو نوشی کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے تو کیا ہم پر ان کی تقلید لازمی ہے؟ تمباکو کی حرمت کا فتویٰ دینے والے ان اماموں میں اجتہاد کی شرائط موجود نہیں ہیں تو وہ یہ فتویٰ کیسے دے سکتے ہیں اور ہم پر ان کی تقلید کیونکر لازم ہوسکتی ہے؟

(تنقیح الحامدیہ ج۲ص۳۳۱)

اس لئے بندہ عرض گزار ہے کہ مانعین تمباکو کے اماموں نے تمباکو کی حرمت کا جو فتویٰ دیا ہے اور علامہ شامیؒ نے یہاں جس دلیل کی بنیاد پر وہ فتویٰ رد کیا ہے، بعینہ اس دلیل کی اساس پر تمباکو کے مجوزین کا حلت کا فتویٰ بھی مردود ہو جاتا ہے جس کا علامہ نے ردالمختار میں ذکر کیا ہے۔

حلت کی دلیل دوم اور اس کی حقیقت

علامہ ابن عابدینؒ ردالمحتار میں لکھتے ہیں:

فانهما (ای الحرمة او الكراهة) حكمان شرعيان ولا بدّ لهما من دليل و لا دليل على ذالک فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة "الأصل فی الاشياء الاباحة"

"حرمت اور کراہت دو شرعی حکم ہیں اور ان کے ثبوت کیلئے شرعی ثبوت ضروری ہے اور ثبوت موجود نہیں کیونکہ اس کے نشہ آور ہونے، سستی پیدا کرنے اور نقصان دہ ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں جبکہ اس کے منافع اور افادیت کا ثبوت ہے اسلئے یہ اس قاعدے کے تحت آتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔"

(ردالمختار ج ۵ / ص ۳۲۶)

میری گزارش ہے کہ تمباکو کو حلال کہنے والے بھی ایک شرعی حکم یعنی حلت ثابت کرنا چاہتے ہیں جس کیلئے دلیل کی موجودگی ضروری ہے اور یہ دلیل موجود نہیں

ہے پھر بھی اگر آنکھیں بند کر کے تسلیم کریں کہ تمبا کو نشہ آور اور مفتر نہیں تو جدید سائنسی تحقیقات کا کیا جواب ہوگا جن کی رو سے تمباکو حد درجہ مضر چیز ہے جس کا ذکر اس سے پہلے اسی مقالہ میں تفصیلاً ہو چکا ہے اور مجوزین کے دلائل کے اختتام پر اجمالاً انشاء اللہ آگے بھی ذکر کروں گا۔

علاوہ ازیں تمباکو بہت بدبودار، بد ذائقہ اور بد شکل ہونے کی بنا پر ہر سلیم الطبع انسان کیلئے طبعاً مستکرہ اور ناپسندیدہ چیز ہے اس لئے تمباکو موجودہ تحقیقات کے پیش نظر مضر بھی ہے اور مستقذر بھی اور علامہ شامیؒ خود تنقیح الحامدیہ میں لکھتے ہیں۔

مضر چیزوں میں اصل حرمت ہے

أن الأصل فى المضار التحريم والمنع لقول عليه السلام لا ضرر ولا ضرار فى الاسلام وايضا ضبط اهل الفقه حرمة التناول اما بالاسكار كالبنج واما بالاضرار بالبدن كالتراب والترياق أو بالاستقذار كالمخاط والبذاق الخ.

”جو چیز بدن کیلئے مضر اور نقصان دہ ہو حرام ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام میں نہ تو ضرر اٹھانے کی اجازت ہے اور نہ ہی ضرر پہنچانے کی، نیز فقہی ضابطہ ہے کہ چیزوں کی حرمت کی علل تین ہیں۔ (۱) نشہ آور ہونا جیسے بھنگ پینا (۲) مضر ہونا جیسے مٹی یا افیون کھانا (۳) مستقذر ہونا یعنی انسانی طبیعت کا

اس سے نفرت کرنا جیسے ناک سے خارج شدہ مواد اور تھوک۔"

(تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ ج ۲ / ص ۳۳۱)

لہٰذا تمباکو اگرچہ نشہ آور نہیں مگر مضر صحت اور مستقذر تو یقیناً ہے، پس تمباکو درحقیقت اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ باعث ضرر اور باعث نفرت چیز میں اصل حرمت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ردالمحتار میں تمباکو کی حلت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

حلت کی دلیل سوم اور اس کا ضعف

علامہ شامیؒ مزید لکھتے ہیں:

وان فرض اضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل احد الخ.

"اگر ہم تسلیم کریں کہ تمباکو بعض لوگوں کیلئے مضر ہے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ ہر ایک کیلئے حرام ہو جائے بلکہ صرف ان لوگوں کیلئے حرام ہونا چاہیے جن کیلئے مضر ہے"

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۶)

میں عرض کرتا ہوں کہ اس مادی عالم میں ازروئے نقل وعقل خیر وشر یکجا ہیں مثلاً ازروئے قرآن عمل شیطان، نجاست اور اُمّ الخبائث جیسے اوصاف سے موصوف شراب اور جواء بھی فائدہ اور منفعت سے خالی نہیں یعنی ضرر

مخفی نہیں۔

ارشاد خداوندی ہے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسَرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا.

"اے پیغمبر آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں (آپ علیہ وسلم ان سے) کہدو کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے اس میں فائدے بھی بہت ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے"

(بقرہ آیت ۲۱۹)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ. الاية

"(اے ایمان والو) شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب نجاست اور شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو"

(المائدہ آیت ۸۹)

فلسفۂ اضداد

عقلاء اور فلاسفروں میں فلسفۂ اضداد تسلیم شدہ امر ہے یعنی یہ کہ ہر ایک چیز خواہ خیر کی ہو یا شر کی اس کے ضمن میں اس کی ضد پائی جاتی ہے۔ علامہ شیرازی

فرماتا ہے:

ازین چمن گلے بے خارکس نہ چید آری۔۔ چراغ مصطفوی باشرار بولہیست

علاوہ ازیں انسانی طبائع کھانے پینے کی اشیاء کے استعمال میں ایک جیسے نہیں، ایک ہی چیز کسی کیلئے مفید اور دوسرے کیلئے مضر ہوتی ہے اور اصول فقہ کی رو سے یہ بات مسلم ہے کہ احکامات شرعیہ کی اساس اکثریت اور غلبہ پر مبنی ہوتی ہے، اکثریت کے مقابلہ میں اقلیت اور غالب کے مقابلہ میں مغلوب کالعدم سمجھا جاتا ہے، اسلئے شراب اور جوا وغیرہ اگر ضرر محض نہیں اور ان کی منفعت منصوص ہے لیکن چونکہ ان کا گناہ اور مضرت غالب ہے اسلئے مغلوب کالعدم ہو کر مطلقاً ممنوع ٹھہرے۔شہد اگرچہ صفراوی مزاج والوں کیلئے بقول علامہ شامیؒ مضر ہے لیکن انسانوں کی عظیم اکثریت کیلئے اس میں شفا ہے، اسلئے اقل قلیل کے لئے کسی عارض کی بنیاد پر مضر ہو تو شریعت نے اسے کالعدم قرار دے کر (فیہ شفاللناس) کا اعلان کردیا۔

دین اسلام آسان تر دین ہے اور تعلیم یافتہ اور ان پڑھ کیلئے یکساں احکامات کا حامل ہے، لہذا ہر ایک نئی دریافت شدہ چیز کے متعلق یہ گارنٹی حاصل کرنا کہ اس کے کیا خواص ہیں؟ اور فلاں مزاج کیلئے یہ نئی دریافت شدہ چیز کتنی مضر ہے؟ تاکہ زمرۂ مضرات میں داخل کرکے اس کو اس مخصوص مزاج والوں کیلئے حرمت اصلی کے دائرہ میں شمار کیا جائے اور وہی چیز (مثلاً تمباکو) جن لوگوں کیلئے

مفید دواء ہے ان کے حق میں مباحات اصلیہ میں شمار کیا جائے۔تو یہ اتنا مشکل طریقۂ کار بنے گا کہ عملی میدان میں اس پر عمل کرنا تقریباً ناممکن ہوجائے گا اور دین یسر کی بجائے عسر بنے گا اس لئے اشیاء کی منفعت اور مضرت ،فائدہ اور نقصان کیلئے شرعی تراز و اور کسوٹی اکثریت اور اقلیت کی بنا پر ہوگا ،فرداً فرداً ان کے اثرات کو ملحوظ نظر نہیں رکھا جائے گا۔چونکہ آج کل جدید تحقیقات اور خوردبینی مشاہدات کی رو سے تمباکو کے استعمال کے نتیجہ میں مختلف لا علاج امراض پیدا ہوتے ہیں لہذا اس کے استعمال میں غالب شر ہی ہے اور اس کے فوائد کے دعوے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

حلت کی دلیل چہارم اور اس کی تردید

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں

و لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالی باثبات الحرمة والکراھة الذین لا بد لھما من دلیل الخ.

’’علامہ شامیؒ ایک سوال مقدر کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ تمباکو کو حرام یا مکروہ قرار دیا جائے ،اس کا جواب آپؒ یہ دیتے ہیں کہ جب حرمت اور کراہت کے ثبوت کے لئے شرعی دلیل موجود نہیں اور باوجود اس کے از روئے احتیاط اسے مکروہ یا حرام قرار دیا جائے تو یہ گویا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے میں احتیاط برتنا ہے۔‘‘

بندہ کہتا ہے کہ اس کا ایک الزامی جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ حلت بھی تو ایک حکم شرعی ہے جس کے ثبوت کیلئے کوئی شرعی دلیل چاہیے اور جب دلیل نہ ہو تو حلت کا حکم لگانے میں بھی افتراء علی اللہ ہوا۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا. کوئی یہ نہ سمجھے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے تو تمباکو کی حلت کیلئے دلیل موجود ہے۔ یہ اندیشہ اسلئے غلط ہے کہ علامہ ابن عابدینؒ تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الاول أن الاصل فی المنافع الاباحة، والثانی ان الاصل فی المضار التحریم والمنع الخ.

" مفید چیزوں میں اصل اباحت اور مضر چیزوں میں اصل حرمت اور ممانعت ہے۔"

(تنقیح حامدیہ ج ۲/ص ۳۳۱)

اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جدید تحقیق کی رو سے تمباکو سخت مضر ہے اسلئے علامہؒ ہی کے اوپر بیان کردہ قواعد کی رو سے تمباکو میں اصل حرمت ہے۔

اور تحقیق کے طور پر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ علامہ شامیؒ نے خود تنقیح حامدیہ میں تصریح کی ہے کہ چوٹی کے ائمۂ کرام نے تمباکو کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے، نیز علامہ عبدالحیؒ نے اپنی شاہکار تصنیف ترویح الجنان فی حکم شرب الدخان میں سرکردہ فقہاء سے حرمت نقل کی ہے اور موجودہ مشاہداتی سائنس کی رو سے تو تمباکو بے شمار

مہلک امراض کیلئے گویا ''اُمُّ الامراض'' بنا ہوا ہے، اس لئے اس کے مضرات اظہر من الشمس ہیں اور از روئے فطرت سلیمہ تمباکو کی بو، ذائقہ اور شکل طبعًا باعث نفرت بھی ہے، لہذا حلت اور اباحت کے قائلین کو تسلیم کرنا ہوگا کہ تمباکو کے استعمال کے اگر اباحت کے دلائل موجود ہیں تو اس کی ممانعت کے دلائل بھی موجود ہیں اور موجودہ دور کے لحاظ سے مضرت اور ممانعت کے دلائل کی موجودگی سے انکار محسوسات کا انکار ہے، نیز یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب اباحت اور ممانعت کے دوطرفہ دلائل موجود ہوں تو ترجیح ممانعت کو حاصل ہوگی۔

علامہ ابن نجیمؒ فقہی قواعد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قاعدہ: درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح

فاذا تعارضت مفسدة و مصلحة قدم دفع المفسدة غالبا لأن اعتناء الشرع بالمنهيات اشد من اعتنائه بالمامورات ،و روى فى الكشف حديثا ''ترک ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين'' ومن ثم جاز ترک الواجب دفعاللمشقة ولم يسامح فى الاقدام على المنهيات .

''مصلحت اور فائدہ حاصل کرنے سے فساد اور مضرت دفع کرنا مقدم اور افضل ہے اسلئے جب فساد اور مصلحت میں تعارض ہو جائے تو فساد دفع کرنا مقدم ہوگا کیونکہ شریعت منہیات اور ممنوعات کو مامورات کی بہ نسبت عملی جامہ پہنانے

میں بہت زیادہ اہمیت دیتی ہے۔الکشف میں ایک حدیث ہے کہ ذرّہ بھر ناجائز کام سے بچنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے اور یہی وجہ ہے کہ کسی مشقت کے ازالہ کیلئے واجب کام ترک کرنا تو جائز ہے لیکن کسی ناجائز عمل کا ارتکاب روا نہیں ہوسکتا۔

(الاشباہ والنظائر ج ۱ / ص ۲۹۰)

حلت کی دلیل پنجم اور اس کی تردید

ان فی الافتاء بحل التنباک دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرھم مبتلون بتناولہ مع ان تحلیلہ ایسر من تحریمہ و ما خیّر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین أمرین الا اختار ایسرھما الخ.

''بیشک تمباکو حلال ہونے کے فتویٰ دینے میں مسلمانوں کو تکلیف اور مشقت سے بچانا ہے اسلئے کہ بیشتر مسلمان تمباکو کے استعمال میں مبتلا ہو چکے ہیں جبکہ تمباکو کو حلال قرار دینے میں آسانی ہے بہ نسبت حرام قرار دینے کے، اور حضور علیہ السلام کو جب کسی دو کاموں میں ایک کے کرنے کا حکم ہوتا تو آپ ان میں سے آسان تر کو پسند فرماتے۔''

(تنقیح حامدیہ ج ۲ / ص ۳۳۱)

میں عرض کرتا ہوں کہ بے شک شریعت میں حرج اور مشقت سے لوگوں کو

نجات دلانا اور آسانی پیدا کرنا ایک شرعی حکم ہے۔(قولہ تعالیٰ: ما جعل اللہ علیکم فی الدین من حرج) یعنی دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ تم کو مشقت میں نہیں ڈالتا۔لیکن دفع حرج میں جواز کیلئے یہ شرط ہے کہ اس کے نتیجہ میں لوگ اس سے بڑے حرج اور شر میں مبتلا نہ ہوں اور بارش سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے کھڑا ہونے کا محاورہ صادق نہ آئے ۔تمباکو نوشی کا حرج وضرر بنسبت ترک کرنے کے حرج کے زیادہ ہے۔

عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ

حال ہی میں روزنامہ مشرق پشاور میں ۲۵ فروری ۲۰۰۳ء کو عالمی ادارہ صحت عامہ نے ایک سروے رپورٹ شائع کی جس کے مطابق تمباکو نوشی سے سالانہ ۴۰ لاکھ افراد مرتے ہیں اور ستر کروڑ افراد تمباکو نوشی کے نتیجے میں پھیلنے والے دھویں سے مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن میں ۳۵ کروڑ بچے شامل ہیں۔ بلکہ سائنسدانوں نے یہاں تک ثابت کیا ہے کہ سگریٹ نوشی کے دوران زہریلے دھویں کے مضر اثرات سے متاثر شدہ حاملہ عورتوں کے بطن کے اندر جنین بھی خطرات سے دوچار ہو جاتے ہیں اس لئے تمباکو کے استعمال کی اجازت میں بے شک تمباکو کے عادی لوگوں کے لئے آسانی تو ہے اور انہیں حرج اور تکلیف سے بھی نجات دلانا ہے لیکن سائنسدانوں اور ماہرین صحت کی تحقیقات کی روشنی میں ان سے دوگنے لوگوں کو حرج بلکہ موت کے منہ میں دھکیلنا ہے جو کسی طرح بھی

ازروئے شریعت جائز نہیں۔لہذا تمبا کو کی حلت کا فتویٰ دینا گویا بارش سے بچانے کی غرض سے پرنالہ کے نیچے لا کھڑا کرنا ہے۔

علامہ ابن نجیم تحریر فرماتے ہیں:

یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع ضرر العام.

''ضرر عام ختم کرنے کی خاطر ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا''

(اشباہ النظائر ج ۱ / ص ۲۸۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں

تقیید القاعدة ایضا بما لو کان احدهما اعظم ضررا من الآخر فان الأشد یزال بالأخف".

''مذکورہ قاعدہ میں ایک قید اور ملحوظ رہنا چاہیے وہ یہ کہ ایک جانب بہت بڑا ضرر اور حرج ہو اور دوسری جانب کم ضرر ہو، تو بڑے حرج کو دفع کرنے کی خاطر کم حرج قابل برداشت ہو گا یعنی چھوٹے حرج اور ضرر کو رہنے دیا جائے گا۔''

(الاشباہ ج ۱ / ص ۲۸۳)

رہی یہ بات کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ دو باتوں میں آسان تر کو اختیار فرماتے تو یہ درحقیقت اس صورت میں ہوتا کہ جب دونوں جانب جائز ہوتے لیکن اگر ایک جانب حرمت یا حرمت کا شک اور احتمال ہوتا تو حضور علیہ السلام سو فیصد جواز کی جانب میلان اختیار فرماتے اگرچہ اس میں آسانی کی بجائے دشواری

ہوتی۔حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے" دع ما یریبک الی ما لا یریبک"
جس کام میں عدم جواز کا شائبہ تک ہو اس کو ترک کردو۔
علامہ ابن نجیمؒ مزید لکھتے ہیں:

ثم الاصل فی جنس هذه المسائل ان من ابتلی ببلیتین وهما متساویان یأخذ بأیتهما شاء وان اختلفا یختار اهونهما لأن مباشرة الحرام لا تجوز الا للضرورة ولا ضرورة فی حق الزیادة".

"جب دو مشکل صورت حال کا سامنا ہو تو قانون یہ ہے کہ اگر دونوں جانب برابر ہوں تو جو جانب اختیار کیا جائے جائز ہے اور اگر ان میں اختلاف ہو یعنی ایک جانب حرمت یا مشقت زیادہ ہو تو کم حرمت اور کم مشقت والی جانب کو اختیار کیا جائے گا۔"

(اشباہ ج ۲ / ص ۲۸۶)

علامہ شامیؒ کے دلائل کا خلاصہ

علامہ کے دور میں تمباکو کے متعلق جو تحقیقات ہو چکی تھیں ان کی رو سے تمباکو میں بہ نسبت مضرت کے منافع زیادہ سمجھے گئے تھے اس لئے علامہ موصوفؒ کے مذکورہ دلائل وقت کے لحاظ سے حق بجانب تھے مگر آج کل کی جدید تحقیقات کی رو سے تمباکو کا استعمال "اُمّ المضرّات" ہے لہذا علامہ شامیؒ نے تمباکو کی اباحت کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے بیشتر خود بخود ممانعت کے مؤید بن

جاتے ہیں۔

حرمت اور حلت کے فتویٰ کیلئے دواصول

علامہ ابن عابدینؒ نے حلت اور حرمت کا فتویٰ دینے کے لئے دواصول بیان کئے ہیں۔آپؒ لکھتے ہیں

والحق فی افتاء التحليل والتحريم فی هذاالزمان التمسک بالأصلين الذين ذكر هما البيضاوی فی الأصول:

(الأوّل) أن الأصل فی المنافع ألاباحة والمأخذ الشرعی آيات ثلاث.....

(والثانی) أن الأصل فی المضار التحريم والمنع لقول عليه السلام لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام.و ايضًا ضبط اهل الفقه حرمة التناول اما بالإسكار كالبنج وأما بالاضرار بالبدن كالتراب والترياق أؤ بالاستقذار كالمخاط والبزاق الخ

و بالجملة ان ثبت فی هذا الدخان اضرار صرف خال عن المنافع فيجوز الافتاء بتحريمه.

”حق بات یہ ہے کہ آج کل حلال یا حرام ہونے کا فتویٰ دینے میں علامہ بیضاویؒ کے بیان کردہ دواصول پر مضبوطی سے عمل کرنا چاہیے۔

اصل اوّل: منفعت بخش تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے جس کی دلیل تین آیات ہیں۔

اصل دوم: انسانی صحت کو ضرر اور نقصان پہنچانے والی تمام چیزوں کا استعمال حرام اور ممنوع ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ تو کوئی شخص ضرر اٹھائے اور نہ ہی کسی کو ضرر پہنچائے، نیز فقہاء نے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے کہ چیزوں کی حرمت کا دارومدار تین باتوں پر ہے ا۔چیز نشہ آور ہو جیسے بھنگ۔۲۔صحت کے لئے مضر ہو جیسے مٹی یا افیون۔۳۔باعث نفرت ہو جیسے رینٹھ اور تھوک۔

حاصل تحقیق یہ ہے کہ اگر تمباکو کے استعمال میں خالص ضرر بغیر منفعت کے ثابت ہو جائے تو اس کی حرمت کا فتویٰ دینے میں کوئی قباحت نہیں۔''

(تنقیح حامدیہ ج ۲ اص ۳۳۱)

وضاحت:

جب کسی چیز میں ضرر غالب ہو اور نفع کم ہو تو وہ شرعاً ضرر خالص بن جاتا ہے اور منفعت کالعدم سمجھی جاتی ہے جیسا کہ شراب اور جوا کہ اس میں نفع ہے مگر یہ نفع قرآن نے غیر معتبر قرار دے کر حرام ٹھہرایا ہے۔

تمباکو کا استعمال جائز کہنے والوں کے اقوال

علامہ السید حمویؒ شرح الاشباہ میں لکھتے ہیں

(۹۵) والنبات المجهول الخ يعلم منه حل شرب الدخان .

(الاشباه ج ۱ / ص ۲۲۵)

مفہوم:

علامہ ابن نجیمؒ اباحت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کیا اشیاء میں اصل اباحت ہے یا حرمت یا توقف؟اس ذیل میں ان اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے جن کی نفع اور مضرت معلوم نہ ہو،علامہ حموی شارح اشباہ غمز العیون میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی جائز ہے۔

بندہ کہتا ہے یہ اس زمانہ کی بات ہے جب تمباکو کا پودا نبات المجہول کے زمرے میں داخل تھا اسلئے اس زمانہ کے لحاظ سے علامہ حمویؒ نے درست لکھا ہے اگرچہ بات بلادلیل ہے۔

علامہ عبدالغنی الحنفی شرح'' الطريقة المحمدية ''میں لکھتا ہے:

و من البدع العادية استعمال التتن والقهوة الشائع ذكرهما فى هذا الزمان والصواب انه لا وجه لحرمتها ولا لكراهتهما فى الاستعمال بل هما من البدع فى العادة''.

''لوگوں کی عادات کی بدعات میں سے تمباکو اور قہوہ کا استعمال بھی ہے جن کے بارے میں درست بات یہ ہے کہ ان کی حرمت یا کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ یہ لوگوں کی عادت میں ایک نئی بدعت ہے لیکن یہ بدعت عبادت نہیں جو

ازروئے حدیث ممنوع ہے''۔

(تنقیح حامدیہ ج ۲ / ص ۳۳۱)

بندہ کہتا ہے کہ علامہ نابلسیؒ نے بارھویں صدی ہجری کی تحقیقات کی روشنی میں اپنی رائے ظاہر کردی ہے کہ تمباکو نہ مسکر ہے اور نہ مفتر و مضر، لہذا مباح ہے، البتہ تمباکو کے متعلق علماء کرام میں سے بعض حضرات اس کے استعمال کو غیر شرعی بدعت قرار دے کرا سے ناجائز سمجھتے تھے۔ علامہ عبدالغنیؒ نے اس بات کو رد فرمایا ہے کہ بدعت وہ ناجائز ہے جو عبادت میں ہو لوگوں کی عادت کی بدعت جائز ہے۔

آپؒ لکھتے ہیں

و فی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار (قوله وقد کره التتن شیخنا العمادی) لا یخفی ان الکراهة تنزیهیّة الخ .

''کراہت سے مراد تنزیہی ہے یعنی تمباکو کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے''

(طحاوی ج ۴ / ص ۲۲۷)

علامہ عبدالحئی لکھنویؒ کی مجموعۃ الفتاویٰ میں نائب مفتی محمد ادریسؒ کی تحریر ہے

''فی الواقع تمباکو بنفسہ مباح ہے اور اس کا کھانا اور نہ کھانا دونوں مساوی ہیں''

(مجموعہ فتاویٰ ج ۲ / ص ۱۱۰)

علامہ عبدالحیؒ لکھتے ہیں

فاما خوردن تمباکو واستعمال آں در بینی، پس دلیلے معتبر بر کراھتش هم قائم نیست .

(مجموعۂ فتاویٰ ج ۲ / ص ۹۷)

علامہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

سوال: تمباکو کھانا جائز ہے یا حرام ہے، پان منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تمباکو کھانا بلاتامل جائز ہے اور تمباکو منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف اور قرآن شریف وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ کذا قال مولانا المحقق عبدالحیٔ لکھنویؒ فی مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم۔

(امداد المفتیین کامل، ص ۹۷۶)

علامہ حکیم الامتؒ تمباکو کے متعلق ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

"بلاضرورت کراہت تو سمجھتا ہوں اور بوقت ضرورت کھانا اور پیا دونوں جائز ہیں اور ضرورت میں ایک اکل مکروہ نہیں ہے۔ دوسرے عوارض خارجیہ سے گو کراہت ہو جاوے اور سکر تمباکو میں نہیں ہے صرف حدت ہے اسی سے پریشانی ہوتی ہے لیکن عقل ماؤف نہیں ہوتی۔ الخ

(امداد الفتاویٰ ج ۴ / ص ۱۱۴)

علامہ مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ کا بیان ہے

''تمباکو مسکر و مفتر نہیں، اس سے دماغ میں فتور نہیں آتا بلکہ اس میں حدت ہے جیسے مرچ زیادہ کھانے سے پریشانی تو ہوتی ہے لیکن نشہ آور نہیں، تمباکو کا کھانا پینے کی بنسبت اخف ہے، پینے میں بدبو کی قباحت زیادہ ہے الخ''

(احسن الفتاویٰ ج ۸ / ص ۱۱۰)

فتاویٰ حقانیہ میں اس بارے میں یہ جواب دیا گیا ہے

''تمباکو کا استعمال از روئے شرع ممنوع نہیں لہذا استعمال مرخص ہونے کی بنا پر اس کی خرید و فروخت میں بھی قباحت نہیں جبکہ آج کل تمباکو فروشی ایک بہت بڑا ذریعہ معاش بن گیا ہے، غربت اور تنگی کے اس دور میں اس کا کاروبار کرنا کوئی شرعی جرم نہیں۔ بحوالہ تنقیح حامدیہ۔

(فتاویٰ حقانیہ ج ۶ / ص ۴۵)

تمباکو کے استعمال کے جواز کا فتویٰ دینے والوں کے اقوال میں اختلاف کا تذکرہ

ان حضرات میں سے بیشتر علماء تمباکو بطور سگریٹ، سگار، بیڑی، حقہ اور چلم کے استعمال کرنے کو نا جائز اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔

علامہ عبد الحیؒ لکھتے ہیں

شیخ عبد الخالق مزجاجی زبیدی حنفیؒ در بعض فتاوی

خود می آرند:

قد تکلم علماء المتأخرون فی ذالک لانه لم یکن فی القرون السابقة فمن مفرط فی ذمه حتی جز م بالحرمة ومن مفرط فی مدحه و منهم من توسط وقال انه مکروه تحریما وهذا عندی احسن الاقوال و اعد لها .....هذا کله فی شرب دخانه وأما أكله و شمه فهو مکروه تنزیها عندی لا نها دون شرب دخانه انتهی ملخصًا

وانچه که بعد تنقیح دلائل طرفین (مجوزین ومانعین) واضح شد، این است که قول حرمت لا یعبًا به است ـــــقول اباحت بلا کراهت هم خالی از خدشات نیست البته قول کراهت قابل اعتبار است، این همه گفتگو در حقه کشی است فاما خوردن تمبا کو و استعمال آں در بینی پس دلیلے معتبر بر کراهتش هم قائم نیست الخ (مجموعہ فتاوی ج ۲ /ص ۹۶)

علامہ تھانویؒ لکھتے ہیں:

حاصل یہ کہ کوئی حقہ کو زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ کوئی حرام، کوئی ضرورت شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار روا۔۔۔بہر حال پینے والا اس کے گناہ

سے خالی نہیں اور اصرار گناہ پر سخت گناہ ہے اور اکثر اہل کشف کے اقوال و رؤیاء صادقہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا پینے والا محفل مبارک نبوی علیہ وسلم صلی اللہ میں داخل نہیں پاتا اور بعض نے اس کے پینے والوں کو معذب بھی دیکھا ہے، اعاذنا اللہ منہ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

تمباکو نوشی را سینہ سیاہ است : اگر باور نداری نے گواہ است

(امداد الفتاویٰ ج ۴ / ص ۹۶)

مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ تمباکو نوشی کو بھی مباح قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں

”حقہ پینا مباح ہے۔ کما قال العلامۃ شامی فی کتاب الاشربۃ انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من أئمۃ المذاھب الاربعۃ الخ .... البتہ اگر بلاضرورت پئے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

(امداد المفتیین ص ۹۷۶)

تمباکو کے استعمال کے مانعین اور ان کے دلائل

بندہ نے تمباکو کے استعمال کو جائز اور مباح قرار دینے والے علماء کرام کے اسماء گرامی ان کے فتوے اور دلائل پہلے ذکر کر دیئے ہیں اور اب مانعین علماء کرام کے فتوے اور دلائل کا ذکر ہو گا۔ علامہ عبدالحیؒ نے اپنے رسالہ میں مانعین

کے فتوے اور دلائل کے سلسلہ کو بہت طول دیا ہے، اختصار کیلئے میں یہاں ان مفتیان کرام کے صرف اسماءگرامی ذکر کرتا ہوں جنہوں نے تمباکو نوشی کی ممانعت کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

فتاوائے شامیہ کی عبارت ہے

و فی الدر المختار: قال شیخنا النجم والتتن الذی حدث و کان حدوثه بد مشق فی سنة خمسة عشر بعد الألف یدعی شاربه أنه لا یسکر، وان سلم له فانه مفتر وهو حرام لحدیث أحمد عن ام سلمة قالت نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کل مسکر و مفتر، قال ولیس من الکبائر تناوله المرة و المرتین و مع نهی ولی الامر عنه حرم قطعا، علی ان استعماله ربما أضر بالبدن نعم الاصرار علیه کبیرة کسائر الصغائر انتهی''.

''ہمارے شیخ النجمؒ نے فرمایا ہے کہ تمباکو جو کہ ۱۰۱۵ھ کے بعد دمشق میں پیا جانے لگا اس کے متعلق تمباکو نوش کہتے ہیں کہ یہ نشہ آور نہیں ہے، اگر یہ بات تسلیم بھی کی جائے کہ تمباکو نشہ آور نہیں ہے تو بھی تمباکو مفتر تو ہے یعنی اس سے بدن میں فتور اور سستی پیدا ہوتی ہے اور ہر مفتر چیز حرام ہے اس لئے کہ امام احمدؒ نے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ہر مسکر اور مفتر چیز سے ممانعت فرمائی ہے اور شیخ نے فرمایا ہے کہ ایک آدھ مرتبہ تمباکو پیا گناہ کبیرہ

نہیں ہے البتہ اگر اسلامی حکومت نے تمباکو نوشی سے ممانعت فرمائی ہوتو پھر مطلقاً حرام ہے۔علاوہ ازیں اس کی عادت عموماً صحت کیلئے مضر ہے اوراس پر دوام گناہ کبیرہ بھی ہے۔"

(ردالمحتار ج ۵ / ص ۳۲۶)

ملتقی الابحر کی عبارت ہے

وكذا تحرم جوزة الطيب وكذا التتن الذى شاع فى زماننا بعد نهى ولى الامر.

"اور تمباکو کا استعمال جو ہمارے زمانہ میں استعمال ہونے لگا ہے حالانکہ حکومت کی ممانعت کے بعد حرام ہے"

(مجمع الانہر ج ۲ / ص ۵۷۶)

علامہ عبدالحیؒ لکھتے ہیں

قال الشُر نبلالى فى شرح منظومة ابن وهبان فى فصل الكراهة والاستحسان مسئلة مهمة: انه سألنى بعض العظماء عن شرب الدخان الذى حدث فى هذ الزمان فقلت ان الذى يستعمل شرعا و يصل الى الجوف اما غذاء او دواء ،الغذائية فيه منتفية والدواء ان ظن به فلا يدام عليه لا نعكاسه للضد وهو لا يجوز.وان لم يكن غذاءً ولا دواءً فهو نوع من العبث وانه لا يجوز

و هذا مع قطع النظر عن اتلاف المال بشراء ه و اذيته بنتن فمه كل من قابله الخ ملخصًا.

علامہ شرنبلالیؒ لکھتے ہیں:

ایک اہم سوال:

مجھ سے بعض دنیاوی بڑوں نے تمباکونوشی کا شرعی حکم دریافت کیا جو ایک نئی رواج شدہ چیز ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ جو چیز کھائی یا پی جاتی ہے، اس کا استعمال بطور غذا یا بطور دواء ہوتا ہے۔ تمباکونوشی میں غذائیت تو ہے نہیں، اگر کسی کا گمان ہو کہ یہ دواء ہے تو شائد وقتی طور پر ہو، اسلئے کہ انجام اسکا بیماری ہی بیماری ہے، لہذا تمباکو جب نہ غذا ہے اور نہ دواء تو عبث ہوا اور عبث جائز نہیں۔ یہ تو تمباکونوشی کا ذاتی حیثیت سے حکم ہے۔ علاوہ ازیں اس میں مال ودولت کا ضیاع بھی ہے اور تمباکونوش کے منہ کی بدبو سے تو ہر ملاقاتی کو اذیت پہنچتی ہے۔

(مجموعہ رسائل لکھنوی ج ۲ / ص ۲۶۱)

میرا ذاتی واقعہ:

غالبًا ۱۴ فروری ۲۰۰۳ء کو میں اپنے حجرے میں اکیلے بیٹھا ہوا اسی رسالہ کی تحریر میں مصروف تھا کہ دو بوڑھے آدمی کوئی مسئلہ پوچھنے آئے اور مجھ سے تقریباً آٹھ فٹ کے فاصلے پر بیٹھ گئے، بخدا کہ گفتگو کے دوران ان میں سے ایک کی سگریٹ نوشی کی وجہ سے اسکے منہ سے جو بدبو آرہی تھی اس سے میرا دم گھٹنے لگا اور

میرا حجرہ جو کہ ۱۵×۱۵ مربع فٹ ہے، سگریٹ کی بدبو سے بھر گیا، مجھ سے برداشت نہ ہوسکا اور بڑے میاں سے کہا کہ خدا کے بندے اس عمر میں بھی سگریٹ نوشی سے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ملی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جس آدمی نے سگریٹ کو صرف چھوا تک ہو، مصافحہ کے دوران مجھے اس کی بدبو سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔

علامہ عبدالحیٔؒ لکھتے ہیں

وقال صاحب ”تحفة الاخوان“: انه لم يجز شرب الدخان كمالا يخفى، وقد سبق عن الامداد وغيره أن شرب هذا الدخان بدعة حدثت في هذا الزمان وقال ابن العمار في هديته: يكره الاقتداء في الصلوة بمن هو معروف بأكل الربا أو شئى من المحرمات او باصرار على شئى من البدع المكروهة كالدخان المبتدع في هذ الزمن . انتهى.

”صاحب تحفۃ الاخوانؒ نے فرمایا ہے کہ ظاہر بات ہے کہ تمبا کو نوشی جائز نہیں ہے، اور اس سے پہلے بحوالۂ امداد وغیرہ یہ بات تحقیق کو پہنچی ہے کہ تمبا کو نوشی کی بدعت زمانہ حال میں شروع ہوئی ہے، اور ابن العمارؒ نے اپنی ہدیۃ میں کہا ہے کہ سود خور یا کسی حرام کاری پر اصرار کرنے والے یا تمبا کو نوشی پر اصرار کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔“

(مجموعہ رسائل لکھنویؒ ج ۲ / ص ۲۶۱)

و فی عمدۃ المرید للقانی: سئل عبد الرحمن المسیری الذی کان رئیس الحنفیة فی زمانه من حکم هذاا الدخان فشاهدت بأنه منع عن شربه و سئل الشیخ سالم السنهوری المالکی عن شرب الدخان فأفتی بحرمته ولم یزد علیه شیئًا ثم سئل عنه الشیخ خالدا السویدی المالکی فحکم بمنعه مطلقًا."

''علامہ اللقانیؒ کے عمدۃ المرید میں ہے: علامہ عبدالرحمٰن المسیریؒ سے جو کہ اپنے وقت میں علماء احناف کے رئیس تھے جب تمباکونوشی کے متعلق سوال کیا گیا تو میری موجودگی میں آپ نے ممانعت کا فتویٰ دیا، نیز شیخ سالم مالکیؒ نے تمباکونوشی کی حرمت کا فتویٰ دیا اور شیخ خالد سویدیؒ نے مطلقاً ممانعت کا فتویٰ دیا''۔

(ایضاً)

آپؒ مزید لکھتے ہیں

و سئل عن الشرب العلامة الفاضل القاضی محمد بن احمد بن عبد الرحمن فقال انه لمن غش الشیطان و تزیینه للناس الذین یلعب بهم و تلبیسه علیهم لانهم یظنون فیه الدواء لامراضهم مع انه یورث الامراض فی أخر الأمر الخ و فی الوسلیة الاحمدیة شرح الطریقة المحمدیة للشیخ رجب بن احمد الحنفی فی آخر المبحث الثالث من مباحث الاسراف عند قول

المصنف :ومن الاسراف ما صرف الى المعاصى والمناهى .....الخ،و من الاسراف الذى صرف الى المعاصى والمناهى شراء الدخان و شربه الذى ظهر فى هذا لزمان من قبل الكفرة العدوة لأهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام ، فانهم يشترون بثمن غال فيدخل فى الاسراف المحرم مع نتن رائحته وأذيته للذين يتبعون النبى عليه السلام . الخ .

”تمباکونوشی کے بارے میں علامہ قاضی عبدالرحمٰنؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ درحقیقت یہ شیطان کا دھوکہ ہے، شیطان ہی اس عمل کو اپنے چیلوں کیلئے مرغوب بناتا ہے اور اس سے دھوکے کا کھیل کھیلتے ہوئے بہت سی بیماریوں کیلئے اس کا علاج ہونے کی امید دلاتا ہے حالانکہ انجام کارتمباکونوشی جملہ بیماریوں کی جڑ ہے الخ۔۔۔۔ اور وسیلۂ احمدیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے کہ وہ اسراف جس میں گناہ ہےاور شرعاً ممنوع ہےتمباکونوشی کے اخراجات شامل ہیں، جو موجودہ دور کے مسلمانوں کے ہر خاص وعام میں ان کےازلی دشمنوں یعنی کفار نے وبا کی طرح پھیلا دیا ہے۔ مسلمان اس کومہنگے داموں خریدتے ہیں اور یہ خریداری یقیناً اس اسراف میں داخل ہے جوشرعاً حرام ہے،مزید یہ کہ یہ ایک ایسی بدبودار چیز ہے جس سے حضور علیہ السلام کی پیروکار مخلوق یعنی عبادت گذار انسانوں ،جنات اور فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ (ایضاً)

تمبا کو کے شرعی حکم کے بارے میں علامہ عبدالحئی ؒ کی تحقیق کے احوال

علامہ نے اس مسئلہ کی تحقیق کے متعلق دو رسالے تحریر فرمائے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱ . ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان

۲ . زجر ارباب الریان عن شرب الدخان

یہ دونوں رسالے یکجا چھپ کر شائع ہوئے اور حجم کے لحاظ سے بڑے سائز کے ۹۲ صفحات بنتے ہیں۔

(ترتیب بحث وتحقیق):

الف) علامہ عبدالحیؒ نے حرمین شریفین مکہ مدینہ کے علماء کرام، مفتی حضرات اور شام ومصر وغیرہ جیسے عرب ممالک کے چیدہ چیدہ قاضیوں کے وہ فتوے درج کئے ہیں جوانہوں نے تمباکو کے استعمال کی ممانعت میں دیئے ہیں۔

ب) اس کے بعد علامہ نے مجوزین کے فتوے اور دلائل ذکر کئے ہیں۔

ج) طرفین کے مسالک اور دلائل کے بعد علامہ عبدالحیؒ نے مختصر الفاظ میں اپنا مسلک اور تحقیق بھی لکھ دی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اکابرین مذاہب اربعہ کا تمباکو نوشی کے متعلق فتویٰ

علامہ عبد الحیؒ نے ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان میں اکابرین مذاہب اربعہ میں سے ایک طویل فہرست دی ہے جنہوں نے تمباکو نوشی کی حرمت یا کراہت تحریمی کا فتویٰ دیا ہے۔

آپؒ لکھتے ہیں

''شیخ اسحاق ہندیؒ نے رسالہ '' النصیحة'' اور شیخ حسین سندیؒ نے '' تبیان '' نامی رسالوں میں علماء کے ایک پورے گروہ کا تمباکو نوشی کے متعلق حرمت یا کراہت کا فتویٰ نقل کیا ہے۔''

(۲) علامہ محمد عبد الباقی بن سنبل تابع مصلی محمد بن محمد الرومی المکی الحنفیؒ نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا ہے۔

(۳) مفتی عمر بن عبد الرحیم الحسینی الشافعیؒ نے بھی بسبب مضر ہونے کے اسے حرام قرار دیا ہے۔

(۴) مفتی محمد بن محمد فتح اللہ بن علی المغربی الأصل ،السکندری المولد ، المالکی المذھب،المدنی فی الدارؒ نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔

(۵) مفتی محمد الرومی الحنفیؒ مدرس حرم المکی الحنفیؒ نے بوجوہ حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔

(۶) علامہ سید المحققین صبغۃ اللہ الحنفیؒ نے اس کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا ہے۔

(۷) دولت عثمانیہ کے مفتی اعظم محمد بن سعد الدین الحنفیؒ نے ممانعت کا فتویٰ

دیا ہے۔

(۸) دولت عثمانیہ کے مفتیٔ اعظم اسعد بن سعد الدین الحنفیؒ نے ممانعت کا حکم کیا ہے۔(۹) الشیخ خالد المالکیؒ (۱۰) مفتی زبید ابراہیم بن محمد جمعان الشافعیؒ (۱۱) الفاضل الشامی النجم الغزی الشافعیؒ (۱۲) الشیخ ابراہیم اللقانی المالکی المصریؒ (۱۳) الشیخ سالم شیخ اللقانیؒ (۱۴) الشیخ محمد الحنبلیؒ۔ ان سب نے حضرات تمباکو نوشی کو شرعاً ممنوع قرار دیا ہے۔

(۱۵) احمد الرومی الحنفی الازہریؒ (۱۶) مفتی عامر الشافعی الازہریؒ (۱۷) علامہ منصور البہوتیؒ شیخ الحنابلہ (۱۸) شیخ الحدیث والتفسیر بالحرم المکی محمد علی بن محمد علان الصدیقی البکری الشافعیؒ (۱۹) مفتی ائمۃ الحنفیۃ بالحرم المکی محمد عبد العظیم المکی الحنفیؒ (۲۰) علامہ خالد بن عبداللہ المالکی الجعفریؒ (۲۱) مفتی محمد بن صدیق الخاص الحنفی الز بیدیؒ (۲۲) علامہ محمد عبد الباقی المکی الحنفیؒ (۲۳) محمد علی بن علان البکری الصدیقی الشافعیؒ۔ (۲۴) مفتی زبید العالم العلامۃ الشیخ ابراہیم بن جمعان الشافعیؒ (۲۵) علامہ شیخ احمد علی بن محمد مراد الانصاری السندیؒ (۲۶) علامہ مفتی عبدالخالق الاشعریؒ (۲۷) شیخ الطریقۃ الشاذلیۃ شیخ المشائخ ابو العباس سید ناصر المالکیؒ (۲۸) مفتی المالکیۃ بمکۃ المشرفۃ حسین بن علی الحسنیؒ (۲۹) علامہ سلیمان بن یحییٰ بن عمر مقبول الاہدلؒ۔

(مجموعہ رسائل لکھنوی ج ۲ / ص ۲۱۰)

یہ تمام اکابرین مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، شام، مصر، ازہر، قسطنطنیہ، ہند اور

سندھ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سب نے تمباکو نوشی کی ممانعت میں بہت سخت تعزیری الفاظ سے اس وباء کے سد باب کی تلقین فرمائی ہے، تفصیل کے خواہشمند حضرات مذکورہ رسائل ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

علامہ عبدالحیؒ مزید لکھتے ہیں:

وفی التبیان انه سئل العلامة محمد جان السندی الحنفی بن العلامة عبد اللطیف بن المخدوم عثمان عن شرب الدخان. فاجاب مع افتاء ابیه وجده انه مکروه کراهة التحریم بل حرام والاصرار علیه کبیرة کسائر الصغائر وشاربه فاسق مبتدع یغیر ویسقط عنه العدالة لقواعد المذهب ورواياته وکتب علی هذا الفتویٰ التصدیقات نحو سبع و سبعین من فضلاء ذالک الوقت ولا اعرف الی الآن وهو سنة ثمان وتسعین بعد الالف والمائة ان یتفوه بإباحة شرب الدخان او یشربه من الفضلاء والصلحاء والاعیان بید أن یشربه السوقیة والفسقة انتهی ملخصًا.

''علامہ الشیخ حسین السندیؒ کی تالیف ''التبیان'' میں ہے کہ علامہ محمد جان السندی الحنفیؒ سے تمباکو نوشی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اپنے والد اور دادا کے فتویٰ کے ساتھ اپنا فتویٰ بھی دیا کہ تمباکو نوشی مکروہ تحریمی بلکہ حرام ہے اور

اس پر دوام گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ دیگر صغیرہ گناہوں پر دوام گناہ کبیرہ بنتا ہے۔تمباکونوش فاسق،مبتدع اور مذہبی قواعد اور روایات کی رو سے ساقط العدالۃ ہوجاتا ہے اور اس فتویٰ کی تصدیق ۷۷جید علماء کرام اور مفتی حضرات نے کی ہے اور آج ۱۱۹۸ھ تک کسی سے نہیں سنا کہ کسی فقیہ نے تمباکونوشی کو جائز کہا ہو اور کسی بھی عالم دین یا نیک سیرت یا سرکردہ افراد کے بارے میں تمباکونوشی کا نہیں سنا ہے بجز اس کے کہ بازاری لوگ اور فساق و فجار اسے پیتے ہیں۔“

(مجموعہ رسائل لکھنویؒ ج ۲ / ص ۲۸۳)

علامہ وہبہ الزحیلیؒ لکھتے ہیں:

”وقد ذكر الشيخ محمد بن جعفر الكتاني في كتابه حكم التدخين عند الائمة الاربعة وغيرهم سبعة عشر دليلًا على تحريم الدخان وأبان المفاسد الكثيرة المترتبة على الدخان واورد فتاوىٰ علماء المذاهب الاسلامية بالتحريم وناقش أدلة المبيحين بالتحريم.

”شیخ محمد ابن جعفر الکتانیؒ نے اپنی کتاب میں مذاہب اربعہ وغیرہ کے نزدیک تمباکونوشی کے حرام ہونے پر سترہ دلائل ذکر کیے ہیں اور تمباکونوشی کے بہت سے مفاسد ذکر کیے ہیں اور مذہب اسلام کے بہت سے علماء اور مفتیان حضرات کے فتاویٰ سے تمباکونوشی کی حرمت پر کثیر تعداد میں فتوے ذکر کیے ہیں اور مباح

کہنے والوں کی تردید کی ہے۔''

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷/ ص ۵۵۰۶)

نوٹ: علامہ زحیلیؒ نے مذکورہ سترہ دلائل نقل کیے ہیں لیکن میں نے طوالت کے پیش نظر یہاں بیان نہیں کیے ہیں۔شائقین حضرات مذکورہ بالا صفحہ پر دیکھ سکتے ہیں۔

علامہ عبدالحیؒ فریقین کے دلائل کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فظهر أن شرب الدخان موجب لارتكاب الكبيرة على رأئ أكثر العلماء ذوى الشان وهو الذى يدل عليه البرهان،ومن ذهب الى الاباحة مع الخلو عن الكراهة فقوله لا يخلو عن شذوذ وخسران.

''پس مذکورہ بحث وتحقیق سے ثابت ہوا کہ تمباکونوشی کے بارے میں چوٹی کے محققین علماء کی اکثریت کا فتویٰ یہی ہے کہ تمباکونوشی کبیرہ گناہ ہے اور یہی شرعی دلیل کا تقاضا ہے اور جس نے تمباکونوشی کو مطلقاً مباح قرار دیا ہے تو اس کا قول شاذ اور باعث خسران ہے۔''

(مجموعہ رسائل لکھنوی ج ۲/ ص ۳۰۹)

علامہ عبدالحیؒ مزید لکھتے ہیں:

''چرٹ پینا مثل حقہ پینے کے بلاریب وشک مکروہ تحریمی ہے اور چرٹ

میں بسبب مشابہت نصاریٰ کے زیادہ تر کراہت ہے۔" واللہ اعلم

(ایضاً ج ۲ / ص ۲۲ کتاب الحظر والاباحۃ)

تمباکو نوشی سے دور بھاگئے

علامہ عبدالحیؒ نے اپنے رسالہ "زجر ارباب الریان عن شرب الدخان" کے آخر میں (الباب الرابع الخ) سے کچھ پہلے اور اس کے تحت زندہ اور مردہ اولیاء اللہ جیسے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے کرامات، مشاہدات، کشف اور منامات کے تقریباً دس واقعات سے ثابت کیا ہے کہ تمباکو نوشی سے حضور علیہ السلام کو نفرت ہے اور تمباکو نوش کو اپنی زیارت کا موقع نہیں دیتے ہیں۔ تفصیل دیکھنے کے خواہشمند حضرات مذکورہ رسالہ کی طرف رجوع کریں۔

(ایضاً ج ۲ / ص ۳۲۳)

اصول حکمت اور طب کی تحقیقات کی روشنی میں تمباکو نوشی کی جانی، مالی اور دینی بربادی

ایک وضاحت:

اگرچہ تمباکو کے استعمال کے شرعی حکم سے پہلے اسی رسالہ میں بندہ نے اس کے مضرات اور نقصانات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے مگر جیسا کہ علماء اور فقہاء کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ تمباکو کے استعمال کا جواز اور عدم جواز کا بنیادی تعلق اس کے فائدہ

اور نقصان، داء اور دواء سے ہے لہذا مصلحت کا تقاضا ہے کہ تمباکو کے استعمال کے شرعی حکم کی وضاحت سے پہلے موجودہ زمانہ میں تمباکو کے زہریلے اثرات اور تباہ کاریوں کی ایک جھلک کا اعادہ ہو جائے۔

علامہ حکیم مظفر حسین اعوان لکھتے ہیں:

تمباکو کے جزوی فوائد کی نسبت اس کے نقصانات غالب ہیں۔ تمباکو سے دل، دماغ اور پھیپھڑوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے، چنانچہ تمباکو کے کثیر استعمال سے ضعف حافظہ، بے خوابی، گلے کی خراش، خشک کھانسی، بھوک نہ لگنا، ذرا سی محنت سے سانس چڑھ جانا، ضعف باہ وغیرہ جیسے عوارضات پیدا ہو جاتے ہیں، سب سے زیادہ مضر اثر بصارت پر ہوتا ہے ابتداء میں آنکھوں کی نظر دھندلانے لگتی ہے، باریک حروف پڑھنا مشکل ہوتا ہے اور اس پر اصرار سے بینائی کے ختم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اسے ڈاکٹری اصطلاح میں ٹوبیکو ایمبلی اوپیا کہتے ہیں۔ نابالغوں میں اس کے اثرات زیادہ پائے جاتے ہیں اس لئے اکثر ملکوں میں نابالغوں اور طالب علموں کیلئے تمباکو نوشی قانوناً منع ہے۔ تمباکو کے پتوں میں اس کا جوہر نکوٹین ۵ فیصد ہوتا ہے، یہ سم (زہر) قاتل ہے، اس کے دو قطرے پینے سے کتا ہلاک ہو جاتا ہے، یہ گرمی کے اثر سے بخارات بن کر تمباکو کے مستعمل شدہ دھوئیں میں بھی موجود ہوتا ہے، اس کے علاوہ تمباکو کے دھوئیں میں ہائیڈرو سیانک ایسڈ، کاربن مونو آکسائیڈ، پاری ڈین اور ایمونیا بھی پائے جاتے ہیں۔ موخر الذکر دونوں اجزاء

ہی تمباکو کے دھوئیں میں مخرش تاثیر پیدا کرتے ہیں۔ حقہ یا پیچواں کے ذریعہ تمباکو پینا یا فلٹر ٹائپ سگریٹ پینا یا سگریٹ ہولڈر میں ہر روز ذرا سی روئی رکھ کر سگریٹ پینا نسبتاً کم مضر ہے لیکن پان کے ساتھ تمباکو یا زردہ کھانا اور منہ یا ناک کے ذریعہ اس کی نسوار لینا سخت نقصان دہ ہے۔علی الصبح ناشتہ کرنے سے قبل یا رمضان میں شام کا کھانا کھانے سے پہلے تمباکو کے زہریلے اثرات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔بتغیر"

(کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید ص ۱۸۶)

تمباکو نوشی باعث نامردی ہے

سگریٹ پینے والوں کیلئے بری خبر ہے کہ اس سے آدمی نامرد ہو جاتا ہے، برطانیہ میں ایک لاکھ مرد حضرات سگریٹ نوشی کے باعث از دواجی طور پر ناکارہ ہو چکے ہیں۔ یہ بات برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن اور ایکشن آف سموکنگ اینڈ ہیلتھ نامی تنظیموں نے تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ میں بتائی ہے۔رپورٹ کے مطابق اس وقت صرف برطانیہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار افراد براہ راست سگریٹ نوشی کے باعث متاثر ہیں۔سگریٹ نوشی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ایسے والدین کے ہاں بچے نہ پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ سگریٹ نوشی سے مرد کے "سپرم" کمزور ہو جاتے ہیں۔نامردی اگرچہ کینسر اور دل کے امراض کی طرح جان لیوا تو نہیں لیکن مردوں کیلئے اس کی اہمیت دونوں جان لیوا مہلک بیماریوں سے کہیں

زیادہ ہے۔

(بحوالہٗ مہلک عادات ،نبوی طریقے اور جدید سائنس ص ۶۶)

حکیم محمد طارق محمود چغتائی گولڈ میڈلسٹ کے نزدیک تمبا کو شراب سے زیادہ مضر ہے

آپ لکھتے ہیں

''شراب وغیرہ مسکرات کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جسے دنیا نشہ آور نہیں سمجھتی لیکن درحقیقت وہ اپنے اندر نشہ کی خاصیت رکھتی ہے اور وہ ہلکی قسم کا ایک نشہ ہے اس کا اتنے وسیع پیمانے پر ساری دنیا میں رواج ہو چکا ہے کہ کالے، گورے زرد و احمر ہر ملک کے مرد،عورتیں ،بوڑھے اور بچے اس کا شکار ہو رہے ہیں۔مگر بلاخوف وتردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحت انسانی کیلئے پانچ ضرر رساں اشیاء میں سے یا ایسی اشیاء جو قیام زندگی کیلئے غیر ضروری ،بے فائدہ اور لغو ہیں اور جنہیں آج کل دنیا میں انتہائی فروغ حاصل ہو چکا ہے یہ چیز سر فہرست پر ہے۔وہ اشیاء بالترتیب یہ ہیں۔تمباکو، چائے ،آئس کریم،شراب و دیگر مسکرات۔''

(سنت نبوی اور جدید سائنس،صدارتی ایوارڈ یافتہ ج ۱/ ص ۲۶۲)

تمباکو کے زہریلے اجزاء

تمباکو میں یوں تو اٹھارہ زہریلے مادے ہیں، کچھ تو نازک ہوائی جھلیوں پر اور دوسرے خون کے دھارے میں شامل ہو کر تمام جسم کے طبعی نظام پر اثر انداز

ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض مہلک ترین زہریلے مادے حسب ذیل ہیں:

(۱) نکوٹین: ۲۰ ملی گرام فی سگریٹ، نکوٹین تمباکو میں ۵ فیصد ہوتا ہے، نکوٹین اتنا زہریلا ہوتا ہے کہ اس کے دو قطرے اگر کتے کو دیئے جائیں تو ہلاک ہو جائے گا۔ پرندے تو نکوٹین کی بو سے ہی مر جاتے ہیں۔ خوش قسمتی سے بہت سا نکوٹین تمباکو کے جلانے سے جل جاتا ہے لیکن پھر بھی تمباکو نوشی کی صورت میں کافی مادہ پھیپھڑوں میں داخل ہوتا ہے۔

وارننگ:

تمباکو کے استعمال کے وہ طریقے جن میں تمباکو جلایا نہیں جاتا جیسا کہ تمباکو کا زردہ پان میں کھانا یا تمباکو نسوار کی شکل میں منہ میں رکھنا یا سونگھنا، سگریٹ، بیڑی، سگار، حقہ اور چلم کی نسبت بہت مضر ہے اس لئے کہ نہ جلانے کی صورت میں تمباکو کے اندر نکوٹین کا زہر سو فیصد موجود رہتا ہے اور خون میں جذب ہوتا رہتا ہے۔

حکیم مظفر حسین اعوان لکھتے ہیں:

''تمباکو پینا نسبتاً کم مضر ہے لیکن پان کے ساتھ تمباکو یا زردہ کھانا اور منہ یا ناک کے ذریعہ اس کی نسوار لینا بہت نقصان دہ ہے''۔

(کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید ص ۱۸۶)

شاید سخت نقصان دہ ہونے کی یہی وجہ ہو کہ مذکورہ صورتوں میں تمباکو کے

اندر ''نکوٹین'' کا زہر ضائع ہوئے بغیر موجود رہتا ہے۔

(۲) ٹار: تمباکو کے اندر یہ دوسرا زہریلا مادہ ہے یہ مادے پھیپھڑوں اور نازک ہوائی جھلیوں میں داخل ہوکر ان کے اندر جمع ہوتے ہیں اور مقامی خراش کا باعث بنتے ہیں۔کھانسی ہونے لگتی ہے نتیجۃً سانس کی باریک نالیاں پانچ چھ گنا موٹی ہو جاتی ہیں اور اس طرح یہ عمل سانس کی تنگی (ضیق النفس۔ساہ بندی) کا باعث بنتا ہے۔سائنسدانوں نے (ٹار کا مادہ) جب چوہوں اور جانوروں پر استعمال کیا تو اس سے کینسر پیدا ہوا۔

(۳) کاربن مانو آکسائیڈ: یہ زہریلا مادہ تمباکو کے دھوئیں میں ڈیڑھ یا دو فیصد فی لیٹر خون کے سرخ ذرات میں شامل ہوکر سانس کو روکتا ہے اور زیادتی پر موت واقع ہوسکتی ہے۔

(۴) کارسینوجنک (کینسر پیدا کرنے والا): تمباکو میں موجود اس کیمیائی مادے کے دھوئیں سے جانوروں پر تجربہ کرنے سے کینسر کا پیدا ہونا ثابت کیا جا چکا ہے۔

(۵) تیزاب مہلک: بھاپ بن کر اڑنے والا تیزاب۔

(۶) کربول سائنامائیڈ: یہ بھی مہلک زہر (سم قاتل) ہے۔

(۷) سنکھیا: جو سگریٹ حقہ وغیرہ کے دھوئیں میں پایا جاتا ہے۔اگر کسی جانور کو کھلایا جائے تو وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ دیتا ہے۔

(۸) امونیا: یہ بھی مضر صحت ہے۔دم گھٹنے لگتا ہے پھیپھڑوں کو جلا کر دائمی تکلیف

میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۹) کولتار: یہ بھی ایک زہر ہے جو مہروں کو جانے والی باریک نالیوں کو مفلوج کر دیتا ہے۔ اسکے علاوہ مہروں کی اندرونی جلد کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔

(۱۰) فنول اور الکحل: یہ بھی مہلک زہر ہیں۔

یہ وہ تمام زہر ہیں جو ایک عام تمباکو نوش کے جسم میں جذب ہوتے رہتے ہیں اور اس کی سرسبز و شاداب اور تر و تازہ زندگی کو مرجھا کر رکھ دیتے ہیں۔ خوف و وحشت، کمزوری، ذہنی الجھن اور کشمکش کا شکار ہو کر زندہ رہ کر بھی زندگی کو ترستا ہے۔

(ماخوذ از ''نوجوان تباہی کے دہانے پر'' ج ۱۱ ص ۲۱۴)

جدید ترین سائنسی تجربات اور تحقیقات کی روشنی میں تمباکو کی تباہی

جب تمباکو کا زہریلا دھواں یا زہریلا مادہ پھیپھڑوں یا خون میں جذب ہو جاتا ہے تو اس میں موجود مخصوص کیمیکل پھیپھڑوں کے خلیات کو تحریک دے کر ان میں تیزی سے تقسیم در تقسیم کا عمل شروع کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں کینسر پیدا ہو جاتا ہے۔ تمباکو کے دھوئیں میں نکوٹین، ٹار اور کاربن مونو آکسائیڈ کے علاوہ امونیا (زہریلی گیس) ہائیڈروجن سائنا مائیڈ (نہایت خطرناک اور تیز اثر

زہر) اور فینول بھی پایا جاتا ہے، ان سب زہروں کی وجہ سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔ یہ امراض اس شخص میں پیدا ہوتے ہیں جو کئی سال تک تمباکو کا استعمال باقاعدگی سے کرے۔ امراض کی فہرست یہ ہے۔

(۱) پھیپھڑوں کا کینسر (۲) گلے کا کینسر (۳) منہ کا کینسر (۴) عورتوں میں رحم کے منہ کا کینسر (۵) امراض قلب (دل کی بیماریاں) (۶) تمباکو کا استعمال خون میں کولیسٹرول کے مادوں کو بڑھا کر دل اور دماغ کے دوران خون کی باریک ترین رگوں میں مہلک رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ (۷) دل کی نالیوں میں خون کا جما ہوا لوتھڑا پھنس کر حرکت قلب بند ہونے کا باعث بنتا ہے۔ (۸) دماغ کے اندر خون کی رگوں میں خون کے لوتھڑے پھنس کر فالج کا باعث بنتے ہیں۔ (۹) پھیپھڑوں کی نالیوں کا پھول جانا (۱۰) شدید کھانسی (۱۱) دورے پڑنا (۱۲) خواتین میں جلد سن یاس (اولاد سے محرومی) ہو جانا۔ (۱۳) خون کی باریک نالیوں میں خرابی (۱۴) دوران خون کا ناقص ہونا (۱۵) خون کی نالیوں کا پھیل جانا (۱۶) آنتوں میں زخم (۱۷) انفیکشن کے خلاف مزاحمت میں کمی (۱۸) سانس مشکل سے لینا (۱۹) عام جسمانی صحت کی خرابی (۲۰) مسوڑوں کا پھول جانا (۲۱) تمباکو کے دھوئیں کی وجہ سے نیند میں بچے کی موت واقع ہونا (۲۲) ماں باپ کی تمباکو نوشی کی وجہ سے رحم میں جنین کی موت (۲۳) والدین کی تمباکو نوشی کے باعث اسقاط حمل ہونا۔

(ایضاً ج ۱ / ص ۲۱۷)

تمباکو نوشی کے متعلق آکسفورڈ یونیورسٹی کے سائنسدانوں کی تحقیق

انگلینڈ میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے تحقیق کر کے اس کے نتائج برطانیہ کے میڈیکل جرنل میں شائع کیے گئے ہیں، اس کے مطابق پھیپھڑوں کے کینسر سے ہلاک ہونے والوں کی اکثریت تمباکو نوش طبقہ ہے اوراس کے علاوہ ۲۰ سے زائد بیماریوں کا تعلق تمباکو سے ہے جن میں دل کی بیماری اور مثانے کا کینسر شامل ہے۔

(ایضاً ج ۱ / ص ۲۱۵)

میٹریا میڈیکا میں ڈاکٹر جیلانی لکھتے ہیں

تمباکو کے استعمال سے ٹی بی، دمہ، نیند کی کمی، مردانہ قوت کی کمی، وٹامنز کی شدید قلت، گلے کی سوزش، معدہ کی نالی میں خراش، تلووں میں جلن، پاؤں میں درد، امراض قلب، منہ کے اعضاء اور پھیپھڑوں کا کینسر، طبعی موت سے دس سال پہلے مرنا، جنسی بے لطفی۔

(ایضاً ج ۱ / ص ۲۱۵)

پریس ایشیا انٹرنیشنل نے برازیل کے ماہرین کے حوالہ سے یہ خبر دیتے ہوئے کہا ہے کہ تمباکو کے استعمال سے جسم میں ایک طرح کا زہر پھیل جاتا ہے جو جنسی لطف اٹھانے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

تمباکونوشی سے چہرے کی بے رونقی، جھریاں اور سرخ وسیاہ دھبے

اگر کوئی حسین چہرہ ۴۵۔۵۰ سال کی عمر میں پھیکا اور بے رونق ہو جائے، بقول ڈاکٹر اسمتھ جھریوں کا جال رخ گلرنگ پر پھیل جائے تو یقین کر لیجئے کہ حسن کے اس عمدہ نمونے کا حلیہ تمباکو نے بگاڑا ہے، چہرے پر سرخ وسیاہ دھبے، میلی آنکھیں، سیاہ ہونٹ اور میلے دانت یہ سب تمباکو کی عطا ہیں۔

جلد کے کینسر، چنبل اور دیگر امراض اور جسم کے مختلف اعضاء میں کینسر کو دعوت دینے میں اہم کردار تمباکو کا ہے۔

وارننگ:

ایک لاکھ ستاسی ہزار مریضوں پر کی گئی تحقیق کے بعد ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پھیپھڑوں کا کینسر تمباکونوشی سے پیدا ہوتا ہے اور ایک سگریٹ پینے سے انسان اپنی ۱۸ منٹ کی زندگی کو کم کر دیتا ہے۔

(ایضاً ج ۱ / ص ۲۱۶ تا ۲۲۱)

تمباکونوشی کا مالی نقصان

پاکستان کی وزارت مالیات نے ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۵ء تک کی معاشی ترقی کا جو جائزہ شائع کیا ہے اس کی رو سے:

(۱) پاکستان میں ہر سال ایک ارب دس کروڑ روپے کے سگریٹ پیئے گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۶۵ء تک روزانہ ۳۰ لاکھ ۱۲ ہزار روپے اور فی گھنٹہ ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپے کے سگریٹ استعمال ہوتے رہے۔ اتنی رقم سے ۱۷ لڑاکا سپر سانک جیٹ طیارے خریدے جا سکتے تھے یا ۵۰۰ ٹینک یا دس بحری جہاز خرید سکتے تھے۔

(ایضاً ج ۱ / ص ۲۰۸)

نوٹ: ۱۹۶۵ء میں ایک امریکی ڈالر ۲ روپے پاکستانی کے برابر تھا۔

(۲) پاکستان میں سگریٹ سازی کی ۲۰۰۱ء میں دس سے زیادہ کمپنیاں چل رہی تھیں جو سالانہ ۴۲ کھرب سگریٹ تیار کر رہی تھیں، نہ جانے آج ۲۰۰۳ء میں سگریٹ ساز کمپنیوں میں کتنا اضافہ ہو چکا ہو گا اور سگریٹ کی تیاری، استعمال اور سالانہ اخراجات میں کس ناقابل یقین حد تک اضافہ ہو گیا ہو گا۔

(ایضاً)

ع تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

کتنی تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو پاکستان کی معاشی بدحالی، قرضوں کا ناقابل تصور حجم، سود کی ناقابل ادا مالیت اور دوسری طرف تمباکو کے استعمال پر سالانہ عبث اور بلا فائدہ اربوں روپے کا اسراف، صحت کی بربادی اور گھمبیر بیماریوں کو دعوت دینے کے ساتھ ساتھ ستم ظریفی یہ دیکھئے کہ علماء کرام کی چار سو سالہ پرانی تحقیق اور رائے زنی کو حرف آخر سمجھ لیں کہ تمباکو بیشمار بیماریوں کا

علاج ہے اور اس میں مضرت نہیں بلکہ منفعت ہے لہذا اس میں اصل اباحت ہے اور اس کا کھانا، پینا، سونگھنا اور اس کی زراعت اور تجارت حلال اور طیب ہے۔

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

ہمارے بچپن کے چھوٹے بچوں کا مشغلہ اور تمباکو کے زہریلے اثرات

تمباکو کی سمیّت اور زہریلا پن:

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں بچے کہیں سے تمباکو حاصل کر کے جوہڑوں اور پانی کے تالابوں کے کناروں پر جب مینڈک دیکھتے تو بہت آہستگی اور غیر محسوس طریقے سے مینڈک کی پشت پر تمباکو پاشی کرتے تھے، تمباکو ڈالتے ہی بلا وقفہ مینڈک مر جاتا تھا۔

سگریٹ نوشی سے سالانہ ۴۰ لاکھ افراد لقمۂ اجل بنتے ہیں

روزنامہ مشرق کی ۲۵ فروری ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ

دنیا بھر میں سگریٹ نوشی کے باعث ۴۰ لاکھ افراد ہر سال اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق اگر اس خطرناک رجحان کو روکا نہ گیا تو ۲۰۳۰ء تک سگریٹ نوشی کے باعث مرنے والوں کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ سگریٹ پینے والا صرف اپنی ہی جان کو خطرے

میں نہیں ڈالتا بلکہ اس کا چھوڑا ہوا دھواں ان لوگوں کیلئے بھی موت کا باعث بن سکتا ہے جو خود سگریٹ نہیں پیتے لیکن سگریٹ کا دھواں ان کے حلق سے نیچے بھی اتر تا رہتا ہے۔ یہ استعمال شدہ دھواں سگریٹ نہ پینے والوں پر سگریٹ نوشوں سے زیادہ برے اثرات مرتب کرسکتا ہے۔

سگریٹ کے دھوئیں سے سالانہ ستر کروڑ افراد متاثر ہوتے ہیں

عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ میں دیئے گئے اعداد وشمار کے مطابق دنیا بھر میں سگریٹ کے استعمال شدہ دھوئیں سے متاثر ہونے والے افراد کی تعداد ستر کروڑ سے زائد ہے۔جن میں ۳۵ کروڑ بچے شامل ہیں۔نیز عالمی ادارہ صحت کی ڈائریکٹر جنرل نے کہا ہے کہ سگریٹ کے چھوڑے ہوئے دھوئیں سے خواتین پر بدترین اثرات مرتب ہورہے ہیں۔جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سگریٹ یا پان وغیرہ میں تمباکو کا استعمال یا مستعمل دھواں حاملہ خواتین کیلئے خصوصی طور پر نقصان دہ ہے جس کے باعث ان خواتین میں اسقاط کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور اگر اسقاط نہ بھی ہو تو نومولود کا وزن کم ہوسکتا ہے۔عالمی ادارہ صحت کی ڈائریکٹر جنرل نے مزید کہا کہ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ والدین کے تمباکو کے استعمال کے نتیجے میں نومولود بچوں کی اچانک اموات کی شرح میں

اضافہ ہوا ہے اور سگریٹ نوشی کرنے والے والدین کے بچے دمہ، پھیپھڑوں کی نالیوں کی سوجن، نزلہ، زکام اور نمونیہ جیسے امراض کا شکار ہو سکتے ہیں۔

(روزنامہ مشرق ۲۵ فروری ۲۰۰۳ء)

تمباکو کے ضرر کے ثبوت کے متعلق لاس اینجلس کا عدالتی فیصلہ

تمباکو کے مضر اثرات کے حوالہ سے گذشتہ دنوں ایک اہم واقعہ رونما ہوا جب کینسر میں مبتلا ایک سگریٹ نوش نے سگریٹ ساز کمپنی کے خلاف ''لاس اینجلس'' کی عدالت میں ہرجانے کا دعویٰ دائر کیا۔ دعویٰ دائر کرنے والے ۵۶ سالہ رچرڈ بیکن نے موقف اختیار کیا کہ میں نے تیرہ برس کی عمر میں سگریٹ پینا شروع کیا اور کینسر کا شکار ہو گیا۔ بیکن نے علاج معالجے کے لئے خرچ ہونے والی رقوم اور بیماری کے باعث بے روزگار ہونے کے باعث ایک کروڑ بیس لاکھ ڈالر بطور زرتلافی اور دس کروڑ سے دس ارب ڈالر بطور تعزیری زرتلافی (جرمانہ) ادا کرنے کا مطالبہ کیا چنانچہ عدالت نے بیکن کا موقف درست تسلیم کرتے ہوئے کمپنی کو تین ارب ڈالر ہرجانہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں ۵۶ لاکھ چالیس ہزار ڈالر بطور تعزیری زرتلافی دینے کی ہدایت کی۔

(روزنامہ مشرق پشاور۔ ۲۵ فروری ۲۰۰۳ء خواتین ایڈیشن)

فریقین کے دلائل کا خلاصہ اور تنقیدی جائزہ

تمباکو کے مجوزین کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ تمباکو کا استعمال گیارہویں

صدی ہجری کی ابتداء سے شروع ہوا ہے لہذا اس کے جواز کے متعلق صراحتاً شرعی نص موجود نہیں ہے۔لہذا اس کا حکم شرعی قواعد اور کلیات سے معلوم کیا جائے گا۔اور اشیاء کی اباحت اور حرمت کے متعلق شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر اس چیز کے اندر انسانوں کیلئے نفع اور فائدہ ہے تو اس میں اصل اباحت اور جواز ہے تا وقتیکہ عدم جواز کیلئے شرعی دلیل موجود نہ ہو اور تمباکو کے استعمال کی ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اسلئے کہ تمباکو نہ تو نشہ آور ہے نہ ہی مفتر ومضر، بلکہ بہت مفید ہے لہذا یہ اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ :مفید یا غیر ضرر رساں میں اصل اباحت ہے۔ اس لئے تمباکو مباح الاصل ہے اور یہ حقیقت ہے کہ پندرہویں صدی ہجری یا اکیسویں صدی عیسوی سے چند دہائی پہلے تک طبی اور تحقیقی نقطہ نظر سے تمباکو پینے میں نفع اور دواء کا پہلو بہ نسبت ضرر اور داء کے غالب تھا البتہ مجوزین علماء کرام نے تمباکو نوشی میں واضح طور پر بدبو محسوس کی تھی اور خاص کر جب تمباکو نوش حقہ، چلم اور پائپ کی صفائی کا خیال نہ رکھتا ہو یا منہ صاف رکھنے کا اہتمام نہ کرتا ہو تو ایسی صورتوں میں تمباکو نوشی کو مکروہ تحریمی (عملی حرام) قرار دیا ہے۔مگر چونکہ پان میں تمباکو کھانے ،یا ناک میں تمباکو سونگھنے سے تمباکو کی بدبو محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ان صورتوں میں تمباکو میں خوشبودار اجزاء مثلاً سونف،عرق گلاب وغیرہ شامل کئے جاتے ہیں اس لئے علماء برصغیر کے اکابرین نے تمباکو نوشی کے علاوہ تمباکو کا استعمال مباح قرار دیا اور ان علماء ہند میں سے بیشتر اکابرین کو پٹھانوں کی منہ کی نسوار سے

واسطہ کم پڑا ہے، اس لئے اس کی بدبو کا ذکر تک نہیں کیا، ورنہ منہ میں نسوار رکھنے والا اگر منہ کی صفائی کی انتہائی نگہداشت نہ کرے تو اس کے منہ اور سانس میں نا قابل برداشت بدبو ہوتی ہے اور اگر علماء ہند کو پٹھانی نسوار کا ایسا قریب سے مشاہدہ حاصل ہوتا جیسے تمباکو نوشی کی دیگر صورتوں کا ہوا تھا تو یہ بات یقینی ہے کہ یہ حضرات صرف اسی بدبو کے باعث بھی اس کو مکروہ تحریمی قرار دیتے۔

لہذا اس چار سو سالہ پرانے نقطہ نظر سے نہ تو تمباکو کا مختلف النوع استعمال ''عبث'' اور لہو لعب ہوا اس لئے کہ اس میں فائدہ اور دواء ہے اور نہ ہی تمباکو پر رقم خرچ کرنا اسراف اور تبذیر ہوا بلکہ یہ اخراجات علاج و معالجہ کے زمرے میں شمار ہوسکتے ہیں پس تمباکو کے عدم جواز کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔

تمباکو کے استعمال کے مانعین کے دلائل کا خلاصہ

جدید اور حساس خوردبینی لیبارٹریوں کے تجزیاتی آلات کے مشاہدات سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت شدہ اور متفق علیہ حقیقت بن گئی ہے کہ تمباکو متعدد مہلک زہروں کا مجموعہ ہے بلکہ جدید اصطلاح میں تمباکو کیلئے ''امّ الامراض'' کا نام استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے لہذا نئے مشاہداتی تحقیقات کی رو سے تمباکو کے عدم جواز کیلئے شرعی دلیل موجود ہوئی اور وہ ہے انسانی جسم اور صحت کیلئے انتہائی ضرر رساں ہونا اور حد درجہ مہلک امراض کا باعث ہونا، اور عام طور پر مضر ہونے کے پیش نظر اس کے ایک دو موہوم اور برائے نام فائدے کالعدم ہیں یا اس بناء پر

تمباکو کا استعمال آج کل مضر اشیاء کے زمرے میں داخل ہے لہذا تمباکو کا استعمال ازروئے قواعد شرعیہ حرام ہے البتہ اگر کسی شرعی ضرورت اور شرعی شرائط کے ساتھ اس کا استعمال کیا جائے جیسے شراب یا پیشاب وغیرہ، تو یہ اور بات ہے۔

پس ثابت ہوا کہ

جب تمباکو کا استعمال باعث ضرر اور بے فائدہ ہوا تو اس کا استعمال عبث اور لہو لعب میں داخل ہوا اور اس پر رقم خرچ کرنا اسراف اور عمل شیطان بنا اور یہ بات اس کی حرمت کی شرعی دلیل ہے۔

مضر اشیاء کا استعمال حرام ہے (علامہ شامیؒ)

و فی العقود الدرية: " (الاصل الثانی): أن الاصل فی المضار التحريم و المنع لقوله عليه الصلوٰة والسلام: " لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام" وأيضًا ضبط اهل الفقه حرمة التناول إما بالإسكار كالبنج. وإما بالإضرار بالبدن كالتراب و الترياق أو بالاستقذار كالمخاط و البزاق وهذا كله فيما كان طاهرًاو بالجمله ان ثبت فی هذا الدخان اضرار صرف خال عن المنافع فيجوز ألافتاء بتحريمه الخ".

" ضرر پہنچانے والی نقصان دہ چیزوں کے بارے میں اصل قانون اور قاعدۂ شرعیہ حرمت اور ممانعت کا ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

ہے کہ: ''نہ ضرر اٹھاؤ اور نہ پہنچاؤ'' اور فقہاء اسلام نے اشیاء کے استعمال کی حرمت کیلئے ضابطہ اور قاعدہ وضع کیا ہے جس کے نتیجے میں کسی چیز کا استعمال حرام اور ممنوع ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے:

(۱) وہ چیز نشہ آور ہو جیسے بھنگ (۲) صحت کے لئے مضر ہو جیسے مٹی کھانا یا افیون کھانا (۳) طبعاً باعث نفرت ہو جیسے ناک کی رینٹھ تھوک اور بلغم۔ اب باوجود اس کے کہ یہ مذکورہ چیزیں پاک ہیں مگر پھر بھی حرام ہیں۔ حاصل تحقیق یہ کہ اگر ثابت ہو جائے کہ تمباکو کا استعمال مضر ہے اور اس میں فوائد نہیں تو اس کی حرمت کا فتویٰ دینا حق بجانب ہوگا۔''

(تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ ج ۲ / ص ۳۳۲)

وضاحت:

ازروئے شریعت مضرت اور منفعت کیلئے معیار اور ترازو غالب اور مغلوب ہونا ہے۔ جیسا کہ شراب اور جواء کے متعلق قرآن نے فرمایا ہے (وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا)۔

علامہ عبدالحیؒ تحریر فرماتے ہیں

ثم ان لنا فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجها حسنا یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة أن لا یکون فیها حکم ، و بعد البعثة اختلف العلماء فیه علی ثلاثة اقوال:

الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل الشرع على اباحته و الثانى انها متصفة بالاباحة الا مادل دليل الشرع على حرمته. والثالث وهوا الصحيح أن يكون فيه تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى أن الأصل فيها الحرمة وأن المنافع متصفة بالإباحة لقوله تعالى: (هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعًا) فانه ذكره فى معرض الإمتنان ولا يكون الإمتنان الا بالنافع المباح فكأنه قال هو الذى خلق لأجل نفعكم جميع ما فى الارض من المنافع لتنتفعوا بها . وعلى هذاالقول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا لدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الإباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الأطباء انه مضرّ ولو فى الآجل فيكون الأصل فيه الحرمة. وما يؤدى الى الضرر يمنع من استعماله وان كان فيه نفع ، الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القرآن بنفعها ولكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضررحتى قال الفقهاء لو كان فى شئى وجوه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز ،يرجح جانب الحرمة احتياطًا الخ.

”بے شک ہمارے لئے حرام اور حلال پہچاننے کیلئے ایک نہایت حسین

وجہ ہے جو شرعی اصول پر مبنی ہے۔وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کی بعثت سے پہلے اشیاء کی اباحت اور حرمت کے متعلق تو کوئی حکم شرعی نہ تھا اور بعثت کے بعد اس مسئلہ کے متعلق علماء کے اندر اختلاف ہے۔

قول اوّل: اشیاء میں اصل حرمت ہے مگر یہ کہ کسی چیز کی اباحت پر شرعی دلیل قائم ہو جائے۔

قول دوم: اشیاء میں اصل اباحت ہے مگر یہ کہ کسی چیز کی حرمت پر شرعی دلیل قائم ہو جائے۔

قول سوم: یہ صحیح قول بھی ہے اور اس میں تفصیل ہے کہ اگر کوئی چیز انسانی بدن اور صحت کے لئے مضر ہے تو اس میں اصل حرمت ہے اور اگر وہ چیز منفعت بخش ہے تو اس میں اصل اباحت ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے فائدے کیلئے زمین کے اندر جملہ منافع بخش چیزیں پیدا کی ہیں) یہاں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان جتانے کے لئے یہ بات فرمائی ہے اور احسان تب ہے کہ یہ منافع بخش چیزیں مباح ہوں۔تو گویا اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین کے اندر تمام منفعت بخش چیزیں تمہارے ہی فائدے کیلئے پیدا کیں ہیں اور اسی تیسرے قول کی بناء پر جو صحیح بھی ہے تمباکو نوشی کا حکم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر تمباکو نوشی منفعت بخش اور مفید عمل ہے تو اس میں اصل اباحت ہوتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ حاذق اور ماہر طبیبوں کے حوالہ سے یہ

بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ تمباکو کا استعمال بہت مضر ہے لہذا اس میں اصل حرمت ہی ہے اور جس چیز کا انجام ضرر ہو، اس کا استعمال شرعاً ممنوع ہے اگرچہ اس میں منفعت کیوں نہ ہو؟ ہم دیکھتے ہیں کہ شراب بہ نص قرآنی حرام ہے اگرچہ قرآن نے خود شراب کے اندر بعض فوائد کا اقرار کیا ہے لیکن چونکہ اس میں ضرر کا پہلو غالب ہے لہذا اس میں نفع کا پہلو کالعدم قرار دیا گیا ہے بلکہ فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی چیز میں جواز اور اباحت کی کئی وجوہات ہوں لیکن اس میں ایک وجہ حرمت اور عدم جواز کی بھی ہو، تو حرمت کو احتیاطاً ترجیح دی جائے گی۔''

(ج ۱۲ روح الجنان ص ۲۶۷)

جدید تحقیقات کی رو سے تمباکو کھانے، منہ میں رکھنے اور سونگھنے کی مضرت زیادہ ہے

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ تمباکو نوشی کی صورت میں تمباکو کے اندر ایک زہریلا جزء '' نکوٹین '' کا کافی حصہ جلنے کے عمل سے ضائع ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کی ضرر رسانی مکمل ختم نہیں ہوتی اور اسکی سمّیت اور زہریلے پن میں صرف کمی آ جاتی ہے۔ دیکھئے (نوجوان تباہی کے دھانے پر ص ۲۱۴)

پس ثابت ہوا کہ تمباکو پان میں کھانے، منہ میں رکھنے اور سونگھنے کی

صورت میں ''نکوٹین'' جیسا مہلک زہر خون میں بھر پور طریقے سے جذب ہوتا ہے اسلئے یہ بہت زیادہ مضر بنتا ہے اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ قدیم تحقیقات نے تمباکو کو مفید قرار دیا تھا۔لیکن پھر بھی برصغیر کے علماء نے صرف بدبو کے باعث سگریٹ نوشی ممنوع قرار دی تھی البتہ تمباکو کھانا، منہ میں رکھنا اور سونگھنا بدبو نہ ہونے کی وجہ سے مباح قرار دیا تھا۔اب جبکہ مضرت میں تمباکو کھانا، منہ میں رکھنا اور سونگھنا تمباکو نوشی سے ایک قدم آگے ہے لہذا ممنوع ہونے میں کسی تخفیف کیلئے کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔

علامہ حکیم مظفر حسین لکھتے ہیں

''تمباکو یا زردہ (پان میں) کھانا اور منہ یا ناک کے ذریعہ اس کی نسوار لینا سخت نقصان دہ ہے۔''

(کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید ج ۱ ص ۱۸۶)

علامہ عبد الحیٔ کے رسالہ ''زجر ارباب الریان عن شرب الدخان'' میں تحریر ہے۔

والغالب علی ظن هذا العبد الضعيف أن هذا الفعل (ای اسعاط التنباک فی الانف) اشد من شرب الدخان اذا لريح أخف من العين .

'' بندہ کا غالب گمان یہ ہے کہ ناک میں تمباکو کا عین داخل کرنا بدتر ہے

تمباکو کی اس بدبو سے جو کہ تمباکو نوشی کے نتیجہ میں ناک میں داخل ہوتی ہے۔ جس کے باعث تمباکو نوشی حرام یا مکروہ تحریمی قرار دی جاتی ہے۔''

بندہ عرض گذار ہے کہ

بعینہ مذکورہ دلائل کی اساس پر تمباکو کھانا اور منہ میں رکھنا تمباکو نوشی کی دیگر صورتوں سے بدرجہا بدتر ہونا چاہیے۔

تمباکو کے استعمال اور کاشت کے متعلق بعض جدید فتوؤں کی تحریر

بعض جدید فتوؤں میں یہ بات نظر سے گذری کہ چونکہ تمباکو کا استعمال مباح اور جائز ہے لہذا اس کی کاشت اور تجارت بھی جائز ہے کیونکہ: ''وسائل کا حکم مقاصد کا ہوتا ہے۔''

اور دوسری دلیل یہ بھی لکھی گئی ہے کہ یہ غریب لوگوں کیلئے ایک بہت بڑا ذریعہ معاش بن گیا ہے۔

اس کے بارے میں اتنا عرض کردوں گا کہ جدید تحقیقات کی رو سے تمباکو کا استعمال انتہائی زہریلے مواد پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے نہ صرف مضر صحت ہے بلکہ مہلک اور لاعلاج بیماریوں کی جڑ ہے۔ اسلئے آج کل تمباکو کی ہر قسم کا استعمال ازروئے فتویٰ سخت ممنوع ہونا چاہیے۔ پس اس کے وسائل، زراعت اور تجارت کا بھی یہی حکم ہوگا۔ رہی غربت اور معاشی تنگی تو یہ کوئی شرعی دلیل نہیں، یہی دلیل دوسرے محرمات کے کاروبار کے جواز کیلئے بھی پیش کی جاسکتی ہے۔ نیز تمباکو کی

کاشت اور تجارت کی بجائے دیگر مفید ترین زرعی اشیاء اور ان کی تجارت کی کوئی کمی نہیں لہذا ایسے دلائل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

مؤلف کی گزارش

بندہ نے تمباکو کے استعمال کے بارے میں فریقین کے دلائل بلاکم وکاست ناظرین اور محققین کی آسانی کیلئے یکجا کردیئے اور جدید تحقیقات کی روشنی میں اس عادت کی بربادی کی مشت نمونہ خروارے پیش کردی تاکہ اہل تحقیق اس تباہ کن مضرت کے سد باب کیلئے اس بارے میں کوئی متفقہ اور جدید رائے قائم کرسکیں۔ اگرچہ بندہ نے ہر مرحلہ پر اپنی سمجھ کا بلا جھجک اظہار کردیا مگر سابقہ مشہور مفتیان صاحبان کے فتوے کے برعکس جدید تقاضوں کے پیش نظر جدید فتویٰ صادر کرنا ہرکس وناکس کا کام نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسانیت کی بڑھتی ہوئی تباہی کو پیش نظر رکھ کر اس بارے میں حقائق پر مبنی سوچ کا مظاہرہ کیا جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسائل اور وسائل
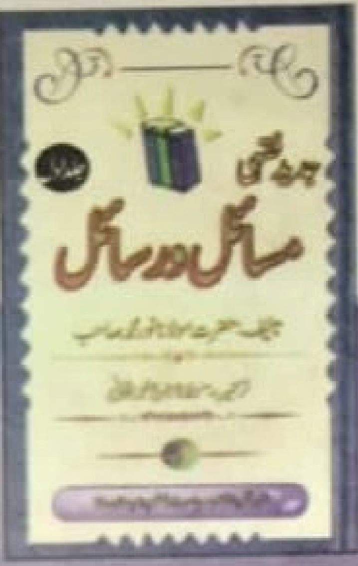
مسائل اور وسائل
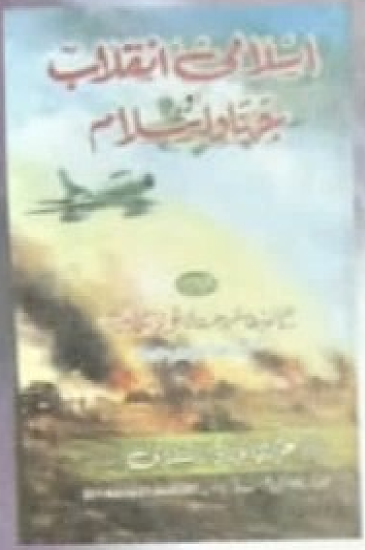
اسلامی انقلاب

علوم الانبیاء
اور تسخیر کائنات
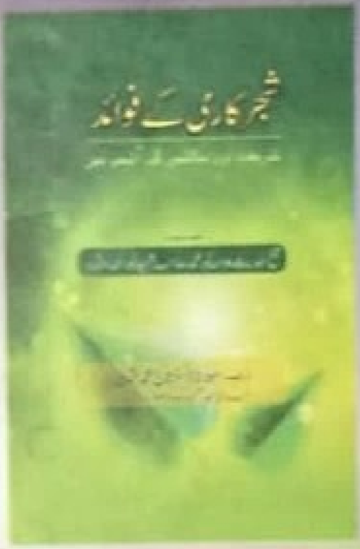
شجر کاری کے فوائد

داڑھی
کے دینی اور دنیاوی فوائد

ایضاح المقال

مشترکہ خاندانی نظام
اور شرعی حجاب